عمران سیریز
ٹارگٹ عمران
مظہر کلیم ایم اے

ہے لیکن یہ صرف عمران تک ہی محدود نہیں رہنی چاہئے بلکہ ہر مسلمان کو اس سانچے میں ڈھلنا چاہئے۔ جہاں تک میک اپ میں دانتوں کی ساخت کو تبدیل کرنے کا تعلق ہے تو پہلی بات تو یہ ہے کہ دانتوں کی ساخت مستقل طور پر تو تبدیل کی جا سکتی ہے عارضی طور پر نہیں اور نہ ہی بار بار اسے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ چہرے اور بالوں کی تبدیلی کے بعد دانتوں کی طرف کسی کی توجہ نہیں جاتی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address
mazhar kaleem.ma@gmail.com

خوبصورت اور وسیع ساحل پر دور دور تک رنگ برنگی چھتریاں کھلے ہوئے پھولوں کی طرح ہر طرف بہار کا منظر پیش کر رہی تھیں۔ ان چھتریوں کے نیچے مخصوص انداز کی کرسیوں پر عورتیں اور مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے زیادہ تعداد میوزک سن رہی تھی۔ کچھ کتابیں اور رسالے پڑھنے میں مصروف تھے اور کچھ دوربین آنکھوں سے لگائے ارد گرد کے مناظر دیکھنے میں مصروف تھے۔ ساحل کے تقریباً درمیان میں ایک چھتری کے نیچے ایک لمبے قد، ورزشی جسم اور یونانی دیوتاؤں جیسے نقوش کا مالک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر کے بال سنہرے اور لچھے دار تھے۔ اس کے ہاتھ میں ایک اخبار تھا اور وہ اس اخبار میں شائع شدہ کوئی مضمون پڑھنے میں مصروف تھا کہ اچانک اس کے پاس پڑے ہوئے بیگ میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو نوجوان بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سیدھا ہوا۔ اس

نے بیگ کی زپ کھولی اور اس میں موجود ایک ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن پریس کیا اور اسے کان سے لگا لیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ فارما سپیکنگ۔ اوور "...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" یس۔ تھامس اٹنڈنگ یو باس ۔ اوور "...... اس نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کہاں موجود ہو تم اس وقت۔ اوور "...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

" لاس ایگس کے ساحل پر باس۔ اوور "...... تھامس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میرے آفس رپورٹ کرو فوراً۔ اوور اینڈ آل "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو تھامس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے واپس بیگ میں رکھا۔ ہاتھ میں پکڑا ہوا اخبار ایک طرف رکھ کر اور بیگ اٹھا کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک طرف بنے ہوئے مخصوص ڈیزائن کے ہٹس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایک ہٹ کا تالا کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ وہاں اس نے بیگ میں سے لباس نکال کر پہنا۔ اپنا چھوٹا بیگ اس بڑے بیگ میں رکھ کر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر بڑا بیگ اٹھائے وہ ہٹ سے باہر آ گیا۔ عقبی طرف پارکنگ میں اس کی سرخ رنگ کی جدید ماڈل کی کار موجود تھی۔ اس نے بیگ ڈگی میں رکھا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر آ

کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار لاس ایگس شہر کی فراخ سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد اس نے کار ایک بزنس پلازہ کی پارکنگ میں موڑ دی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے آٹھویں منزل پر پہنچ چکا تھا۔ یہاں ایک ہی کمپنی فارما کے دفاتر تھے ۔ یہ کمپنی بین الاقوامی سطح پر ادویات کا کام کرتی تھی۔ تھامس ایک بڑے ہال میں داخل ہوا اور پھر ایک کونے میں موجود آفیسر کی میز کے سامنے جا کر رک گیا۔

" میرا نام تھامس ہے "...... تھامس نے اس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اوکے "...... اس آفیسر نے اسے ایک لمحے کے لئے غور سے دیکھنے کے بعد کہا اور پھر دراز سے ایک کارڈ نکال کر اس نے اس پر مخصوص انداز کے دستخط کئے اور کارڈ تھامس کی طرف بڑھا دیا۔

" تھینک یو "...... تھامس نے کہا اور کارڈ لئے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پارکنگ میں پہنچ کر اپنی کار میں بیٹھ چکا تھا۔ اس نے کارڈ پر لکھا ہوا ایک پتہ پڑھا اور پھر کارڈ کو جیب میں ڈال کر اس نے کار کو پارکنگ سے باہر نکالا اور ایک بار پھر کار تیزی سے سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس بار تقریباً بیس منٹ کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد اس نے کار ایک ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ

میں موڑی اور پھر اسے پارکنگ میں لے گیا۔ پھر جیسے ہی وہ کار سے اترا تو پارکنگ بوائے نے اسے پارکنگ کارڈ دے دیا۔

"تھینک یو"...... تھامس نے مسکراتے ہوئے کہا اور پارکنگ کارڈ لے کر وہ واپس مڑا اور ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مین گیٹ سے داخل ہو کر وہ مین ہال سے گزرتا ہوا ایک اور ہال میں پہنچ گیا۔ اسے گیم ہال کہا جاتا تھا۔ یہاں جوا کھیلنے کی بے شمار مشینوں کے ساتھ ساتھ میزوں پر باقاعدہ تاش سے بھی جوا کھیلا جا رہا تھا۔ تھامس ایک لائن میں موجود مشینوں میں سے سب سے آخر میں موجود مشین کے پاس پہنچ کر اس نے جیب سے وہ کارڈ نکالا جو فارما کے آفیسر نے اسے دیا تھا۔ اس نے کارڈ مشین کے ایک خانے میں ڈالا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد خانہ خودبخود کھل گیا اور وہی کارڈ باہر آ گیا۔ تھامس نے کارڈ نکالا اور اسے ایک نظر دیکھ کر اس نے مسکراتے ہوئے کارڈ کو واپس جیب میں ڈالا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ میں سوار چوتھی منزل پر پہنچ گیا۔ کمرہ نمبر اٹھارہ کا دروازہ بند تھا جبکہ سائیڈ پلیٹ پر کرنل شارلین کا نام موجود نظر آ رہا تھا۔ تھامس نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"تھامس"...... تھامس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں سے آئے ہو"...... اندر سے پوچھا گیا۔

"ساحل سے"...... تھامس نے جواب دیا۔

"اوکے"...... اندر سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز کے ساتھ ہی ڈور فون بند ہو گیا اور دروازہ کھل گیا۔ تھامس اندر داخل ہوا تو کمرے میں ایک میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر ایک لمبے قد اور دبلے پتلے جسم کا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کی عینک تھی۔ چہرہ لمبوترا اور سر پر موجود بالوں کو پیچھے کی طرف سنوارا گیا تھا۔

"بیٹھو تھامس"...... کرنل شارلین نے سرد لہجے میں کہا تو تھامس خاموشی سے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کبھی پاکیشیا گئے ہو"...... کرنل شارلین نے انٹرویو لینے کے انداز میں کہا۔

"یس سر۔ کئی بار"...... تھامس نے بغیر کسی تاثر کے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا جانتے ہو"۔ کرنل شارلین نے پوچھا۔

"صرف سنا ہے کہ انتہائی خطرناک اور تیز سمجھی جاتی ہے یہ سروس"...... تھامس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے لیڈر عمران سے کبھی ملاقات ہوئی ہے تمہاری"۔ کرنل شارلین نے پوچھا۔

"نہیں جناب"...... تھامس نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں فوری طور پر پاکیشیا بھجوایا جا رہا ہے ۔ یہ ٹاسک ہمیں اسرائیل کے صدر نے دیا ہے اور ہم نے اسے بہرحال مکمل کرنا ہے ۔ فارما کے تمام ایجنٹوں میں سے اس کام کے لئے تمہارا انتخاب کیا گیا ہے "...... کرنل شارلین نے کہا تو تھامس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"میں تنظیم کا ممنون ہوں جناب اور میں یہ کام کرنے کے لئے تیار ہوں"...... تھامس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران سارج ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے دوران زخمی ہو گیا ہے اور اسے شدید زخمی حالت میں میلان سے پاکیشیا لے جایا گیا ہے لیکن پاکیشیا کے کس ہسپتال میں ہے ۔ اس بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے لیکن جو رپورٹس ملی ہیں ان کے مطابق زخمی عمران جب پاکیشیا پہنچا تو پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان بذات خود وہاں موجود تھے اور ایک ایمبولینس میں وہ عمران کو اپنے ساتھ لے گئے تھے اس لئے لامحالہ سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان اس ہسپتال سے واقف ہوں گے ۔ تمہارا مشن یہ ہے کہ تم نے اس ہسپتال کا سراغ لگانا ہے اور پھر وہاں موجود اس زخمی عمران کا یقینی طور پر خاتمہ کرنا ہے "...... کرنل شارلین نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں اس مشن پر کام کرنے کے لئے تیار ہوں"۔ تھامس نے بغیر کسی جھجک کے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم اس مشن میں کامیاب ہو گئے تو تمہیں اسرائیل میں کسی سروس کا چیف بنا دیا جائے گا"...... کرنل شارلین نے کہا۔

"یہ تو میری زندگی کا خواب ہے ۔ اب میں اس مشن کی تکمیل کے لئے اپنی جان بھی لڑا دوں گا"...... تھامس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ کام کو جس حد تک ممکن ہو تیزی سے کرنا کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بے حد تیزی سے کام کرنے کے لئے مشہور ہے ۔ اگر تمہارے بارے میں ان کے کانوں میں بھنک بھی پڑ گئی تو وہ تمہیں ایک لمحے کے لئے بھی آگے نہیں بڑھنے دیں گے ۔ فوری اور تیز رفتاری سے ہی تم کامیاب ہو سکو گے "...... کرنل شارلین نے کہا۔

"یس سر۔ مجھے معلوم ہے اور میں اپنا مشن ویسے بھی بہت تیز رفتاری سے مکمل کرتا ہوں"...... تھامس نے جواب دیا۔

"اوکے ۔ یہ فائل لو۔ اس میں عمران کی تصویر، سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کی تصویر، ان کی رہائش گاہ کا ایڈریس اور ایسی ہی دیگر ضروری تفصیلات موجود ہیں لیکن یہ فائل تم نے پاکیشیا ساتھ نہیں لے جانی۔ تمہیں پندرہ روز دیئے جا رہے ہیں۔ اس عرصے کے اندر تمہیں ہر صورت میں یہ مشن مکمل کرنا ہے "...... ادھیڑ عمر نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک سرخ رنگ کے کور کی فائل نکال کر تھامس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر۔ میں پندرہ روز تو کیا چند دنوں میں ہی یہ معمولی سا مشن مکمل کر لوں گا"...... تھامس نے فائل لے کر اسے موڑتے ہوئے کہا۔

"اس مشن کو معمولی نہ سمجھو۔ یہ انتہائی اہم اور مشکل مشن ہے اگر یہ معمولی ہوتا تو پاکیشیا میں ہی کسی پیشہ ور قاتل کو رقم دے کر اسے مکمل کرایا جا سکتا تھا۔ یہ عمران دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے اور شاید پہلی بار یہ اس قدر شدید زخمی ہوا ہے کہ اسے مسلسل ہسپتال میں رہنا پڑ رہا ہے ۔اس کے فلیٹ کا پتہ بھی فائل میں موجود ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ عمران کا باورچی بھی عمران کا رازدار ہے اگر سر سلطان تک نہ پہنچ سکو تو اس باورچی کو گھیر لینا"...... ادھیڑ عمر کرنل شارلین نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر۔ مجھے اجازت"...... تھامس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وش یو گڈ لک"...... ادھیڑ عمر نے کہا تو تھامس تیزی سے مڑا۔ فائل اس نے موڑ کر کوٹ کی جیب میں رکھ لی تھی۔

اسرائیل کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے سرکاری کام میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ولنگٹن سے چیئرمین گلیوارڈ کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... صدر نے کہا۔

"سر۔ میں گلیوارڈ بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے مسٹر چیئرمین"...... صدر نے نرم لہجے میں کہا۔

"سر۔ آپ کے حکم پر تمام حفاظتی انتظامات مکمل کر لئے گئے

ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"متبادل صورت حال کی کیا پوزیشن ہے"...... صدر نے پوچھا۔

"سر۔ فارمولے پر انتہائی نازک مرحلے پر کام ہو رہا ہے ۔ اسے کسی صورت بھی وہاں سے شفٹ نہیں کیا جا سکتا۔ انچارج ڈاکٹر ولمین سے میری براہ راست بات ہوئی ہے"...... چیئرمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کا کیا کہنا ہے ۔ کتنے عرصے میں ان کا فارمولا مکمل ہو سکے گا"...... صدر نے پوچھا۔

"ان کا کہنا ہے کہ اس میں دو ڈھائی ماہ لگ سکتے ہیں سر۔ اس کے بعد اس پر تجربات شروع ہوں گے اور یہ تمام تجربات خلا میں کئے جائیں گے"...... چیئرمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حفاظتی انتظامات کے سلسلے میں کتنے حصار بنائے گئے ہیں"۔ صدر نے پوچھا۔

"سر۔ آپ کے حکم پر تین حصار۔ ایک حصار تو زمین پر ہلاکت خیز اور تباہ کن ریز کا ہے ۔ دوسرا سمندر کے اندر کراس ریز آلات سے تیار کیا گیا ہے ۔ کراس ریز سپر آبدوز کو بھی جلا کر راکھ کر سکتی ہیں تیسرے حصار کا تعلق فضا سے ہے ۔ جزیرے کے درختوں پر ایسے آلات نصب کر دیئے گئے ہیں کہ یہ آسمان کی بلندیوں تک کسی بھی ایئر کرافٹ کو چاہے وہ کیسا بھی کیوں نہ ہو خود بخود جلا کر راکھ کر سکتے ہیں"...... چیئرمین نے جواب دیا۔

"او کے ۔ ٹھیک ہے ۔ وہاں کا سیکورٹی انچارج کون ہے"۔ صدر نے پوچھا۔

"سیکورٹی پر ایکریمیا کی بلیک ایجنسی کو تعینات کیا گیا ہے اور بلیک ایجنسی کا سب سے معروف ایجنٹ کرنل جیک سیکورٹی چیف بنایا گیا ہے"...... چیئرمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔ ٹھیک ہے ۔ اب میں مطمئن ہوں"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کہ گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور صدر نے رسیور اٹھا کر بات کرنا شروع کر دی ۔ اس طرح وہ مسلسل فون سنتے اور سرکاری کام کرتے رہے کہ ایک بار گھنٹی بجنے پر انہوں نے رسیور اٹھایا اور کان سے لگالیا۔

"یس"...... انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"کوئی مسٹر فارما بات کرنا چاہتے ہیں ۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ کو کوئی رپورٹ دینی ہے اور اس کا حکم بھی آپ نے خود دیا ہوا ہے"۔ دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... صدر نے کہا۔

"جناب میں فارما بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی ۔ لہجہ اور انداز خاصا تیز تھا۔

"یس ۔ کیا رپورٹ ہے"...... صدر نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"جناب ۔ فارما کا تیز ترین ایجنٹ تھامس مشن پر روانہ کر دیا گیا

ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا وہ اکیلا آدمی مشن مکمل کر لے گا۔ آپ نے وہاں پاکیشیا میں کسی گروپ کو اس کے لئے کام کرنے کے لئے کہا یا نہیں"...... صدر نے کہا۔

"جناب۔ اس طرح بات لیک آؤٹ ہونے کا خطرہ تھا۔ تھامس فارما کا سب سے ذہین اور انتہائی تیز رفتار ایجنٹ ہے۔ آج تک انتہائی کٹھن اور ناممکن مشن بھی اس نے انتہائی تیز رفتاری اور کامیابی سے مکمل کئے ہیں۔ وہ پہلے بھی پاکیشیا میں کئی بار مشن مکمل کر چکا ہے۔ اگر اسے ضرورت پڑے گی تو وہ وہاں کسی گروپ سے خود ہی رابطہ کر لے گا"...... فارما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران بے حد تیز اور ذہین آدمی ہے۔ اسے یقیناً اس بات کا خیال ہو گا کہ وہ سارج ایجنسی اور سارج ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر چکا ہے اس لئے لامحالہ یہودی ایجنٹ اس کے پیچھے پاکیشیا آئیں گے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس نے وہاں اپنی حفاظت کے خصوصی انتظامات کئے ہوں اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر آپ کا ایجنٹ ان کے ہاتھ لگ گیا تو آپ کی تنظیم بھی خطرے کی زد میں آجائے گی"...... صدر نے کہا۔

"آپ قطعی بے فکر رہیں جناب۔ فارما کا انتخاب بہت سوچ سمجھ کر کیا گیا ہے۔ فارما کوئی عام تنظیم نہیں ہے۔ ہم اپنا ٹارگٹ سو فیصد مکمل کرتے ہیں اور کریں گے"...... فارما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک۔ لیکن آپ مجھے اس بارے میں خود آگاہ کرتے رہیں گے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صدر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ شیطان کس ٹائپ کے لوگ ہیں۔ ایک آدمی وہاں جا کر کیا کرے گا"...... صدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اچانک ان کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑے۔ انہوں نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل رونالڈ سے بات کرائیں"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ کرنل رونالڈ قومی سلامتی کے مشیر تھے اور ان کے رابطے پوری دنیا کی یہودی تنظیموں کے ساتھ تھے اور انہوں نے ہی صدر کی اس خواہش پر کہ عمران چونکہ شدید زخمی ہے اس لئے یہ موقع ہے کہ اس کا خاتمہ کر دیا جائے لیکن اس میں اسرائیل حکومت کا ہاتھ سامنے نہ آئے اور صدر کی اسی خواہش پر کرنل رونالڈ نے ہی فارما نامی یہودی تنظیم کا انتخاب کر کے اس سے رابطہ کیا تھا۔ انہیں اچانک جو خیال آیا تھا وہ اسی سلسلے میں تھا۔ اس لئے وہ فوری طور پر کرنل رونالڈ سے بات کرنا چاہتے تھے۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کرنل رونالڈ لائن پر ہیں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... صدر نے کہا۔

"سر۔ میں کرنل رونالڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل رونالڈ۔ آپ نے فارما کا انتخاب کیا ہے پاکیشیا مشن کے لئے۔ ابھی فارما چیف کا فون آیا تھا۔ انہوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے اپنا ایک ایجنٹ تھامس اس مشن پر روانہ کر دیا ہے اور ان کو یقین ہے کہ ان کا یہ ایجنٹ مشن مکمل کر لے گا۔ وہ یقینی طور پر کامیاب رہے گا لیکن مجھے ابھی ابھی خیال آیا ہے کہ یہ اطلاع آپ کو پہلے ملی تھی کہ عمران کا چارٹرڈ طیارہ جب پاکیشیا پہنچا تو اس کا استقبال وہاں کے سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان نے کیا اور پھر وہ اس کی ایمبولینس میں ہی ساتھ گئے تھے۔ آپ نے یقیناً یہ اطلاع فارما کو بھی دے دی ہو گی"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... کرنل رونالڈ نے جواب دیا۔

"فارما کا ایجنٹ یقیناً عمران کا سراغ لگانے کے لئے سیکرٹری وزارت خارجہ کو نشانہ بنائے گا لیکن اگر ایسا ہوا تو اس سے بین الاقوامی سطح پر بڑی پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ پوری دنیا کے ملکوں کی اسٹیبلشمنٹ اس کے خلاف احتجاج کر سکتی ہے اور چونکہ فارما یہودی تنظیم ہے اس لئے دنیا بھر میں یہودیوں کے وسیع مفادات کو

نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے آپ ان سے کہہ دیں کہ وہ ایسا خطرناک اقدام نہ کریں بلکہ کسی اور ذریعے سے عمران کا سراغ لگائیں"...... صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں انہیں اطلاع دے کر دوبارہ آپ کو کال کرتا ہوں"...... کرنل رونالڈ نے کہا۔

"اوکے"...... صدر نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ انہیں چونکہ ذاتی طور پر علم تھا کہ سیکرٹری وزارت خارجہ پاکیشیا سرسلطان کے ذاتی تعلقات دنیا بھر کے ممالک کے سیکرٹریز خارجہ سے ہیں اس لئے معاملات گھمبیر ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اس خیال کے آتے ہی انہوں نے اس بارے میں فارما تک یہ بات پہنچانی ضروری سمجھی تھی۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کرنل رونالڈ بات کرنا چاہتے ہیں سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرائیں بات"...... صدر نے کہا۔

"سر۔ میں کرنل رونالڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل رونالڈ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... صدر نے پوچھا۔

"جناب۔ میں نے فارما تک آپ کا حکم پہنچا دیا ہے اور انہوں نے

وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنے ایجنٹ کو اس بارے میں فوری آگاہ کر دیں گے اور جناب۔ فارما سے بات کرنے کے بعد میں نے اپنے طور پر پاکیشیا میں اس معاملے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور مجھے ابھی ابھی باوثوق ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان تین ملکوں کے سرکاری دورے پر چلے گئے ہیں اور ان کی واپسی ایک ہفتے کے بعد ہو گی اور میں نے اس اطلاع کو کنفرم بھی کر لیا ہے "...... کرنل رونالڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اوکے ۔ تھینک یو"...... صدر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے ۔

تھامس پاکیشیائی دارالحکومت نہ صرف پہنچ چکا تھا بلکہ اس نے ایک رئیل اسٹیٹ ایجنٹ کے ذریعے دارالحکومت کی ایک رہائشی کالونی میں ایک رہائش گاہ اور کار کا انتظام بھی کر لیا تھا۔یہاں پہنچنے کے بعد اس نے سب سے پہلے سیکرٹری وزارت خارجہ کے بارے میں معلومات حاصل کیں لیکن اسے یہ معلوم کر کے بڑی مایوسی ہوئی کہ سیکرٹری وزارت خارجہ ایک ہفتے کے سرکاری دورے پر ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد اس نے عمران کی رہائش گاہ کے فلیٹ کا ایک چکر لگایا لیکن فلیٹ پر تالا لگا ہوا تھا۔ گو اس نے فائل میں پڑھا تھا کہ عمران اپنے باورچی جس کا نام سلیمان ہے کے ساتھ اس فلیٹ میں رہتا ہے ۔ لیکن فلیٹ پر لگے ہوئے تالے کا مطلب تھا کہ باورچی سلیمان یا تو عمران کے ساتھ ہسپتال میں ہے یا پھر کہیں اور چلا گیا ہے ۔ اب وہ کمرے میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کس طرح

عمران کا سراغ لگائے لیکن کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اس نے فون انکوائری سے دارالحکومت اور اس کے گردونواح میں موجود تمام چھوٹے بڑے ہسپتالوں کے نمبرز بھی حاصل کر لئے لیکن یہ سب ہسپتال اوپن تھے جبکہ کہا یہی جا رہا تھا کہ عمران کو کسی خفیہ ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے اور اس ہسپتال کو ٹریس کرنے کے لئے اس کو کوئی لائن آف ایکشن نظر نہ آ رہی تھی۔ اچانک اسے ایک خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ باورچی سلیمان ہسپتال نہ گیا ہو اور فلیٹ کو تالا لگا کر کہیں قریب گیا ہو۔ اس لئے اسے ایک بار پھر چیک کر لینا چاہئے۔ عمران کے فلیٹ کا فون نمبر اسے فائل سے ہی معلوم ہو گیا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر سامنے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا اور رسیور اٹھائے جانے پر تھامس بے اختیار چونک پڑا۔

" کون بول رہا ہے "...... ایک مقامی آواز سنائی دی۔

" میں روبرائٹ بول رہا ہوں۔ میں عمران صاحب کا دوست ہوں اور کارمن سے آیا ہوں۔ عمران صاحب سے بات کرا دیں "۔ تھامس نے خاص طور پر کارمن لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" وہ موجود نہیں ہیں۔ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں "۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو تھامس نے رسیور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ

کھڑا ہوا۔

" اب اس باورچی کو بتانا پڑے گا کہ عمران کہاں ہے "۔ تھامس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑا اور اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک مشین پسٹل نکال کر اس کا میگزین چیک کیا اور پھر مشین پسٹل جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے عمران کے فلیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ چونکہ وہ پہلے ایک بار عمران کے فلیٹ کا چکر لگا چکا تھا۔ اس لئے اسے راستہ معلوم تھا اور پھر پچیس منٹ کے مسلسل سفر کے بعد وہ اس ایریا میں پہنچ گیا جہاں عمران کا فلیٹ موجود تھا۔ اس نے کار کچھ آگے ایک گلی کے اندر اس انداز میں موڑ کر کھڑی کر دی کہ جب ضرورت پڑے تو وہ اسے فوری نکال کر سڑک پر لے آسکے۔ کار سے نیچے اتر کر اس نے کار کو لاک کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا فلیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھ کر جب وہ اوپر پہنچا تو اس کے چہرے پر کامیابی کی مسکراہٹ رینگنے لگی کیونکہ عمران کے فلیٹ کے دروازے پر تالا موجود نہ تھا۔ تھامس نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

" کون ہے "...... چند لمحوں بعد اندر سے ہلکی ہلکی سی آواز سنائی دی اور تھامس فوراً پہچان گیا کہ یہ وہی آواز ہے جس نے اس سے فون پر بات کی تھی۔

" دروازہ کھولو۔ میرا نام ہابرٹ ہے "...... تھامس نے عام سے

لہجے میں کہا تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک آدمی دروازے پر کھڑا نظر آیا۔

" تمہارا نام سلیمان ہے "...... تھامس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ آپ کون ہیں "...... سلیمان نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" اندر چلو۔ میں نے تم سے ضروری بات کرنی ہے "...... تھامس نے آگے بڑھ کر سلیمان کے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔ یہ ہاتھ اس قدر زور سے پڑا تھا کہ سلیمان کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا اور اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات ابھر آئے تھے اس کے پیچھے تھامس نے اندر داخل ہوتے ہوئے پیر سے دروازہ بند کر دیا۔

" کہاں ہے عمران۔ بولو "...... تھامس نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" میری جیب میں ہے۔ نکال لو "...... سلیمان نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا تو ایک لمحے کے لئے تو تھامس اس کے اس ردعمل پر حیران رہ گیا۔ اسے توقع ہی نہ تھی کہ ایک باورچی بجائے خوفزدہ ہونے کے ایسا ردعمل ظاہر کرے گا۔

" بکواس مت کرو۔ ایک لمحے میں بھون ڈالوں گا "...... تھامس نے غراتے ہوئے کہا۔

" کیا تم بھی میری طرح باورچی ہو۔ بھوننے کا کام تو باورچی کرتے

ہیں "...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکلخت ہاتھ مار کر تھامس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل گرانا چاہا لیکن تھامس ایسے معاملات میں بے حد تربیت یافتہ تھا۔ اس نے ہاتھ تیزی سے پیچھے کیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس کا دوسرا ہاتھ انتہائی تیزی سے حرکت میں آیا اور سلیمان چیختا ہوا اچھل کر گیلری کے فرش پر جا گرا۔ تھامس کا زوردار تھپڑ پوری قوت سے سلیمان کے چہرے پر پڑا تھا۔

" تمہاری یہ جرأت کہ تم تھامس پر حملہ کرو "...... تھامس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی لات گھومی اور اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے سلیمان کی پسلیوں پر اس قدر زور سے پڑی کہ کڑکڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ سلیمان کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی۔ وہ واپس گرا اور وہیں فرش پر ہی تڑپنے لگا۔

" بتاؤ کہاں ہے عمران "...... تھامس نے غراتے ہوئے کہا لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ سلیمان اس طرح تڑپ کر اچھلا جیسے بند سپرنگ کھلتا ہے اور دوسرے لمحے تھامس لڑکھڑاتا ہوا پیچھے دروازے سے جا ٹکرایا۔ سلیمان نے اس پر واقعی انتہائی حیرت انگیز حملہ کیا تھا۔ اس لئے مشین پسٹل بھی اس کے ہاتھ سے نکل کر گیلری میں گر گیا تھا۔ دروازے سے ٹکراتے ہی تھامس کا جسم تیزی سے آگے کی طرف آیا اور اس سے ٹکرا کر منہ کے بل نیچے گرتے ہوئے سلیمان کو اس نے گردن سے پکڑا اور دوسرے لمحے سلیمان

فضا میں گھومتا ہوا چیخ مار کر فرش پر جا گرا۔ اس کے نیچے گرتے ہی تھامس کی لات ایک بار پھر حرکت میں آئی اور اس بار پھر کڑکڑاہٹ کی آوازیں سلیمان کی پسلیوں سے نکلیں اور اس کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ تھامس ہونٹ بھینچے کھڑا تھا اور سلیمان کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے خطرہ ہو کہ وہ کسی بھی لمحے دوبارہ اچھل کر اس پر حملہ کر سکتا ہے لیکن جب چند منٹ تک سلیمان کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی تو تھامس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر جھک کر اس نے اپنا مشین پسٹل اٹھایا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ جھکا اور اس نے سلیمان کا ایک بازو پکڑا اور اسے گھسیٹتا ہوا آگے لے گیا۔ اس بات کا اسے یقین تھا کہ سلیمان فلیٹ میں اکیلا ہے۔ ڈرائینگ روم کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں لے جا کر اس نے سلیمان کے جسم کو ایک کرسی پر ڈال دیا اور پھر اس نے پورے فلیٹ کا چکر لگایا۔ سٹور میں سے اسے رسی کا ایک بنڈل مل گیا۔ اس نے وہ بنڈل اٹھایا اور واپس آ کر اس نے سلیمان کو رسی کی مدد سے کرسی سے باندھ دیا۔

" اب تم تو کیا تمہارے فرشتے بھی بتائیں گے کہ عمران کہاں ہے"....... تھامس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر کمرے سے نکل کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا تاکہ اچانک باہر سے کوئی آدمی اندر نہ آ جائے اور پھر وہ واپس ڈرائینگ روم میں آیا اور اس نے ایک کرسی کھینچ کر

سلیمان کی کرسی کے سامنے رکھی اور دوسرے لمحے اس نے سلیمان کے چہرے پر زور زور سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے تھپڑ پر سلیمان چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔ اس نے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن رسی سے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کراہ کر ہی رہ گیا۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے۔

" تم نے مجھ پر حملہ کیا۔ تھامس پر۔ تمہیں اب اس جرأت کا عبرتناک خمیازہ بھگتنا پڑے گا"....... تھامس نے بڑے زہریلے لہجے میں کہا۔

" تمہارا نام تھامس ہے۔ پہلے تو تم نے کوئی اور نام بتایا تھا"....... سلیمان نے کراہتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ میرا نام تھامس ہے۔ اب تم بتاؤ کہ عمران کہاں ہے اور سنو۔ کوئی جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ شدید زخمی حالت میں پاکیشیا لے آیا گیا ہے اور کسی خفیہ ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ مجھے اس خفیہ ہسپتال کا پتہ چاہئے"۔ تھامس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" جو کچھ میں بتاؤں گا کیا تم اس پر یقین کر لو گے "....... سلیمان نے کہا تو تھامس بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"....... تھامس نے کہا۔

" میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ جو کچھ میں تمہیں بتاؤں گا تم اس

کی تصدیق کیسے کرو گے۔ میں سچ بتاؤں گا تم اسے جھوٹ سمجھو گے تو پھر"۔ سلیمان نے کراہتے ہوئے لہجے میں کہا تو تھامس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم میری توقع سے زیادہ ذہین ہو۔ میں تمہارا مطلب سمجھ گیا ہوں کہ تم جو کچھ بتاؤ گے۔ میں پہلے اسے چیک کروں لیکن میں تصدیق فون پر کروں گا"...... تھامس نے کہا۔

"تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ خود ہی اسے خفیہ بتا رہے ہو اور خود ہی کہہ رہے ہو کہ فون پر تصدیق کرو گے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ فون والے اسے خفیہ رکھنے کی بجائے اوپن کر دیں گے"...... سلیمان نے تکلیف بھرے لہجے میں لیکن ہلکے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں بندھے ہوئے ہو اور تمہیں میں نے باندھا ہے۔ اس لئے تم اس بندش سے آزاد نہیں ہو سکتے اور تم یہاں سے کسی کو کال بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے میرا وعدہ کہ اگر تم سچ بتا دو تو میں تصدیق کر لینے کے بعد واپس آکر تمہیں رہا کر دوں گا ورنہ واپس آکر میں تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا۔ بولو کہاں ہے ہسپتال"۔ تھامس نے کہا تو سلیمان نے اسے باقاعدہ ایک پتہ بتا دیا۔

"کیسے تصدیق ہو گی کہ یہ وہی ہسپتال ہے جہاں عمران موجود ہے"...... تھامس نے کہا تو سلیمان تکلیف کے باوجود بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم کہہ رہے ہو کہ تم بڑے ذہین آدمی ہو لیکن بچوں کی طرح مجھ

سے پوچھ رہے ہو۔ ظاہر ہے تم وہاں جا کر استقبالیہ پر کہنا کہ تمہیں عمران کے باورچی سلیمان نے بھجوایا ہے۔ تم نے انہیں خصوصی پیغام دینا ہے پھر وہ تمہیں خود ہی ان تک پہنچا دیں گے"۔ سلیمان نے جواب دیا۔

"اس کا کمرہ نمبر اور وارڈ کون سا ہے"...... تھامس نے پوچھا۔

"کمرہ نمبر بارہ۔ سپیشل سرجری وارڈ"...... سلیمان نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں لیکن اگر تم نے جھوٹ بولا ہے تو تمہاری موت یقینی ہے لیکن ہو گی انتہائی عبرتناک"۔ تھامس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"واپس ضرور آنا۔ ایسا نہ ہو کہ میں یہاں بندھے بندھے ہی مر جاؤں۔ سوائے عمران صاحب کے اور کوئی یہاں نہیں آئے گا اور عمران صاحب اس قدر زخمی ہیں کہ شاید ایک ماہ تک وہ واپس نہ آ سکیں"...... سلیمان نے منت بھرے لہجے میں کہا تو تھامس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ سلیمان کی یہ بات بتا رہی تھی کہ اس نے سچ بولا ہے۔

"بے فکر رہو۔ عمران کو ختم کر کے میں ضرور واپس آؤں گا"۔ تھامس نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے پر پہنچ گیا اس نے دروازہ کھولا اور باہر آ کر اس نے دروازہ باہر سے بند کیا اور سیڑھیاں اترتا ہوا وہ نیچے سڑک

پر پہنچ گیا۔ اس نے کار کا ڈیش بورڈ کھول کر اس میں سے دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ نکالا اور پھر اس علاقے کو چیک کرنے لگا جہاں وہ موجود تھا۔ اسے چیک کر لینے کے بعد اس نے وہ علاقہ چیک کرنا شروع کر دیا جو سلیمان نے اسے بتایا تھا۔ جب وہ علاقہ بھی نقشے میں ٹریس ہو گیا تو اس نے دونوں علاقوں کے درمیان راستے کو چیک کرنا شروع کر دیا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ اب وہ آسانی سے بغیر کسی سے پوچھے اس علاقے تک پہنچ جائے گا تو اس نے نقشہ بند کر کے واپس ڈیش بورڈ میں رکھا اور پھر کار سٹارٹ کر کے سڑک پر لے آیا۔ اس کا ارادہ ابھی جا کر عمران کو ختم کرنا نہیں تھا کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ وہ آسانی سے عمران تک نہ پہنچ سکے گا۔ یقیناً وہاں انتہائی سخت انتظامات کئے گئے ہوں گے۔ اس وقت وہ صرف اس ہسپتال کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد وہ واپس جا کر اس سلیمان کا خاتمہ کرے گا تاکہ وہ کسی کو تھامس کے بارے میں نہ بتا سکے اور پھر رات کو جا کر وہ اس عمران کا خاتمہ کرے گا۔ اس لئے وہ اطمینان سے گاڑی چلاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ اس علاقے میں داخل ہوا جہاں کا پتہ سلیمان نے بتایا تھا لیکن یہ رہائشی کالونی تھی اور تقریباً دارالحکومت کے مضافات میں تھی۔

"کیا یہ ہسپتال کسی کوٹھی میں ہے"...... تھامس نے چکر لگاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک کوٹھی کے سامنے سے گزرا۔ سلیمان نے یہ پتہ بتایا تھا لیکن یہ عام سی کوٹھی تھی۔ اس نے کار کوٹھی کے گیٹ

روکی اور نیچے اتر کر اس نے ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ ستون پر کوئی نیم پلیٹ موجود نہ تھی بلکہ سولہ کا ہندسہ ایک پلیٹ پر لکھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک دربان ٹائپ آدمی باہر آ گیا۔

"یہ ہسپتال ہے"...... تھامس نے کہا۔

"ہسپتال۔ نہیں جناب یہ تو راؤ نذر صاحب کی رہائش گاہ ہے۔ ہسپتال تو اس پورے ایریئے میں کہیں نہیں ہے"...... دربان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو بتایا گیا ہے کہ گرین ایریا کی عمارت نمبر سکسٹین میں ایک ہسپتال ہے۔ وہاں میرا ایک دوست داخل ہے۔ میں کارمن سے آیا ہوں اور اس دوست سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں"۔ تھامس نے کہا۔

"سوری جناب۔ جن صاحب نے آپ کو بتایا ہے غلط بتایا ہے۔ راؤ صاحب اور ان کی فیملی اپنے گاؤں گئی ہوئی ہے۔ کوٹھی خالی ہے اگر آپ چاہیں تو بے شک میں آپ کو کوٹھی اندر سے بھی دکھا سکتا ہوں"...... دربان نے کہا تو تھامس کو یقین آ گیا کہ سلیمان نے اسے الو بنایا ہے۔

"نہیں۔ تھینک یو"...... تھامس نے کہا اور واپس کار میں بیٹھ کر اس نے کار آگے بڑھا دی۔ اس کے دل میں سلیمان کے خلاف لاوا سا ابل رہا تھا۔

" میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں گا۔ میں اس کا عبرتناک حشر کروں گا۔ اس نے تھامس کو الو بنایا ہے "...... تھامس نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا اور پھر اسی طرح غصے میں جلتا بھنتا ہوا وہ ایک گھنٹے کی مزید ڈرائیونگ کے بعد واپس اس علاقے میں پہنچ گیا جہاں عمران کا فلیٹ تھا۔ اس نے کار اس گلی میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ جب اوپر پہنچا تو بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ فلیٹ کے دروازے پر پڑا ہوا تالا اس کا منہ چڑا رہا تھا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ سلیمان خود کیسے رسیوں سے نجات حاصل کر سکتا ہے ۔ اوہ۔ یقیناً ان دو ڈھائی گھنٹوں میں کوئی آیا اور اس نے سلیمان کو رسیوں سے آزاد کر دیا"...... تھامس نے سوچا اور اس کے ساتھ ہی اسے خطرے کا احساس ہوا تو وہ تیزی سے مڑا اور سیڑھیاں اتر کر اس نے بڑے چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھا لیکن کوئی اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔ وہ بڑے چوکنا انداز میں کار میں بیٹھا اور دوسرے لمحے کار سڑک پر تھی۔ اسے معلوم تھا کہ سلیمان نے اس کا حلیہ اور لباس کے بارے میں تفصیلات عمران کے ساتھیوں کو بتا دی ہوں گی۔ اس لئے اب اس کو فوری طور پر نہ صرف میک اپ کرنا تھا بلکہ لباس بھی تبدیل کرنا تھا۔ چنانچہ وہ بڑے چوکنا انداز میں کار چلاتا ہوا اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور ساتھ ساتھ وہ اپنی نگرانی کو بھی چیک کر رہا تھا۔ لیکن اس کا ذہن غصے سے بری

طرح کھول رہا تھا۔ ایک لحاظ سے وہ ایک عام سے باورچی کے ہاتھوں شکست کھا گیا تھا۔ جس نے اسے بڑے خوبصورت انداز میں ڈاج دے دیا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ کہیں سلیمان اسے دوبارہ نظر آ جائے تو وہ اس کا وہ حشر کرے کہ دنیا اس سے عبرت حاصل کرے لیکن ظاہر ہے کہ سلیمان اس کے خوف سے پہلے ہی فرار ہو چکا تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ وہ کب تک مفرور رہے گا۔ وہ جلد یا بدیر بہرحال اسے پکڑ لے گا۔ چونکہ اس کی نگرانی نہیں ہو رہی تھی اس لئے وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ اس نے کار اندر لے جا کر روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر ایک کمرے میں پہنچ کر اس نے ایک الماری کھول کر اس میں موجود اپنا بیگ نکال کر میز پر رکھا اور پھر اسے کھول کر اس میں سے میک اپ باکس نکال کر باہر رکھا اور پھر بیگ کو واپس الماری میں رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے میک اپ باکس کھول کر اس میں سے میک اپ کا سامان باہر نکالنا شروع کر دیا لیکن ابھی وہ میک اپ کے لئے پیسٹ تیار کر رہا تھا کہ اچانک اس کی ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی اور وہ چونک کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ یکلخت اس کا ذہن جیسے بگولوں کی زد میں آ گیا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں یہ احساس ضرور ابھرا تھا کہ عمران کے ساتھیوں نے اس کا سراغ لگا لیا ہے اور وہ باوجود ہوشیاری کے ان کے ہاتھوں مار کھا گیا ہے۔

سلیمان کی حالت خاصی خراب تھی۔ اس کے جسم کی دونوں اطراف کی پسلیوں میں شدید درد ہو رہا تھا۔ اسے بار بار یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا سانس رک رہا ہو۔ جب تک تھامس فلیٹ میں رہا تھا سلیمان نے بدقت اپنے آپ کو سنبھالے رکھا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ایسے ایجنٹ انتہائی سفاک ہوتے ہیں اور وہ واقعی سلیمان کے جسم کی تمام ہڈیاں بھی توڑ سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ یہ تھامس عمران کو ہلاک کرنے کا مشن لے کر آیا ہے۔ اس لئے اس نے اسے ایک رہائشی کالونی کا پتہ دے دیا تھا۔ اس رہائشی کالونی کا جو دارالحکومت کے مضافات میں تھی اور اسے معلوم تھا کہ تھامس کو وہاں تک پہنچنے میں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ لگ جائے گا۔ اس طرح اسے اپنے آپ کو آزاد کروانے کا کافی وقت مل جائے گا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ تھامس کو جب پتہ چلے گا کہ

سلیمان نے اسے چکر دیا ہے تو وہ آندھی اور طوفان کی طرح واپس آئے گا لیکن اس کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی اور پھر رسیاں بھی کچھ اس انداز میں بندھی ہوئی تھیں کہ کسی طرح وہ انہیں کھول بھی نہ سکتا تھا۔ اچانک اسے ایک خیال آیا کہ اگر وہ کرسی کو نیچے گرا دے تو اسے چوٹ تو ضرور آئے گی لیکن بہرحال رسیاں ڈھیلی ہو جانے کا سکوپ پیدا ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے پیروں کو قالین پر جما کر اپنے جسم کو پیچھے کرتے ہوئے ایک جھٹکا دیا تو وہ کرسی سمیت پیچھے کی طرف گرنے لگا لیکن گرتے ہوئے اس نے دانستہ اپنے جسم کو اس انداز میں موڑا کہ کرسی سائیڈ کے بل ایک دھماکے سے نیچے جا گری۔ اس کے ساتھ ہی سلیمان کے منہ سے چیخ نکل گئی کیونکہ اس کے پورے جسم میں درد کی تیز لہر سی دوڑ گئی تھی اور اس کے ذہن پر سیاہی بار بار پھیل اور سمٹ رہی تھی۔ چند لمحوں تک وہ پڑا لمبے لمبے سانس لے کر اپنے آپ کو سنبھالتا رہا۔ پھر اس نے اپنے آپ کو چیک کرنے کی کوشش کی اور تھوڑی دیر بعد اسے معلوم ہو گیا کہ یہ طریقہ کامیاب نہیں رہا۔ رسیاں ویسے ہی ٹائٹ اور سخت تھیں۔

"اب کیا کروں"....... سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ یہ محسوس کر کے چونک پڑا کہ اس کا ایک بازو جو اب تک رسیوں کی بندش کی وجہ سے حرکت نہ کر پا رہا تھا اب حرکت کر رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا رسیاں بہرحال کچھ نہ کچھ ڈھیلی ہوئی ہیں۔ اس نے اپنے بازو کو حرکت دینا شروع کر دی اور پھر کافی

دیر تک لگاتار کوشش کے بعد وہ بازو کو رسیوں کی بندش سے آزاد کر کے باہر نکال لینے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ چونکہ پہلو کے بل قالین پر گرا ہوا تھا اس لئے کرسی بھی پہلو کے بل قالین پر پڑی تھی۔ اس نے بازو باہر نکال کر کرسی کے عقب میں گانٹھ تلاش کرنے کی کوشش شروع کر دی اور آخر کار اس کا ہاتھ گانٹھ تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ کافی دیر تک گانٹھ کھولنے کی کوشش کرتا رہا لیکن گانٹھ اس انداز میں باندھی گئی تھی کہ وہ کسی صورت کھل ہی نہ رہی تھی لیکن سلیمان نے کوشش ترک نہ کی لیکن باوجود شدید کوشش کے جب گانٹھ کسی صورت بھی نہ کھل سکی تو سلیمان نے اپنے جسم کو موڑا اور پھر وہ کرسی سمیت پشت کے بل قالین پر گر گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے الٹی قلابازی کھانے کی باقاعدہ کوشش شروع کر دی کیونکہ کرسی پشت کے بل فرش پر گرنے کی وجہ سے اس کا نچلا جسم آدھے سے زیادہ ہوا میں اٹھا ہوا تھا۔ الٹی قلابازی کھانے کی اس کوشش میں وہ ایک بار پھر دوسرے پہلو پر جا گرا لیکن اس طرف گرنے سے ایک فائدہ ہوا کہ اب گانٹھ کھنچ کر سامنے کے رخ پر آ گئی تھی اور اب سلیمان اس گانٹھ کو دیکھ سکتا تھا۔ اس نے ہاتھ کو حرکت دی اور اس بار وہ آسانی سے گانٹھ کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ جیسے ہی گانٹھ کھلی اور رسیاں ڈھیلی ہوئیں۔ سلیمان کے منہ سے اطمینان بھرا طویل سانس نکل گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ رسیوں سے آزاد ہو کر اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

"اب میں اس تھامس کو بتاؤں گا کہ سلیمان کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں"...... سلیمان نے کہا اور پھر کرسی اٹھا کر اس نے اسے واپس اپنی جگہ پر رکھا جبکہ رسی کا باقاعدہ بنڈل بنا کر وہ اسے واپس سٹور میں رکھ آیا کیونکہ وہ ہر چیز کو اپنی جگہ پر رکھنے کا فطری طور پر عادی تھا۔ اس کے بعد وہ سپیشل روم میں گیا اور اس نے ایک سیف کھول کر اس میں سے چار پیکٹ اٹھائے اور انہیں کھول کر ان میں موجود سامان کو اپنی جیبوں میں رکھ کر خالی پیکٹ واپس سیف میں رکھ کر وہ سپیشل روم سے واپس سٹنگ روم میں آ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان بول رہا ہوں جوزف"...... سلیمان نے کہا۔

"یس۔ کوئی خاص بات"...... جوزف نے پوچھا۔

"جوانا کہاں ہے"...... سلیمان نے پوچھا۔

"موجود ہے۔ کیوں"...... جوزف کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ایک فارن ایجنٹ عمران صاحب کو ہلاک کرنے کے لئے خفیہ ہسپتال کا پتہ پوچھتا پھر رہا ہے۔ اسے پکڑنا ہے۔ تم جوانا کو فلیٹ کی عقبی طرف بھیج دو۔ میں وہاں اس کا انتظار کروں گا"۔ سلیمان نے کہا۔

"وہ آدمی کہاں ہے"...... جوزف نے چونک کر پوچھا۔

"اسے میں نے ایک فرضی پتہ بتا کر بھیج دیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے جب اسے پتہ چلے گا کہ اس سے دھوکہ ہوا ہے تو واپس آئے گا۔ اپنی طرف سے وہ مجھے کرسی پر رسی سے باندھ کر گیا تھا۔ اس لئے اس کے خیال کے مطابق میں ابھی تک بندھا ہوا ہوں گا"...... سلیمان نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جوانا کو بھیج دیتا ہوں۔ تم صرف اس کی نشاندہی کر دینا۔ باقی کام جوانا کرے گا"...... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سلیمان نے رسیور رکھا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن دروازہ باہر سے بند تھا۔ سلیمان نے اندر ایک سائیڈ پر رکھا ہوا تالا اٹھایا اور پھر عقبی طرف سے فلیٹ سے باہر آ کر وہ فرنٹ پر آیا اور سیڑھیاں چڑھ کر اس نے باہر سے تالا لگا دیا۔ اس کے بعد وہ عقبی طرف جا کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جوانا کی سولہ سلنڈر جہازی سائز کی کار آ کر سائیڈ پر رکی اور جوانا نیچے اتر آیا۔

"کہاں ہے وہ ایجنٹ"...... جوانا نے سلیمان کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ابھی واپس نہیں آیا۔ لیکن ہم نے فوری طور پر اسے نہیں پکڑنا"...... سلیمان نے کہا تو جوانا بے اختیار چونک پڑا۔

"پکڑنا نہیں۔ کیوں۔ کیا گولی مار کر سڑک پر ڈھیر کرنا ہے"۔ جوانا نے کہا۔

"نہیں۔ جب وہ فلیٹ پر لگا ہوا تالا دیکھے گا تو لامحالہ وہ واپس اپنی رہائش گاہ پر یا ہوٹل جائے گا۔ اس طرح اس کے اور ساتھی بھی ہوں گے تو سامنے آ جائیں گے اور اگر ساتھی نہیں ہوں گے تو اس کا سامان تو سامنے آ جائے گا۔ ہو سکتا ہے اس کے سامان میں سے کوئی کام کی چیز مل جائے۔ اس لئے میں جیسے کہوں تم نے ویسے ہی کرنا ہے"۔ سلیمان نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے ماسٹر نے اپنی روح دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ جوزف میں ڈال دیا ہے اور دوسرا حصہ تمہارے اندر۔ کیوں خواہ مخواہ اس چکر میں پڑتے ہو۔ اگر ساتھی ہوں گے تو خود ہی سامنے آ جائیں گے۔ رہا سامان تو سامان میں کیا ہونا ہے"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نہیں سمجھ سکتے جوانا۔ تمہارا کام صرف لوگوں کی گردنیں توڑنا ہے۔ جب تک ساتھی سامنے نہیں آئیں گے عمران صاحب کی جان کو خطرہ رہے گا اور سامان میں ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسا کاغذ یا فائل ہو جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ کسی تنظیم کا ایجنٹ ہے یا کسی سرکاری ایجنسی سے اس کا تعلق ہے۔ اس لئے اس کا زندہ پکڑے جانا ضروری ہے"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ماسٹر کے سارے ساتھی ہی اپنی اپنی جگہ فلاسفر ہیں۔ جوزف بھی اسی طرح کی باتیں کرتا رہتا ہے اور اب تم بھی بڑی بڑی باتیں کر رہے ہو"...... جوانا نے کاندھے اچکاتے

ہوئے کہا اور سلیمان بے اختیار مسکرا دیا۔

" تم کار لے کر سامنے والی گلی میں رک جاؤ۔ میں یہاں سے قریب چوک پر موجود رہوں گا۔ میرے پاس ریڈ کاشنز موجود ہے۔ میں اس کی کار کے بمپر پر اسے لگا دوں گا۔ اس کے بعد ہم دونوں اطمینان سے اس کار کا تعاقب اتنے فاصلے سے کرتے رہیں گے کہ وہ چاہے جتنا تربیت یافتہ بھی کیوں نہ ہو اپنے تعاقب کو چیک نہ کر سکے گا۔ اس طرح ہم اس کی رہائش گاہ پر پہنچ جائیں گے۔ پھر وہاں سے اسے بے ہوش کر کے اٹھا کر رانا ہاؤس لے جائیں گے "...... سلیمان نے سپہ سالار کے سے انداز میں باقاعدہ آئندہ جنگ کا نقشہ ترتیب دے کر ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" ریڈ کاشنز اور بے ہوش کر دینے والی گیس موجود ہے تمہارے پاس "...... جوانا نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ عمران صاحب ایسی چیزیں ایمرجنسی کے لئے فلیٹ میں رکھتے ہیں "...... سلیمان نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہیں کیسے معلوم ہے کہ وہ کار میں آئے گا۔ وہ ٹیکسی بھی تو استعمال کر سکتا ہے "...... جوانا نے کہا۔

" جس انداز میں وہ کام کر رہا تھا اس انداز میں کام کرنے والے ٹیکسیوں پر انحصار نہیں کرتے۔ ضروری نہیں کہ ٹیکسیاں فوراً ہائر ہو جائیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ پرائیویٹ کار میں کام کر رہا ہو

گا "...... سلیمان نے کہا۔

" تم واقعی ماسٹر عمران کے انداز میں سوچتے ہو۔ اوکے میں سامنے گلی میں کار لے جا رہا ہوں "...... جوانا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار فلیٹ کی بلڈنگ کے سامنے عمارتوں کے درمیان واقع ایک گلی میں جا کر رک گئی۔ جوانا نے اسے اس انداز میں موڑ کر کھڑا کیا تھا کہ وہ اسے فوری طور پر اور آسانی سے سڑک پر لے آسکے۔ جبکہ سلیمان عقبی سائیڈ پر تھوڑا پیچھے ہٹ کر اس جگہ پر کھڑا تھا جہاں سے وہ آسانی سے فلیٹ کے فرنٹ کو بھی دیکھ سکتا تھا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ایک سفید رنگ کی کار سائیڈ گلی میں مڑی اور رک گئی۔ چند لمحوں بعد اس کا دروازہ کھلا اور پھر سلیمان فاصلے کے باوجود کار سے اترنے والے تھامس کو پہچان گیا۔ تھامس نے کار لاک کی اور پھر تیزی سے فلیٹ کے فرنٹ حصے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چلنے کے انداز سے ہی واضح ہو رہا تھا کہ وہ کافی غصے میں ہے۔ اس کے آگے بڑھتے ہی سلیمان تیزی سے آگے بڑھا۔ اسے معلوم تھا کہ فلیٹ کے دروازے پر پڑا ہوا تالا دیکھتے ہی وہ تیزی سے واپس آئے گا۔ اس لئے سلیمان کے انداز میں بھی بے حد تیزی تھی۔ کار کی عقبی سمت سے گزرتے ہوئے اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا پسٹل نکالا جس کی نال چپٹی تھی۔ اس نے اس پسٹل کی نال کار کے بمپر سے ذرا نیچے کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا تو کٹک کی آواز کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا

بٹن پسٹل کی نال سے نکل کر کار کے بمپر کے نچلے حصے میں چپک گیا جبکہ سلیمان اسی تیز رفتاری سے آگے بڑھ گیا اور پھر چکر کاٹ کر وہ سڑک کراس کر کے سامنے کے رخ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں جوانا سڑک کی سائیڈ میں کھڑا تھا۔ اس کے چہرے اور انداز میں بے حد بے چینی تھی۔

" جلدی آؤ۔ وہ تو نکلا جا رہا ہے "...... جوانا نے سلیمان کو قریب آتے دیکھ کر بے چین لہجے میں کہا۔

" کیا تم اسے پہچانتے ہو"...... سلیمان نے چونک کر پوچھا۔

" وہ ماسٹر کے فلیٹ پر گیا اور پھر واپس نیچے آ کر سامنے گلی میں موجود کار کی طرف بڑھ گیا تو میں اسے پہچان گیا"...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم فکر مت کرو۔ میں نے اس کی کار پر ریڈ کاشنز لگا دیا ہے۔ اب وہ چاہے کار سمیت چاند پر کیوں نہ چلا جائے ہم اسے آسانی سے تلاش کر لیں گے "...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوانا نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ وہ چونکہ یہاں سے اس گلی کو چیک نہ کر سکتا تھا جہاں تھامس نے کار روکی تھی۔ اس لئے وہ سلیمان کی کارروائی کو مانیٹر نہ کر سکا تھا لیکن اب یہ سن کر کہ وہ کار پر ریڈ کاشنز لگا چکا ہے۔ اسے اطمینان ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جوانا کی کار سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی جبکہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا سلیمان گود میں ایک چھوٹا سا آلہ رکھے ہوئے اسے غور

سے دیکھ رہا تھا۔ اسے چھوٹی سی سکرین پر پاکیشیائی دارالحکومت کا نقشہ نظر آ رہا تھا جس میں ایک سرخ رنگ کا نقطہ آہستہ آہستہ ایک طرف بڑھتا دکھائی دے رہا تھا۔ سلیمان اس نقطے کو دیکھ رہا تھا اور کار چلاتے ہوئے جوانا کو ساتھ ساتھ ہدایات بھی دے رہا تھا۔

" تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول ہیں"...... جوانا نے پوچھا۔

" ہاں۔ گیس پسٹل میری جیب میں ہے "...... سلیمان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تم نے یہ سب کچھ پہلے سے سوچ لیا تھا اور پوری طرح تیار ہو کر آئے ہو"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ میرا دل جانتا ہے کہ میں نے اس تھامس کو کس طرح غلط پتہ بتا کر واپس بھیجا اور پھر کس طرح کی جدوجہد کے بعد میں نے رسیوں سے نجات حاصل کی ہے۔ اس لئے میں اس سے اس کی اس حرکت کا پورا پورا حساب لوں گا"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے واقعی کام دکھایا ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ ماسٹر کو چاہئے کہ تمہیں سیکرٹ سروس میں شامل کرا دے "...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں سیکرٹ سروس کے ارکان کو بے روزگار نہیں کرانا چاہتا"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بے روزگار۔ کیا مطلب"...... جوانا نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے میں اگر سیکرٹ سروس کا رکن بن گیا تو میں ہی ہوں گا۔ باقی ارکان کو چیف فارغ کر دے گا اور فراغت کا مطلب بے روزگاری ہوتا ہے"...... سلیمان نے جواب دیا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"واقعی تمہاری بات درست ہے لیکن کیا ہم اسی طرح سڑکوں پر گھومتے رہیں گے۔ یہ شخص کہاں جا رہا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ وہ اب ایک جگہ رک چکا ہے اور ہم بھی اس کے قریب پہنچ چکے ہیں کیونکہ اس نے یورپ کی طرح نارمل قانونی رفتار پر گاڑی چلائی ہے جبکہ تم نے اس بحری جہاز کو ہوائی جہاز بنا دیا ہے"...... سلیمان نے کہا تو جوانا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"گراس کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں گیا ہے تھامس"۔ سلیمان نے گود میں موجود آلے کی سکرین کو آنکھوں کے قریب لا کر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھی طرح چیک کر لو۔ کوئی گڑبڑ نہ ہو۔ ورنہ وہ ہاتھ سے نکل جائے گا"...... جوانا نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ میں نے درست چیک کیا ہے"...... سلیمان نے جواب دیا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار مطلوبہ کوٹھی کے سامنے پہنچ چکی تھی۔ کوٹھی کا گیٹ بند تھا۔

کار روکتے ہی سلیمان تیزی سے کار سے اترا اور سڑک کراس کر کے کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے جیب سے ایک لمبی نال کا گیس پسٹل نکالا اور پھر بغیر ادھر ادھر دیکھے اس نے یکے بعد دیگرے چار کیپسول کوٹھی کے اندر فائر کر دیئے۔

"تم یہیں رکو۔ میں عقبی طرف سے اندر جاتا ہوں"۔ سلیمان نے گیس پسٹل جیب میں ڈالتے ہوئے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا سائیڈ گلی میں داخل ہو گیا۔ کوٹھی کی عقبی طرف بھی گلی تھی لیکن کوٹھی کی دیوار خاصی بلند تھی جس پر چڑھنا عام حالات میں ممکن ہی نہ تھا۔ سلیمان کھڑا چند لمحے غور کرتا رہا۔ پھر اس نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے کہہ رہا ہو کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ آگے بڑھ کر اس نے دیوار کے قریب پہنچ کر اپنے دونوں ہاتھ اونچے کئے تو دیوار کی بلندی اس کے ہاتھوں سے صرف دو فٹ اونچی تھی۔

سلیمان پیچھے ہٹا اور پھر جس طرح کوئی ہائی جمپ لگانے والا دوڑتا ہے اس طرح وہ دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور دیوار کے قریب پہنچنے پر اس نے جمپ لگایا تو اس کے دونوں ہاتھ دیوار کے کنارے پر نہ جم سکے البتہ ایک ہاتھ جم گیا۔ اس نے دوسرا ہاتھ بھی اونچا کرنے کی کوشش کی لیکن اس کوشش میں اس کا پہلا ہاتھ بھی کنارے سے کھسک گیا اور وہ دھڑام سے نیچے زمین پر جا گرا۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

"کیا ہوا"...... اسی لمحے اسے جوانا کی آواز سنائی دی جو گلی کے کنارے سے نکل کر اس کی طرف آ رہا تھا۔

"اتنی اونچی دیوار بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ خواہ مخواہ اتنا خرچ کر ڈالا"...... سلیمان نے اٹھ کر کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا تو جوانا سمجھ گیا کہ سلیمان کے ساتھ کیا ہوا۔

"تم نے خواہ مخواہ ورزش کی۔ یہ تمہارے بس کا کام نہیں ہے۔ تم بس کھانا پکایا کرو اور چائے بنایا کرو"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سلیمان کوئی جواب دیتا۔ جوانا نے ہاتھ اٹھائے اور دوسرے لمحے اس کا جسم کسی سپرنگ کی طرح اوپر کی طرف اچھلا اور چند لمحوں بعد دیوار کی دوسری طرف سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ جوانا دیوار پھاند کر اندر پہنچ بھی چکا تھا جبکہ سلیمان باہر کھڑے کا کھڑا ہی رہ گیا تھا۔

"یہ تو واقعی بڑے جان جوکھوں کا کام ہے"...... سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے عقبی سمت موجود بند دروازہ کھلا او جوانا کی شکل دکھائی دی۔

"آؤ۔ اندر آ جاؤ۔ ابھی کوئی آ جائے گا اور ہمیں عقبی طرف سے اندر جاتے دیکھ کر اس نے اگر پولیس کو کال کر دی تو مسئلہ بڑ جائے گا"...... جوانا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور سلیمان ایک طویل سانس لیتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ اسے واقعی اب خیال آیا تھ کہ اگر کوئی اسے اس طرح کام کرتے اور زمین پر گرتے دیکھ رہا ہو

تو لازماً وہ پولیس کو فون کر دے گا لیکن اسے یہ تسلی تھی کہ یہاں کی پولیس اتنی فرض شناس نہیں ہے کہ کال سنتے ہی فوراً پہنچ جائے۔ اسے یہاں آنے میں گھنٹوں لگ سکتے تھے۔ سلیمان کے اندر داخل ہونے کے بعد جوانا نے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ دونوں عمارت کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے فرنٹ پورشن میں پہنچ گئے۔ وہاں پھاٹک کے ساتھ ہی بنے ہوئے پورچ میں وہی کار موجود تھی جس کے عقبی حصے میں سلیمان نے ریڈ کاشنر لگایا تھا۔ سلیمان کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ وہ درست جگہ پر پہنچ گیا ہے اور اس سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ وہ دونوں عمارت کے اندر گئے تو وہاں ایک کمرے میں تھامس کرسی پر ہی ڈھلکا ہوا موجود تھا۔ سامنے میز پر میک اپ باکس موجود تھا۔ جبکہ اس کے ساتھ ہی ایک پلیٹ میں پیسٹ پڑا ہوا تھا۔

"یہی آدمی ہے"...... جوانا نے کہا۔

"ہاں۔ یہی تھامس ہے۔ یہ اب میک اپ کرنے جا رہا تھا تاکہ میں اسے پہچان نہ سکوں"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کار اندر لے آتا ہوں تاکہ تھامس کو اس میں ڈال کر رانا ہاؤس میں لے جایا جا سکے"...... جوانا نے کہا اور مڑنے لگا۔

"اوہ نہیں۔ میں اسے فلیٹ پر لے جاؤں گا"...... سلیمان نے کہا تو جوانا چونک پڑا۔

"کیوں۔ وہاں کیوں"۔ جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں وہاں اسے کرسی سے باندھ کر اسے بتاؤں گا کہ سلیمان کے ساتھ کوئی کارروائی کرنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کام رانا ہاؤس میں زیادہ بہتر انداز میں ہو سکے گا"...... جوانا نے کہا۔

"نہیں۔ یہ کام فلیٹ پر ہو گا۔ میں بتا رہا ہوں تمہیں"۔ سلیمان کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا تو جوانا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اور گال پھڑپھڑانے لگے تھے۔ وہ شاید سلیمان کا سخت لہجہ برداشت نہ کر پا رہا تھا۔

"جا کر کار لے آؤ تاکہ اسے فلیٹ پر لے جایا جا سکے"...... سلیمان نے اس کی کیفیت کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے کرسی پر بے ہوش پڑے ہوئے تھامس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ رانا ہاؤس جائے گا اور کہیں نہیں جائے گا"...... جوانا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دیکھو جوانا۔ یہ میرا مسئلہ ہے۔ تمہارا یا صاحب کا نہیں ہے۔ اس نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے اس لئے یہ میرے ہاتھوں ہی انجام کو پہنچے گا۔ مجھے معلوم ہے کہ رانا ہاؤس میں تمہاری اور جوزف کی حکومت ہے۔ تم دونوں نے مل کر مجھے ایک طرف کر دینا ہے۔ اس لئے میں اسے فلیٹ پر لے جاؤں گا۔ تمہاری مہربانی کہ تم اسے وہاں پہنچا دو اور بس"...... سلیمان نے پہلی بار خشک لہجے میں کہا۔

"مجھ سے اس لہجے میں آج تک ماسٹر نے بات نہیں کی جبکہ تم مجھ سے خشک اور سخت لہجے میں بات کر رہے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ میرا نام جوانا ہے اور میں اسے برداشت نہیں کر سکتا"...... جوانا نے بھی سخت لہجے میں کہا۔

"غصہ دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اس کی دونوں ٹانگیں فضا میں لٹک رہی تھیں۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا گلا کسی آہنی شکنجے میں پھنس گیا ہو۔ اس کے دماغ پر اندھیرے یلغار کرنے لگ گئے تھے۔ جوانا نے اسے گردن سے پکڑ کر فضا میں اٹھا دیا تھا۔ چند لمحوں بعد واقعی اس کا ذہن اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا اور پھر جب اسے ہوش آیا تو آنکھیں کھلتے ہی سب سے پہلے اسے اپنے بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر یاد آ گیا۔ وہ تیزی سے اٹھا تو اس نے حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھا۔ وہ اسی کمرے میں جہاں ایک کرسی پر تھامس بے ہوش پڑا ہوا فرش پر موجود تھا۔ تھامس کی کرسی خالی تھی۔ وہ تیزی سے اٹھا اور پھر دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ لیکن کوٹھی خالی تھی۔ وہاں صرف وہ کار موجود تھی جسے تھامس استعمال کرتا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جوانا مجھے بے ہوش کر کے تھامس کو لے گیا ہے۔ یہ کالا دیو نجانے اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے"...... سلیمان

نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس کمرے میں موجود فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور ٹون چیک کرنے کے بعد اس نے رانا ہاؤس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

"میں سلیمان بول رہا ہوں۔ جوانا پہنچ گیا ہے رانا ہاؤس"۔ سلیمان نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"جوانا نے مجھے فون کر کے پوزیشن بتائی ہے۔ اس نے تم سے زیادتی کی ہے۔ تم نے اسے بلایا تھا اس لئے جس طرح تم چاہتے تھے ویسے ہی ہونا چاہئے تھا لیکن جوانا نے غلطی کی اور اس کی سزا بھی اسے فوراً ہی مل گئی"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سلیمان بے اختیار اچھل پڑا۔

"سزا مل گئی۔ کیا مطلب۔ کس نے دی سزا"...... سلیمان نے حیران ہو کر کہا۔

"فادر جوشوا نے۔ جوانا نے تمہیں بے ہوش کیا اور پھر باہر سے اپنی کار کوٹھی میں لے آیا۔ پھر کار کی عقبی سیٹ پر بے ہوش تھامس کو ڈال کر وہ رانا ہاؤس آ رہا تھا کہ راستے میں ایک جگہ جیسے ہی سگنل بند ہونے کی وجہ سے اس نے کار روکی۔ اسے اچانک عقبی دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی تو اس نے مڑ کر دیکھا تو عقبی سیٹ سے تھامس غائب تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ جوانا کچھ سمجھتا سگنل گرین ہو گیا اور جوانا کے عقب میں موجود کاروں نے ہارن بجا

کر آسمان سر پر اٹھا لیا تو مجبوراً جوانا کو کار آگے بڑھانا پڑی اور پھر ب وہ اگلے چکر سے گھوم کر واپس آیا تو اسے تھامس کہیں نظر نہ ۔ اس نے مجھے فون کر کے بتایا اور اب وہ اسے شہر میں تلاش کرتا رہا ہے"...... جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ تو گیس سے بے ہوش تھا۔ پھر کیسے اتنی جلدی ہوش آ گیا"...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی بات پر جوانا بھی حیران ہو رہا تھا اور شاید اسی خیال کی وجہ اس نے زیادہ پرواہ نہ کی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ باس کی طرح وہ جلد اور فوراً ہوش میں آ جاتا ہو"...... جوزف نے جواب دیا۔

"اب وہ کہاں ہاتھ لگتا ہے۔ جوانا نے حماقت کی ہے۔ میں یہاں سیدھا ہسپتال جا کر عمران صاحب کو شکایت کروں گا"۔ سلیمان غصیلے لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھامس کی کار موجود تھی لیکن ب تو اس کے پاس چابیاں نہیں تھیں۔ شاید چابیاں تھامس کی ب میں تھیں اور دوسرا سلیمان کو کار چلانا بھی نہیں آتی تھی۔ اس وہ پھاٹک کھول کر باہر نکلا اور پھر کالونی کے آخر میں کافی دیر تک ار کرنے کے بعد اسے ایک ٹیکسی مل گئی۔ اس نے ٹیکسی ائیور کو اس علاقے کا پتہ بتایا جہاں سپیشل ہسپتال تھا اور پھر ی کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اسے واقعی جوانا پر بری طرح غصہ آ تھا اور وہ اس کی بھرپور شکایت کرنا چاہتا تھا۔

تھامس کو ہوش آیا تو پہلے چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی رہی۔ اس کے جسم کو ہلکے ہلکے جھٹکے لگ رہے تھے۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کشتی میں سوار ہو لیکن جیسے ہی اس کا شعور پوری طرح جاگا تو اسے فوراً معلوم ہو گیا کہ وہ ایک بڑی سی کار کی عقبی سیٹ اور فرنٹ سیٹ کے درمیان فرش پر پڑا ہوا ہے۔ اس نے آہستہ سے سر اٹھایا تو اس نے دیکھا کہ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک دیو قامت حبشی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی صرف پشت، گردن اور سر کا عقبی حصہ نظر آ رہا تھا۔ تھامس نے فوری طور پر کار سے نکلنے کا پروگرام بنایا۔ باہر سے ٹریفک کا ہلکا سا شور اسے سنائی دے رہا تھا۔ کار میں فل ایئر کنڈیشنر چل رہا تھا۔ پھر اچانک کار کی رفتار ہلکی ہونا شروع ہو گئی تو وہ چونک پڑا۔

"اس سگنل نے بھی ابھی بند ہونا تھا"...... اسی لمحے اسے

ڈرائیونگ سیٹ کی طرف سے ہلکی سی بڑبڑاہٹ نما آواز سنائی دی اور وہ فوراً ہی صورتحال سمجھ گیا۔ چونکہ وہ تربیت یافتہ ایجنٹ تھا۔ اس لئے وہ غیر محسوس انداز میں کھسکتا ہوا دروازے کے قریب ہو گیا اور پھر اس نے اپنے جسم کو اس انداز میں دروازے کے ساتھ ایڈجسٹ کر لیا کہ دروازہ کھلتے ہی وہ نہ صرف نیچے اتر سکے بلکہ فوری طور پر سائیڈ پر موجود فٹ پاتھ پر بھی پہنچ سکے اور پھر ویسے ہی ہوا۔ جیسے ہی کار ایک جھٹکے سے رکی۔ تھامس نے دروازہ کھولا اور ایک جھٹکے سے وہ کار سے اترا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا فٹ پاتھ پر پہنچ گیا جہاں خاصے لوگ آ جا رہے تھے۔ پھر ایک جگہ رک کر اس نے کار کو چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر وہ بڑی سی کار سگنل کھلتے ہی آگے بڑھ گئی تو تھامس آگے بڑھا۔ اب وہ واپس اپنی رہائش گاہ پر جانا چاہتا تھا کیونکہ ظاہر ہے کہ اسے اغوا کرنے والے یہ سوچ ہی نہیں سکتے تھے کہ تھامس فوراً واپس اپنی رہائش گاہ پر چلا جائے گا۔ وہاں اس کا خصوصی سامان بھی موجود تھا۔ اس نے اپنی جیبوں کو چیک کیا تو اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ جیبیں خالی تھیں۔ اس کا پرس نکال لیا گیا تھا جبکہ چابیاں اور دوسرا عام سامان جیب میں موجود تھا۔

"اب اس کا ایک ہی حل ہے کہ ٹیکسی لے لوں اور اسے ویمنٹ رہائش گاہ پر جا کر اندر سے رقم لا کر دوں"...... تھامس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن پھر ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا کہ

اگر اسے بے ہوش کرنے والوں نے جس طرح اس کی جیب سے پرس نکال لیا تھا اس طرح اگر انہوں نے اس کے بیگ میں موجود رقم بھی نکال لی ہو تو پھر وہ کیا کرے گا۔ اس لئے اس نے وہاں تک پیدل چلنے کا پلان بنا لیا۔ اس نے اس علاقے کے بارے میں ایک آدمی سے معلوم کیا جہاں اس کی رہائش گاہ تھی اور پھر وہ پیدل ہی چل پڑا۔ تقریباً دو گھنٹوں بعد وہ اس کوٹھی کے سامنے پہنچ گیا۔ اس کا پھاٹک لاکڈ نہ تھا۔ اس لئے جیسے ہی اس نے پھاٹک کو دبایا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ وہ محتاط انداز میں اندر داخل ہوا تو اسے کوٹھی پر ایسا سکوت چھایا ہوا محسوس ہوا جیسے کوٹھی خالی ہو۔ اس نے مڑ کر پھاٹک کو بند کیا اور پھر یہ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی کہ اس کی کار وہاں موجود تھی۔ وہ محتاط انداز میں چلتا ہوا اندر داخل ہوا اور پھر تمام کمرے گھوم لینے کے بعد اس نے بے اختیار اطمینان بھرا سانس لیا۔ کوٹھی واقعی خالی تھی۔

" یہ حبشی کون ہو سکتا ہے جو یہاں پہنچا تھا۔ اس نے گیس کے ذریعے مجھے بے ہوش کیا اور پھر اپنی کار میں ڈال کر لے جا رہا تھا"۔ تھامس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ الماری کی طرف بڑھا اور اس نے الماری کھول کر اندر موجود اپنا بیگ باہر نکالا اور پھر اسے میز پر رکھ کر اس نے اسے کھولا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ نہ صرف اس کا سامان اور لباس وغیرہ بیگ میں موجود تھے بلکہ اندر موجود بھاری رقم بھی موجود تھی۔

اس نے بیگ کو بند کیا اور ایک بار پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے سوچا کہ اسے ایک بار پھر میک اپ کر لینا چاہئے لیکن کرسی پر بیٹھتے ہی اس کی نظریں فون پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے خیال آیا کہ اس نے جب کوٹھی لی تھی اس نے خصوصی طور پر ایسا فون سیٹ مہیا کرنے کے لئے کہا تھا جس میں میموری بھی موجود ہو اور کال خود بخود ٹیپ بھی ہو جائے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس حبشی نے اسے یہاں سے لے جانے سے پہلے کہیں کال کی ہو۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کو قریب کیا اور پھر اس نے اس پر موجود مخصوص بٹن پریس کئے تو سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا تو اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی کیونکہ اس بلب کے جلنے کا مطلب تھا کہ نہ صرف کال ہوئی ہے بلکہ کال ٹیپ بھی ہوئی ہے۔ اس نے ایک اور بٹن دبایا تو بلب کا رنگ سبز ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک سخت اور بھاری آواز میں رانا ہاؤس کے الفاظ کہے گئے۔

" میں سلیمان بول رہا ہوں۔ جوانا پہنچ گیا ہے رانا ہاؤس"۔ ایک دوسری آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ واقعی عمران کے ملازم سلیمان کی آواز تھی۔ ویسے اس نے اپنا نام بھی لیا تھا۔ پھر وہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا کال سنتا رہا۔ پھر جب کال ختم ہو گئی تو اس نے ایک اور بٹن پریس کیا اور کال کا ٹائم سکرین پر چیک کیا اور پھر سامنے دیوار پر نصب کلاک پر نظر ڈالی تو بے اختیار چونک پڑا کیونکہ کال اب سے صرف پچیس منٹ پہلے کی

گئی تھی۔

" اوہ۔ یہ سلیمان یہاں بے ہوش پڑا تھا۔ میری کار تو موجود ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ یہاں سے پیدل گیا ہے۔ اسے آسانی سے ٹیکسی نہ مل سکے گی۔ اسے چیک کیا جا سکتا ہے "...... تھامس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میک اپ کرنے کا ارادہ ترک کیا اور پھر بیگ میں سے کچھ رقم نکال کر اس نے جیب میں ڈالی۔ ایک مشین پسٹل بھی جیب میں رکھا۔ چابیاں پہلے ہی اس کی جیب میں موجود تھیں چنانچہ کمرے سے نکل کر وہ تقریباً دوڑتا ہوا پورچ میں موجود کار تک پہنچا اور پھر کار میں بیٹھنے کی بجائے وہ مڑ کر پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھاٹک کھولا اور پھر واپس آ کر کار میں بیٹھا اور کار کو سٹارٹ کر کے اس نے پھاٹک سے باہر نکالا اور ایک بار پھر نیچے اتر کر اس نے پھاٹک بند کیا اور چھوٹے پھاٹک سے باہر آ کر اس نے چھوٹا پھاٹک باہر سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار آہستہ رفتار سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کی تیز نظریں پیدل چلنے والوں پر جمی ہوئی تھیں اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچا جہاں عام طور پر خالی ٹیکسیاں کھڑی رہتی تھیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ایک آدمی کو ٹیکسی کے عقبی دروازے سے اندر بیٹھتے ہوئے دیکھا تو اسے محسوس ہوا کہ یہ سلیمان ہے۔ اس ٹیکسی کے علاوہ اور کوئی ٹیکسی وہاں موجود نہ تھی۔ پھر وہ ٹیکسی مڑی اور تیزی سے آگے بڑھی تو تھامس بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس نے مڑتی ہوئی ٹیکسی

کے سائیڈ شیشے سے سلیمان کا چہرہ پہچان لیا تھا۔

" ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ قسمت میری مدد کر رہی ہے۔ ویری گڈ "...... تھامس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنی کار اس ٹیکسی کے تعاقب میں ڈال دی لیکن اس نے فاصلہ اتنا رکھا تھا کہ ٹیکسی ڈرائیور یا سلیمان کو اپنے تعاقب کا کسی طرح بھی احساس نہ ہو سکے۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی دارالحکومت کے ایک قدرے کم آباد علاقے میں پہنچ گئی۔ یہاں ٹریفک خاصا کم تھا اس لئے تھامس نے فاصلہ اور بڑھا لیا اور پھر اس نے دور سے جب ٹیکسی کو ایک عمارت کے بڑے پھاٹک کے سامنے رکتے ہوئے دیکھا تو اس نے اپنی کار بھی ایک سائیڈ پر کر کے روک دی البتہ اس کی نظریں ٹیکسی پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ ٹیکسی رکنے کے کچھ دیر بعد عقبی دروازہ کھلا اور سلیمان باہر آ گیا اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو سلیمان ادھر ادھر دیکھتا ہوا پھاٹک کے اندر چلا گیا تو تھامس نے ادھر ادھر دیکھا تاکہ پارکنگ چیک کر سکے اور پھر اسے تھوڑے سے فاصلے پر پبلک پارکنگ نظر آ گئی۔ اس نے کار پبلک پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر کر اسے لاک کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا جس میں سلیمان داخل ہوا تھا۔ جب تھامس گیٹ پر پہنچا تو پھاٹک بند تھا البتہ چھوٹا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور باہر دو دربان موجود تھے لیکن پھاٹک پر یا سائیڈ ستونوں پر کسی قسم کی کوئی پلیٹ موجود نہ تھی۔

"جی صاحب"...... ایک دربان نے اسے دیکھتے ہی کہا۔
"ہسپتال کا انچارج کون ہے"...... تھامس نے ایک خیال کے تحت اس سے پوچھا۔
"ڈاکٹر صدیقی صاحب ہیں لیکن اس وقت وہ ڈیوٹی پر نہیں ہیں۔ دو گھنٹے بعد ڈیوٹی پر آئیں گے"...... دربان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کیا وہ اپنی رہائش گاہ پر ہوں گے"...... تھامس نے اطمینان بھرے لہجے میں پوچھا کیونکہ یہ بات تو بہرحال طے ہو چکی تھی کہ یہ ہسپتال ہے۔
"ہاں۔ لیکن وہ رہائش گاہ پر کسی سے نہیں ملتے۔ آپ دو گھنٹے بعد پہلے فون کر کے وقت لیں۔ پھر ملاقات ہو سکتی ہے کیونکہ وہ بے حد مصروف رہتے ہیں"...... دربان نے اسے غیر ملکی ہونے کی وجہ سے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"ان کا فون نمبر کیا ہے"...... تھامس نے پوچھا تو دربان نے اسے ہسپتال کا جنرل فون نمبر اور ڈاکٹر صدیقی کا خصوصی فون نمبر بتا دیئے۔
"بے حد شکریہ"...... تھامس نے دربان کا شکریہ ادا کیا اور پھر واپس مڑ کر پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب اسے کوئی جلدی نہ تھی۔ اب اس نے ہسپتال کا سراغ لگا لیا تھا۔ پارکنگ میں پہنچ کر اس نے کار میں بیٹھنے سے پہلے اس کوٹھی کے محل وقوع کا بھرپور

انداز میں جائزہ لیا۔ ہسپتال جس عمارت میں تھا وہ خاصی وسیع عمارت تھی۔ سامنے سڑک اور دونوں سائیڈوں پر چوڑی گلیاں تھیں۔ عقبی طرف کوئی اور عمارت ہسپتال کے عقبی حصے سے جڑی ہوئی اسے نظر آ رہی تھی۔ اس نے خیال ہی خیال میں ایک خاکہ تیار کیا اور پھر کار میں بیٹھ کر اس نے کار کا رخ واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف موڑ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ حبشی جس کا نام سلیمان نے فون پر جوانا لیا تھا لامحالہ اسے تلاش کرتا پھر رہا ہو گا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ پہلے اپنی رہائش گاہ پر پہنچ کر اپنا میک اپ کرے گا۔ پھر کار کو وہیں چھوڑ کر وہ اسی اسٹیٹ ایجنٹ کے ذریعے جس سے اس نے یہ کوٹھی حاصل کی تھی اس سے نئی رہائش گاہ اور کار حاصل کرے گا۔ اس کے بعد رات کو اپنے ذہن میں موجود پلان کے مطابق ہسپتال میں داخل ہو کر عمران کا خاتمہ کر کے اپنا مشن مکمل کرے گا۔ اس لئے وہ اطمینان بھرے انداز میں اس کالونی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا جس میں اس کی رہائش گاہ تھی۔

بلیک زیرو آپریشن روم میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"علی عمران بول رہا ہوں طاہر۔ ہسپتال سے"...... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"کوئی خاص بات عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے اس بار اپنی اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس سلیمان پہنچا ہوا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے سلیمان کے فلیٹ میں ایک غیر ملکی تھامس کے جانے سے لے کر اس کی رہائش گاہ تک سلیمان اور جوانا کے پہنچنے اور پھر اس تھامس کے کار میں سے کھسک جانے تک کی روئیداد تفصیل سے بتا

"اوہ۔ یہ تو عجیب بات ہے عمران صاحب۔ جوانا نے ایسا کیوں کیا۔ وہ سلیمان کو وہاں بے ہوشی کے عالم میں کیوں چھوڑ گیا تھا اور دوسری بات یہ کہ وہ غیر ملکی تو گیس سے بے ہوش تھا۔ اسے اتنی جلدی اور خود بخود ہوش کیسے آسکتا ہے اور سب سے اہم بات یہ کہ وہ کیوں آپ کا پتہ معلوم کرنا چاہتا تھا"...... بلیک زیرو نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"تم نے سارے سوالات اکٹھے ہی کر دیئے ہیں۔ جوانا سے میری فون پر بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ سلیمان نے اس پر دھونس جمانے کی کوشش کی اور وہ غصہ کھا گیا کیونکہ وہ اس انداز میں کسی کی دھونس برداشت نہیں کر سکتا لیکن اس کا خیال تھا کہ سلیمان خود ہی ہوش میں آکر رانا ہاؤس پہنچ جائے گا۔ بہرحال یہ بعد کی بات ہے کہ جوانا نے غلطی کی ہے یا نہیں۔ ویسے سلیمان کو بھی ایسی ضد نہیں کرنا چاہئے تھی کہ وہ تھامس کو واپس فلیٹ پر لے جائے گا اور تم نے جو دوسرا سوال کیا ہے۔ یہی سوال جوانا اور سلیمان نے بھی کیا ہے اور میں نے انہیں جو بتایا ہے وہی تمہیں بھی بتا رہا ہوں کہ کار میں فل ایئر کنڈیشنر چل رہا تھا اور ایئر کنڈیشنگ بے ہوشی کے سرکٹ کو توڑ دیتا ہے۔ اسی وجہ سے تھامس اس گیس بلیک کے باوجود جلد اور خود بخود ہوش میں آگیا۔ پھر وہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ اس لئے وہ کار سے نکل جانے میں بھی کامیاب ہو گیا اور

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تھامس کون ہے ۔ اس کا کس سے تعلق ہے اور وہ کیوں مجھے تلاش کر رہا ہے تو یہ بات تو سامنے کی ہے کہ اس کا تعلق کسی یہودی تنظیم سے ہے ۔ ہم نے یہودیوں کی سارج ایجنسی کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد سارج کا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ کر دیا گیا اور اسی تباہی کے سلسلے میں اس وقت میں ہسپتال میں پڑا ہوا ہوں۔ ظاہر ہے میرے بارے میں رپورٹ اسرائیل کے صدر یا مقتدر یہودی حلقوں تک پہنچ گئی ہو گی اور انہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ ہمیں بلیک ہیڈ کے بارے میں علم ہو چکا ہے ۔ اس لئے وہ سمجھ گئے ہوں گے کہ جیسے ہی میں ہسپتال سے فارغ ہوں گا ہم بلیک ہیڈ لیبارٹری پر حملہ کر دیں گے اور جہاں تک میرا خیال ہے بلیک ہیڈ لیبارٹری میں جو کچھ تیار کیا جا رہا ہے اسے یہودی اپنا مستقبل سمجھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے فوری طور پر ہلاک کرنے کی پلاننگ کی اور اس پلاننگ کے سلسلے میں یہ تھامس یہاں پہنچا ہے ۔ اس کا مقصد ہسپتال کو ٹریس کر کے مجھے ہلاک کرنا ہے"...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس تھامس کا حلیہ وغیرہ کیا ہے تاکہ میں ممبران کو اس کی تلاش پر لگا دوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ اگر تربیت یافتہ ایجنٹ ہے تو لامحالہ اب تک وہ اپنا میک اپ، اپنا لباس، گاڑی اور رہائش گاہ تبدیل کر چکا ہو گا۔ سلیمان کو میں نے فوری طور پر گاؤں واپس جانے کا کہہ دیا ہے اور تھامس کو

تلاش کرنے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ میری نگرانی کی جائے تھامس لامحالہ کسی نہ کسی انداز میں ہسپتال کا سراغ لگا لے گا۔ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے کہ اسے ناممکن سمجھا جائے ۔ گو جس وارڈ میں اس وقت میں موجود ہوں وہاں تک تھامس کسی صورت نہیں پہنچ سکتا لیکن اس ہسپتال کے باہر دو آدمی لگا دو تاکہ تھامس کو پکڑا جا سکے ۔ ایک بار یہ ہاتھ آ گیا تو پھر آسانی سے اس سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں صفدر اور کیپٹن شکیل کو ہسپتال سے باہر ڈیوٹی پر بھیج دیتا ہوں۔ آپ مجھے تھامس کے قدوقامت کے بارے میں بتا دیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے تھامس کے قدوقامت کے بارے میں تفصیل بتا دی۔ ظاہر ہے اس نے یہ تفصیل سلیمان سے معلوم کی ہو گی۔

"ٹھیک ہے ۔ آپ اپنا خیال رکھیں"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ سن کر اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران سپیشل ہسپتال میں داخل ہے اور یہودیوں کی کسی

تنظیم کا تربیت یافتہ ایجنٹ جس کا نام تھامس بتایا جا رہا ہے ہسپتال کو ٹریس کر کے عمران کو ہلاک کرنے کے مشن پر کام کر رہا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" پھر کیا حکم ہے سر"...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" تم صفدر اور کیپٹن شکیل کی ہسپتال کے باہر ڈیوٹی لگا دو تاکہ اسے پکڑا جا سکے۔ وہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ اس لئے وہ میک اپ تبدیل کرتا رہے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ٹھیک ہے سر۔ تفصیل بتا دیں"...... جولیا نے کہا تو بلیک زیرو نے وہ تفصیل بتا دی جو عمران نے اسے بتائی تھی۔

" کیا کوئی اس سے مل چکا ہے سر"...... جولیا نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ یہ پوچھنا چاہتی ہے کہ ایکسٹو کو اس تھامس کے بارے میں علم کیسے ہوا لیکن ظاہر ہے وہ براہ راست ایسا نہیں کر سکتی تھی اور بلیک زیرو نے اس تھامس کے عمران کے فلیٹ پر پہنچنے اور پھر سلیمان کے اسے غلط پتہ بتا کر واپس بھیجنے اور پھر خود عمران کے پاس پہنچ کر اسے تفصیل بتانے کے بارے میں بتا دیا تاکہ اس کی تشفی ہو سکے۔

" عمران کے کمرے اور وارڈ کی بھی تو نگرانی کرنا ہو گی سر"۔ جولیا نے کہا۔

" اس کی ضرورت نہیں ہے۔ سپیشل وارڈ کی حفاظت بہتر انداز میں کی جاتی ہے۔ البتہ باقی ممبران کو حکم دے دو کہ وہ تیار ہو کر

تھامس کو شہر میں تلاش کریں۔ خاص طور پر اس اسٹیٹ ایجنٹ سے رابطہ کیا جائے جس سے اس نے پہلے رہائش گاہ اور کار حاصل کی تھی۔ وہ چونکہ غیر ملکی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس نے کوئی دوسری رہائش گاہ اور کار حاصل کرنے کے لئے اسی ایجنٹ سے ہی رابطہ کیا ہو"...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کالونی کا نام اور کوٹھی کا نمبر بھی بتا دیا جہاں سلیمان اور جوانا نے گیس فائر کر کے اسے بے ہوش کیا تھا۔ عمران نے اسے پہلے ہی یہ تفصیل بتا دی تھی۔

" ٹھیک ہے سر۔ ہم اسے تلاش کر لیں گے"...... جولیا نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

" اسے تم نے رانا ہاؤس پہنچانا ہے تاکہ وہاں جوانا اور جوزف اس سے تمام تفصیلات معلوم کر سکیں"...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" عمران صاحب کی علالت نے معاملات کو زیادہ گھمبیر کر دیا ہے ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں بیٹھے ہی رہ جائیں اور بلیک ہیڈ لیبارٹری میں خصوصی آلہ تیار ہو کر مسلم ممالک کے خلاف استعمال ہو جائے"۔ بلیک زیرو نے پریشان سے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" سپیشل ہسپتال"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر صدیقی سے بات کراؤ۔چیف بول رہا ہوں"...... بلیک زیرو نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ بلیک زیرو ہسپتال کے عملے اور ڈاکٹر صدیقی سے ایکسٹو کے نام سے بات نہیں کرتا تھا تاکہ یہ نام زیادہ اوپن نہ ہو۔ اس لئے لفظ چیف استعمال کیا جاتا تھا۔

"سر۔ میں ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں سر"...... تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صدیقی کی انتہائی مؤدبانہ لہجے میں آواز سنائی دی۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ عمران پر حملہ ہو سکتا ہے اس لئے آپ نے عمران کی حفاظت کے غیر معمولی انتظامات کرنے ہیں"۔ بلیک زیرو نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ عمران صاحب نے مجھے پہلے ہی اطلاع دے دی تھی اور میں نے ان کی سفارشات کے مطابق تمام انتظامات کر لئے ہیں"۔ ڈاکٹر صدیقی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"دوسری بات یہ کہ عمران کے ہسپتال میں محدود ہو جانے کی وجہ سے ایک انتہائی اہم معاملہ پینڈنگ ہے اور خطرہ ہے کہ اگر زیادہ دیر ہو گئی تو شاید پورے ملک کو ناقابل تلافی نقصان کا سامنا کرنا پڑے ۔اس لئے آپ اچھی طرح غور کر کے مجھے بتائیں کہ کم سے کم آپ عمران کو کب تک حرکت میں آنے کی اجازت دے سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"سر۔ عمران صاحب اب کافی حد تک ٹھیک ہو چکے ہیں لیکن اس کے باوجود کم سے کم انہیں ایک ہفتہ مزید یہاں رہنا پڑے گا ورنہ اٹھانوے فیصد تک ان کی صحت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر صدیقی نے مؤدبانہ لیکن قطعی لہجے میں کہا۔

"کیا ایک ہفتے بعد عمران حرکت میں آسکے گا۔آپ مزید وقت تو نہیں لیں گے"...... بلیک زیرو نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں سر۔ ایک ہفتے بعد وہ ہر قسم کے خطرے سے باہر ہوں گے ۔ویسے تو انہیں شاید ابھی دو ماہ مزید لگ جاتے لیکن میں نے ان کے کہنے پر ہی خصوصی طور پر یورپ سے خصوصی ادویات منگوائی ہیں۔ اس لئے اب مزید ایک ہفتہ انہیں ہسپتال میں رہنا پڑے گا"۔ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا۔

"اوکے ۔ بہرحال اس کی حفاظت کا آپ نے پھر بھی خصوصی خیال رکھنا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

شام کا وقت تھا۔ تھامس اس وقت سرخ رنگ کی کار میں سوار دارالحکومت کی ایک سڑک پر آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس نے نہ صرف میک اپ کر رکھا تھا بلکہ اس نے اپنا لباس بھی تبدیل کر لیا تھا۔ اس نے ایک اور اسٹیٹ ایجنٹ کے ذریعے یہ کار اور رہائش گاہ حاصل کی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یہاں انڈرورلڈ کے ایک گروپ کے چیف سے فون پر بات کی تھی۔ اس چیف کا نام ریوڈو تھا اور یہ پاکیشیا دارالحکومت کے گولڈن کراس کلب کا جنرل مینجر تھا۔ ریوڈو کا رابطہ اس ایجنسی فارما سے تھا جس سے تھامس کا تعلق تھا اور جو فائل اسے فارما کی طرف سے دی گئی تھی اس میں ریوڈو کے ساتھ بوقت ضرورت مدد حاصل کرنے کی ہدایت کی گئی تھی اور اس سلسلے میں خصوصی کوڈ بھی موجود تھا تاکہ ریوڈو فوری طور پر اس کی مدد کر سکے۔ اس وقت تھامس گولڈن کراس کلب کی طرف ہی جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کار کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر اسے پارکنگ میں لے گیا۔ کار سے اتر کر اس نے پارکنگ بوائے سے کارڈ لیا اور پھر کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کلب کا ماحول انڈر ورلڈ کی بجائے اپر ورلڈ کے مطابق نظر آ رہا تھا۔ ہال خاصا وسیع اور بے حد شاندار انداز میں سجایا گیا تھا اور اس میں موجود افراد کا تعلق بھی اعلیٰ طبقے سے نظر آ رہا تھا۔ وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک فون سامنے رکھے ایک نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جبکہ دو اور لڑکیاں سروس دینے میں مصروف تھیں۔

"یس سر"...... لڑکی نے تھامس کے کاؤنٹر پر پہنچتے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جنرل مینجر صاحب کو بتا دو کہ برائٹ وے کلب سے فریڈ پہنچ چکا ہے۔ انہوں نے مجھے فون پر ملاقات کا وقت دیا ہوا ہے"...... تھامس نے کہا۔

"یس سر"...... لڑکی نے کہا اور پھر سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے چند بٹن پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے جولی بول رہی ہوں سر۔ برائٹ وے کلب سے فریڈ یہاں موجود ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ نے انہیں ملاقات کا وقت دیا ہوا ہے"...... لڑکی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... چند لمحوں تک دوسری طرف سے بات سن کر اس لڑکی نے جواب دیا اور رسیور رکھ کر اس نے کاؤنٹر کی سائیڈ میں

کھڑے ایک نوجوان کو بلایا۔

" یس مس"...... نوجوان نے قریب آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" صاحب کی جنرل مینجر صاحب کے آفس تک رہنمائی کرو"۔ جولی نے اس نوجوان سے کہا۔

" یس مس۔ آیئے سر"...... نوجوان نے کہا اور پھر وہ مڑ کر ہال کے آخری حصے میں موجود راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ تھامس اس کی پیروی کر رہا تھا۔ راہداری میں دو مسلح دربان موجود تھے لیکن اس نوجوان کو ساتھ دیکھ کر انہوں نے کوئی اعتراض نہ کیا اور نوجوان نے ایک دروازے پر دباؤ ڈال کر دروازہ کھولا اور پھر ایک طرف ہٹ گیا۔

" تھینک یو"...... تھامس نے نوجوان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا اور پھر قدم بڑھاتا ہوا وہ کمرے میں داخل ہوا۔ یہ خاصا وسیع کمرہ تھا جسے خوبصورت اور قیمتی فرنیچر سے سجایا گیا تھا۔ بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر ایکریمین بیٹھا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ تھامس اندر داخل ہوا تو اس نے رسیور رکھ دیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ساتھ ہی مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

" میرا نام فریڈ ہے۔ فون پر آپ سے بات ہوئی تھی"۔ تھامس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرا نام ریوڈو ہے۔ آپ نے برائٹ وے کلب کا حوالہ دیا تھا۔ اس لئے میں نے باوجود شدید مصروفیات کے آپ کو فوری وقت

دے دیا ہے۔ تشریف رکھیں"...... ریوڈو نے کہا اور تھامس میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

" میں نے آپ کو برائٹ وے کلب کا حوالہ دیا تھا۔ برائٹ وے کلب کے جنرل مینجر رولف جسے ڈیڈ رولف کہا جاتا ہے کا ریفرنس بھی میرے پاس موجود ہے"...... تھامس نے کہا تو ریوڈو بے اختیار کرسی پر اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں اور وہ اس طرح تھامس کو دیکھ رہا تھا جیسے کوئی بچہ کسی بھوت کو دیکھ رہا ہو۔

" اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ آپ کیا واقعی۔ کس گریڈ کے ہیں آپ"۔ ریوڈو نے رک رک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" گریڈ فرسٹ"...... تھامس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" گڈ شو۔ ویری گڈ ٹائم۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کبھی ایسا موقع بھی آئے گا۔ آئی ایم سوری جناب کہ میں نے آپ کا آپ کی شان کے مطابق استقبال نہیں کیا"...... ریوڈو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اس قدر حیرت زدہ اور مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم سب ایک ہی ہیں۔ صرف کام اپنے اپنے ہیں۔ تم میرا کام جس انداز میں کر سکتے ہو اس طرح اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اس لئے میری کامیابی میں تمہارا بھی ہاتھ ہو گا"...... تھامس نے کہا تو ریوڈو کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" آپ واقعی بڑے ظرف کے مالک ہیں۔ آپ آیئے اندر بیٹھتے

ہیں۔یہاں معاملات چیک ہو سکتے ہیں"...... ریوڈو نے اٹھتے ہوئے کہا تو تھامس نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور چھوٹے سے کمرے میں موجود تھے۔ ریوڈو نے اس کے دروازوں پر کسی سیاہ رنگ کی دھات کی چادریں سی چڑھا دی تھیں۔

"اب آپ بے فکر ہو کر بات کریں۔ مجھے حکم دیں میں کیا کر سکتا ہوں"...... ریوڈو نے کہا تو تھامس نے اسے اس علاقے اور ہسپتال کے بارے میں بتا دیا۔

"اب بتائیں میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... ریوڈو نے مقابل کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہاں ایک سیکرٹ ایجنٹ ہے عمران۔ اسے جانتے ہو"۔ تھامس نے کہا تو ریوڈو بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں۔ بہت اچھی طرح۔ بہت خطرناک آدمی ہے۔ کیوں"۔ ریوڈو نے چونک کر کہا۔

"یہ عمران ایکریمیا میں ایک مشن کے دوران شدید زخمی ہو گیا اور اسے یہاں لایا گیا اور وہ ایک سپیشل ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ اس ہسپتال کو میں نے چیک کر لیا ہے لیکن میں صحیح سلامت اس عمران تک پہنچنا چاہتا ہوں اور اس کام کے لئے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے"...... تھامس نے کہا۔

"کہاں ہے یہ ہسپتال"...... ریوڈو نے پوچھا تو تھامس نے اس

علاقے کا نام اور بظاہر اس عمارت کے بارے میں بتا دیا جس کے اندر خفیہ ہسپتال تھا۔

"آپ نے اس سلسلے میں پہلے بھی کوئی کام کیا ہے"...... ریوڈو نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس ہسپتال کا پتہ چلانے کے لئے میں کنگ روڈ پر واقع عمران کے فلیٹ پر گیا تھا اور وہاں اس کے باورچی سلیمان سے ملاقات کی تھی"...... تھامس نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر سلیمان سے فلیٹ پر ہونے والی ملاقات سے لے کر واپس سلیمان کے ہسپتال میں داخل ہونے تک کی ساری کارروائی مختصر طور پر بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب اس ہسپتال کی خفیہ نگرانی ہو رہی ہو گی"...... ریوڈو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ظاہری سی بات ہے اسی لئے تو مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے ورنہ یہ میرے لئے معمولی کام تھا"...... تھامس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کس قسم کی مدد چاہتے ہیں۔آپ کے ذہن میں کوئی خاکہ ہو تو بتائیں"...... ریوڈو نے کہا۔

"کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ اس ہسپتال میں کوئی غیر ملکی ڈاکٹر ہے یا نہیں"...... تھامس نے کہا۔

"یہ بات میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں کیونکہ اس علاقے میں کام کرنے والا ایک آدمی میرے گروپ سے متعلق ہے۔ ہم نے وہاں

ایک خفیہ جوا خانہ کھولا ہوا ہے "....... ریوڈو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

" نک بول رہا ہوں"....... ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

" ریوڈو بول رہا ہوں نک"....... ریوڈو نے کہا۔

" یس باس۔ کوئی حکم"....... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" کیا اس علاقے میں کوئی خفیہ ہسپتال ہے "....... ریوڈو نے اس علاقے کا نام لیتے ہوئے کہا جو تھامس نے اسے بتایا تھا۔

" یس باس۔ اعلیٰ ترین سطح کا خصوصی ہسپتال ہے جہاں صرف اعلیٰ ترین اور انتہائی حساس اداروں سے تعلق رکھنے والوں کا علاج کیا جاتا ہے ۔ وہاں کوئی غیر متعلقہ آدمی داخل ہی نہیں ہو سکتا"۔ نک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا اس ہسپتال میں کوئی غیر ملکی ڈاکٹر بھی ہے "....... ریوڈو نے پوچھا۔

" یس باس۔ گزشتہ دو سالوں سے ڈاکٹر فریڈرک جو ایکریمین ہیں اس ہسپتال میں کام کر رہے ہیں لیکن وہ چائلڈ سپیشلسٹ ہیں اور اس ہسپتال کے چائلڈ وارڈ کے انچارج ہیں"....... نک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہیں کیسے اتنی تفصیل معلوم ہے "....... ریوڈو نے پوچھا۔

" جناب اس ہسپتال کے چند ڈاکٹرز، میل نرسیں اور سٹاف کے چند افراد اکثر ہمارے پاس کھیلنے آتے ہیں۔ ڈاکٹر فریڈرک تو باقاعدگی سے آتے ہیں اور چونکہ وہ کھیل کی باریکیاں بخوبی جانتے ہیں اس لئے اکثر بھاری رقم جیت کر جاتے ہیں"....... نک نے جواب دیا۔

" اوکے ۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہیں دوبارہ فون کروں گا"۔ ریوڈو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" اگر یہ فریڈرک میرے قد و قامت کا ہے تو میں اس کا میک اپ کر کے آسانی سے نہ صرف ہسپتال بلکہ اس عمران تک بھی پہنچ سکتا ہوں"....... تھامس نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ہم وہاں نک کے پاس چلیں تاکہ فون کی بجائے بالمشافہ اس سے بات چیت ہو سکے"....... ریوڈو نے کہا۔

" نہیں۔ اسے یہاں بلا لو۔ اس علاقے میں یقیناً بڑی سخت نگرانی ہو رہی ہو گی اور یہ نگرانی اگر سیکرٹ سروس کر رہی ہو گی تو پھر حالات کسی بھی وقت بگڑ سکتے ہیں"....... تھامس نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں اسے یہاں بلوا لیتا ہوں لیکن آپ کو تھوڑا سا انتظار کرنا پڑے گا"....... ریوڈو نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔

" میں کر لوں گا۔ تمہارے پاس بلیک چارلی کی بوتل ہو گی۔ وہ مجھے دے دو"....... تھامس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں ابھی دیتا ہوں"...... ریوڈو نے کہا اور پھر اس نے مڑ کر دیوار میں نصب ایک الماری کھولی اور اس میں سے شراب کی ایک بوتل اور ایک گلاس اٹھا کر اس نے دونوں چیزیں تھامس کے سامنے رکھیں اور پھر مڑ کر الماری بند کر کے وہ سوئچ بورڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مخصوص بٹن پریس کر کے دروازے پر موجود سیاہ رنگ کی چادر ہٹائی اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ تھامس بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا شراب گلاس میں ڈالے اس کی چسکیاں لے رہا تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ریوڈو اور اس کے پیچھے ایک پستہ قامت اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔

"یہ نک ہے جناب۔ اور نک، یہ ہمارے خاص مہمان ہیں مسٹر تھامس"...... ریوڈو نے دونوں کا باہمی تعارف کراتے ہوئے کہا۔ تھامس نے اٹھ کر نک سے مصافحہ کیا جبکہ اس دوران ریوڈو نے سوئچ بورڈ پر موجود بٹن پریس کر کے دروازے پر سیاہ رنگ کی چادر چڑھائی اور پھر وہ آکر نک کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"جناب حکم فرمائیں۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... نک نے تھامس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے میرا قدوقامت دیکھ لیا ہے۔ کیا ڈاکٹر فریڈرک کا قدوقامت مجھ سے ملتا جلتا ہے"...... تھامس نے کہا۔

"نہیں جناب۔ آپ کا قد لمبا ہے جبکہ وہ ڈاکٹر میرے قد جتنے ہیں

اور آپ تو سمارٹ ہیں جبکہ وہ بھاری جسم کے مالک ہیں۔ وہ تو آپ سے یکسر مختلف ہیں"...... نک نے جواب دیا تو تھامس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ نک سے کھل کر بات کریں جناب۔ یہ آپ کی ہر طرح سے خدمت کرے گا"...... ریوڈو نے کہا۔

"اس ہسپتال میں ایک مریض داخل ہے۔ اس کا نام عمران ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس ہسپتال کی نگرانی سیکرٹ سروس کر رہی ہو لیکن میں اس مریض عمران کے کمرے میں داخل ہو کر اسے ہلاک کر کے بحفاظت واپس آنا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر فریڈرک کا قدوقامت میں نے اس لئے تم سے پوچھا تھا کہ میں اس کا میک اپ کر کے وہاں پہنچ جاؤں لیکن اب ایسا ممکن نہیں رہا۔ اس لئے اب تم بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا چاہئے"...... تھامس نے کہا۔

"جناب۔ یہ کام میرے لئے بے حد آسان ہے۔ صرف بھاری رقم خرچ کرنا پڑے گی"...... نک نے کہا۔

"رقم کی فکر مت کرو۔ تمہارا معاوضہ اور تمام اخراجات میں ادا کروں گا"...... تھامس نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ آپ مجھے صرف دو گھنٹوں کا وقت دیں تاکہ میں اس عمران کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لوں۔ پھر آپ کا کام یقینی طور پر ہو جائے گا"...... نک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جو کام بھی ہونا

چاہیئے بے داغ انداز میں ہونا چاہیئے"...... تھامس نے کہا۔

" ایسا ہی ہو گا جناب"...... نک نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر ریوڈو نے دروازے کے سامنے سے سیاہ چادر ہٹائی اور پھر وہ نک کو لے کر باہر چلا گیا جبکہ تھامس دوبارہ شراب کی چسکیاں لینے میں مصروف ہو گیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد ریوڈو اور نک دونوں اندر داخل ہوئے تو تھامس سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔

"کام ہو گیا ہے جناب"...... ریوڈو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا تفصیل ہے"...... تھامس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ نقشہ ہے جناب اس سپیشل ہسپتال کا"...... نک نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے رول کو کھول کر تھامس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

" یہ نقشہ کہاں سے مل گیا"...... تھامس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ٹاؤن پلاننگ آفس سے نکلوایا گیا ہے تاکہ آپ کو اس کا اندرونی حصہ سمجھایا جاسکے"...... نک نے کہا اور پھر اس نے نقشے کو کھول کر ایک جگہ رکھ دیا۔

" یہ گیٹ ہے جناب"...... نک نے کہا اور تھامس نے اثبات میں سرہلا دیا۔

" اور یہ وہ حصہ ہے جہاں کمرہ نمبر ایک میں عمران نامی مریض موجود ہے"...... نک نے ایک اور جگہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور پھ

اس نے تمام حفاظتی انتظامات اور راستوں کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

" پھر تم نے کیا پلان بنایا ہے"...... تھامس نے پوچھا۔

" جناب۔ رات کو جو ڈاکٹر یہاں ڈیوٹی دیتا ہے اس کا نام ڈاکٹر افضل ہے ۔ وہ آپ کو اپنے ساتھ کار میں لے جائے گا۔ اس طرح آپ بغیر کسی چیکنگ کے ہسپتال کی عقبی طرف بنی ہوئی پارکنگ میں پہنچ جائیں گے ۔ اس کے بعد یہ نقشہ دیکھ لیں"...... نک نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور اسے کھول کر تھامس کے سامنے رکھ دیا۔

" اس نقشے پر یہ جگہ ہے جہاں پارکنگ ہے اور یہ عمارت ہے جس کے اندر عمران نامی مریض کمرہ نمبر ایک میں ہے ۔یہاں پانی کے بڑے پائپ ہیں ۔ آپ کسی بھی پائپ کے ذریعے اوپر چھت پر پہنچ سکتے ہیں وہاں ہمارا ایک آدمی جو اس وارڈ میں صفائی کا کام کرتا ہے، موجود ہو گا۔ وہ آپ کی رہنمائی اس گیلری تک کرے گا جہاں کمرہ نمبر ایک کی کھڑکی ہے ۔ کھڑکی کی چٹخنی اندر سے نرس نے کھول دی ہو گی۔ آپ اندر جا سکتے ہیں یا چاہیں تو وہیں سے ہی فائر کر سکتے ہیں جیسے آپ چاہیں۔ اسی طرح آپ کی واپسی ہو گی۔ جیسے ہی آپ پارکنگ میں پہنچیں گے ڈاکٹر افضل کو بھی اطلاع کر دی جائے گی اور وہ کوئی ضروری دوا دوسرے ہسپتال سے لینے کے لئے آپ کو کار میں باہر لے جائے گا اور آپ کو باہر چھوڑ کر وہ دوا لے کر واپس چلا

جائے گا"...... نک نے کہا۔

"بہت خوب۔ تم نے تو واقعی انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹوں جیسی پلاننگ کی ہے۔ ویری گڈ"...... تھامس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی یہ پلاننگ بے حد اچھی لگی تھی۔

"شکریہ جناب۔ میں کسی زمانے میں سازولینڈ کی سرکاری ایجنسی سے وابستہ رہا ہوں۔ پھر میری ٹانگ اس انداز میں زخمی ہو گئی کہ اب میں تیز نہیں چل سکتا۔ صرف آہستہ چل سکتا ہوں۔ اس لئے مجھے ایجنسی سے ڈراپ کر دیا گیا اور میں کلب لائف میں آگیا۔ پھر سازو لینڈ میں ایک سینڈیکیٹ سے میرا جھگڑا ہو گیا تو میں سازو لینڈ سے یہاں آگیا اور اب یہاں جوئے خانے کا انچارج ہوں لیکن میرا ذہن کام کرتا ہے"...... نک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن اگر سیکرٹ سروس اس ہسپتال کے اندر اس وارڈ کی نگرانی کر رہی ہو گی تو شاید کوئی مسئلہ بن جائے"۔ تھامس نے کہا۔

"میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ہسپتال کے اندر کوئی فالتو آدمی موجود نہیں ہے۔ باہر ہوں تو میں کہہ نہیں سکتا اور باہر والوں کو تو کسی طرح بھی معلوم ہی نہ ہو سکے گا کیونکہ آپ ڈاکٹر افضل کی کار میں چھپ کر اندر جائیں گے اور واپس بھی کار میں ہی آئیں گے البتہ آپ وہاں سائیلنسر لگا ریوالور استعمال کریں گے"۔ نک نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ضروری ہے البتہ یہ بتاؤ کہ پارکنگ سے نکل کر جب میں چھت پر جاؤں گا تو کیا مجھے چیک نہیں کیا جائے گا"...... تھامس نے کہا۔

"جناب۔ نائٹ ڈیوٹی میں وہاں صرف پانچ چھ کاریں ہوتی ہیں اور ان کی نگرانی کے لئے کوئی آدمی نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی ضرورت سمجھی جاتی ہے اور عقبی سمت خالی ہوتی ہے اس لئے آپ کو وہاں دیکھنے والا کوئی نہیں ہو گا"...... نک نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تمہارا شکریہ۔ تم نے واقعی بہترین پلاننگ کی ہے"...... تھامس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو نک کا چہرہ ایک بار پھر کھل اٹھا۔

ٹائیگر اپنے ایک دوست کے ساتھ ہوٹل شیراز کے مین ہال میں بیٹھا کافی پی رہا تھا کہ مین گیٹ سے اندر آنے والے دو آدمیوں کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

"کیا ہوا"...... اس کے دوست نے اسے چونکتے دیکھ کر کہا۔

"کچھ نہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر اس سے باتوں میں مصروف ہو گیا لیکن کن انکھیوں سے وہ ابھی تک ان دونوں افراد کو دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں مین گیٹ سے آگے بڑھ کر ایک طرف کھڑے تھے اور ان کی تیز نظریں سرچ لائٹس کی طرح ہال میں موجود افراد کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"کیا بات ہے تم میری طرف متوجہ نہیں ہو"...... ٹائیگر کے دوست وکٹر نے کہا۔

"ارے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ بلکہ میں تو سوچ رہا تھا کہ کبھی

تمہارے اس جوئے خانے کا راؤنڈ لگاؤں شاید قسمت مجھ پر مہربان ہو جائے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم شارپنگ نہیں کرتے۔ اس لئے تم آ بھی سکتے ہو اور کھیل بھی سکتے ہو ورنہ ہمارا مینجر تک بے حد ہوشیار آدمی ہے۔ وہ شارپرز کو دور سے ہی پہچان لیتا ہے۔ ویسے کسی زمانے میں وہ سیکرٹ ایجنسی میں بھی کام کر چکا ہے"...... وکٹر نے کہا تو سیکرٹ ایجنسی کا سن کر ٹائیگر کے کان کھڑے ہو گئے۔

"اوہ اچھا۔ پھر تو اس سے ملنا پڑے گا۔ مجھے ایسے لوگوں سے ملنے کا بے حد شوق ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جس وقت چاہو آ جاؤ۔ میں تو رات کو وہیں ہوتا ہوں"...... اس کے دوست نے اٹھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وکٹر اس سے ہاتھ ملا کر مڑا اور مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے گیٹ کے قریب موجود دونوں افراد نے ٹائیگر کو دیکھ لیا۔ ٹائیگر نے بھی ہاتھ ہلایا تو وہ دونوں اس کی طرف آ گئے۔

"آپ اور اس وقت ہوٹل میں۔ کوئی خاص بات"...... ٹائیگر نے ان سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ چوہان اور نعمانی تھے۔

"کیوں۔ ہم اس ہوٹل میں نہیں آ سکتے۔ ویسے ہم آئے پہلی بار ہیں"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ گھٹیا درجے کا ہوٹل ہے اس لئے میں آپ کو یہاں دیکھ کر حیران ہوا تھا۔ ویسے آپ کا انداز بتا رہا تھا کہ آپ کسی کو چیک کر

رہے تھے "...... ٹائیگر نے ویٹرس کو ہاٹ کافی لانے کا کہہ کر چوہان اور نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تم عمران صاحب کے اچھے شاگرد ثابت ہو رہے ہو۔ تمہارا اندازہ درست تھا۔ ہم یہاں ایک آدمی کو تلاش کرتے ہوئے آئے ہیں" ۔چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کون ہے آدمی۔ مجھے بتائیں۔ کیا کسی کیس کا سلسلہ ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

تو تمہیں معلوم نہیں ہے کہ سلیمان کے ساتھ کیا ہوا ہے"۔ چوہان نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

" کیا ہوا ہے۔ مجھے واقعی معلوم نہیں ہے"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ویٹرس نے کافی کے برتن میز پر لگا دیئے تو ٹائیگر نے کافی بنانا شروع کر دی اور چوہان نے اسے کسی تھامس کی فلیٹ میں آمد سے لے کر جوانا کی کار سے اس کے فرار ہونے تک کی تفصیل بتا دی۔

" اب آپ اس تھامس کو تلاش کر رہے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ہاں۔ لیکن ہمارے پاس صرف اس کے صرف قدوقامت کی تفصیل ہے۔ اس نے یقیناً میک اپ کر لیا ہو گا"...... چوہان نے کافی کی چسکی لیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

" بھوسے کے ڈھیر سے سوئی تو پھر بھی تلاش کی جا سکتی ہے لیکن

لاکھوں افراد میں سے صرف قدوقامت کے لحاظ سے کسی آدمی کو ٹریس کرنا ناممکن ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے لیکن ایک اور پوائنٹ بھی ہے کہ یہ آدمی ایکریمین ہے اور میک اپ تبدیل کر لینے کے باوجود بھی ایکریمین ہی ہو گا کیونکہ ایکریمین اپنے آپ کو باقی دنیا سے برتر سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ میک اپ تبدیل کر لیتے ہیں لیکن قومیت تبدیل نہیں کرتے"...... چوہان نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" کیا قدوقامت ہے اس کا"...... ٹائیگر نے پوچھا تو چوہان نے اسے تفصیل بتا دی۔

" ٹھیک ہے۔ میں بھی کوشش کرتا ہوں کہ اسے تلاش کر سکوں"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ دونوں اس سے مصافحہ کر کے واپس چلے گئے تو ٹائیگر اس ہوٹل کے اسسٹنٹ مینجر کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ مینجر کا نام صولت مند تھا اور وہ اس کا خاصا بے تکلف دوست تھا۔ صولت مند کا حلقہ احباب بے حد وسیع تھا اور انڈرورلڈ کے تقریباً تمام بااثر افراد سے اس کی دوستی تھی۔ ٹائیگر نے ایک خیال کے تحت اس سے ملنے کے بارے میں سوچا تھا کیونکہ اس کا اندازہ تھا کہ تھامس اب براہ راست عمران تک پہنچنے کی بجائے یہاں کسی نہ کسی گروپ کا سہارا لے گا کیونکہ اسے بتایا گیا تھا کہ وہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ اسے یقیناً معلوم ہو گا کہ وہ اکیلا عمران تک نہیں پہنچ سکتا اور اگر پہنچ بھی جائے تب بھی وہ اس سپیشل وارڈ

میں تو چیک ہوئے بغیر کسی صورت بھی داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ ٹائیگر کو ہسپتال کے پورے محل وقوع کا بخوبی علم تھا اور چونکہ صولت مند کا تعلق پاکیشیا دارالحکومت میں کام کرنے والے ایکریمین نژاد گروپ سے زیادہ گہرا تھا اس لئے ٹائیگر نے اس سے فوری طور پر ملنے کا فیصلہ کیا تھا۔

" اوہ۔ ٹائیگر تم۔ آج اس وقت۔ خیریت "....... صولت مند نے اٹھ کر ٹائیگر کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔ وہ چوڑے چہرے اور چوڑے جسم کا مالک ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا لیکن اس کے چہرے پر موجود شکنیں بتا رہی تھیں کہ وہ انتہائی تجربہ کار اور جہاں دیدہ آدمی ہے۔

" تمہارے ہوٹل میں کافی پینے آیا تھا کیونکہ یہاں کی کافی مجھے بے حد پسند ہے۔ کافی پینے کے بعد میں نے سوچا کہ جب یہاں آیا ہوں تو تم سے بھی ملتا جاؤں "....... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ تمہیں میرے ہوٹل کی کافی پسند ہے۔ سناؤ آجکل کیا ہو رہا ہے "....... صولت مند نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ایک آدمی کو ٹریس کر رہا ہوں لیکن وہ کہیں مل ہی نہیں رہا "۔ ٹائیگر نے کہا تو صولت مند بے اختیار چونک پڑا۔

" ایک آدمی۔ کون ہے وہ۔ اور کیوں تلاش کر رہے ہو اسے "۔ صولت مند نے چونک کر کہا۔

" تمہیں تو معلوم ہے کہ میرے باس عمران صاحب ہیں "۔ ٹائیگر نے کہا۔

" ہاں۔ کیوں۔ تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو "....... صولت مند نے کہا۔

" وہ ایک غیر ملکی مشن کے دوران شدید زخمی ہو گئے تھے۔ انہیں یہاں لایا گیا اور وہ یہاں سپیشل ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ لیکن یہودیوں کی ایک تنظیم جس کے خلاف عمران صاحب نے مشن مکمل کیا تھا اپنا ایک تیز ترین ایجنٹ جس کا نام تھامس ہے یہاں بھیجا ہے تاکہ وہ عمران صاحب کو اس زخمی حالت میں ہلاک کر سکے۔ میں اس تھامس کو تلاش کر رہا ہوں "....... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کس تنظیم سے اس کا تعلق ہے "....... صولت مند نے پوچھا۔

" یہ تو معلوم نہیں ہے لیکن وہ ایکریمین ہے اور یقیناً یہودی ہو گا۔ اس کا قدوقامت بتا سکتا ہوں کیونکہ یہاں پہنچ کر لازماً اس نے حلیہ تبدیل کر لیا ہو گا "....... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کے قدوقامت کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

" ایسا قدوقامت تو عام طور پر ایکریمینز کا ہوتا ہی ہے۔ اس طرح تو اسے کسی صورت بھی تلاش نہیں کیا جا سکتا "....... صولت مند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بہرحال یہ بات ذہن میں رکھنا۔ شاید کہیں سے تمہیں اطلاع مل جائے "....... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"ایک منٹ۔ ایک منٹ بیٹھو"....... صولت مند نے اس انداز میں کہا جیسے اچانک اسے کوئی خیال آگیا ہو۔

"کیا کچھ یاد آگیا ہے"....... ٹائیگر نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ ایک منٹ۔ میں تھوڑی سی مزید معلومات کر لوں۔ پھر تم سے بات کرتا ہوں"....... صولت مند نے کہا اور سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر"....... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"گولڈن کراس کلب کے مارٹن سے بات کراؤ"....... صولت مند نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا کیونکہ وہ گولڈن کراس کلب اور اس کے مینجر اور اسسٹنٹ مینجر سب سے واقف تھا۔ مارٹن اسسٹنٹ مینجر تھا۔

"کیا کوئی خاص بات ہے"....... ٹائیگر نے صولت مند کے رسیور رکھنے پر کہا۔

"ایک منٹ صبر کر لو"....... صولت مند نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صولت مند نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر خود ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ صولت مند نے اس کی اس کارروائی پر صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔

"مارٹن لائن پر ہے جناب"....... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ صولت مند بول رہا ہوں"....... صولت مند نے کہا۔

"یس سر۔ میں مارٹن بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات جناب"۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مارٹن۔ تم نے پہلے میری کال پر بتایا تھا کہ تمہارا چیف مینجر ریوڈو ایک ایکریمین تھامس کے ساتھ سپیشل روم میں گیا ہوا ہے۔ اس لئے تم بات نہیں کر سکتے"....... صولت مند نے کہا۔

"یس سر"....... مارٹن نے جواب دیا۔

"اب وہ کہاں ہے۔ میرا مطلب ہے وہ ایکریمین"....... صولت مند نے کہا۔

"میں نے چیف سے ایک ضروری بات کرنا تھی لیکن وہ سپیشل روم میں گئے ہوئے تھے۔ مجھے یہ بات ان کی پی اے نے بتائی تھی اور اب میں نہیں بتا سکتا کہ وہ ایکریمین تھامس کہاں موجود ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ شکریہ"....... صولت مند نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم چونکے کس بات پر تھے"....... ٹائیگر نے کہا۔

"اس تھامس نام پر۔ اس مارٹن سے میں نے فون پر ایک کام کہا تو اس نے جواب دیا کہ میرا کام وہ اپنے چیف ریوڈو سے اجازت لے کر ہی کر سکتا ہے جبکہ اس نے بات کرتے ہوئے اس ایکریمین کا نام

تھامس بتایا تھا۔ اس وقت تو میں خاموش ہو گیا لیکن جب تم نے
اس ایکریمین کا نام تھامس بتایا تو میرے ذہن میں مارٹن کی بات آ
گئی اور دوسری بات یہ کہ میں ریوڈو کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ
سپیشل روم میں کسی عام آدمی کو نہیں لے جاتا۔ ایسا انتظام صرف
انتہائی خاص لوگوں کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ
ریوڈو سے ملنے والا تھامس ہی تمہارا مطلوبہ آدمی ہو۔ اس لئے میں نے
مارٹن کو فون کیا تھا تاکہ کنفرم کر سکوں"...... صولت مند نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن صرف نام سے تو کوئی بات کنفرم نہیں ہوتی۔ تھامس تو
عام سا نام ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ بہرحال میرے ذہن میں ایک
خیال آیا تھا اس لئے میں نے کنفرم کیا ہے"...... صولت مند نے
جواب دیا۔

"اوکے۔ بہت شکریہ۔ بہرحال خیال رکھنا۔ اپنے ذرائع پوری
طرح استعمال کر کے معلومات حاصل کرنا"...... ٹائیگر نے کہا اور
اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اوکے۔ میں پوری کوشش کروں گا"...... صولت مند نے بھی
اٹھتے ہوئے کہا اور پھر ٹائیگر اس سے مصافحہ کر کے آفس سے باہر آ
گیا۔ گو اس نے صولت مند کو تو سرسری انداز میں بات کر کے ٹال
دیا تھا لیکن وہ خود اس تھامس کے نام اور ریوڈو کے سپیشل روم میں

اس سے ہونے والی ملاقات پر چونک پڑا تھا۔ وہ ریوڈو سے بھی اچھی
طرح واقف تھا اور مارٹن سے بھی۔ ریوڈو کے تعلقات غیر ملکی یہودی
اور ایکریمین تنظیموں سے بہت گہرے تھے۔ اس لئے اب وہ مارٹن
کے پاس جا کر اس ریوڈو اور تھامس کی ملاقات کے بارے میں نہ
صرف پوری تفصیل معلوم کرنا چاہتا تھا بلکہ اس تھامس کو ٹریس کر
کے اس سے مل کر بھی حتمی طور پر معلومات کرنا چاہتا تھا کہ کیا وہ
ان کا مطلوبہ تھامس ہے یا کوئی اور ہے۔ چنانچہ اس ہوٹل سے نکل
کر اس نے کار کا رخ مارٹن کے کلب کی طرف کر دیا اور پھر تھوڑی دیر
بعد وہ مارٹن کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔

"اوہ۔ اوہ ٹائیگر تم اور یہاں۔ تم تو بغیر کسی مقصد کے کسی
سے ملتے ہی نہیں۔ پھر"...... مارٹن نے اٹھ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ
بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم نے ٹھیک سمجھا ہے۔ بغیر کسی خاص مقصد کے تم جیسے
فضول آدمیوں سے ملنے کا میرے پاس وقت نہیں ہوتا"...... ٹائیگر
نے جواب دیا تو مارٹن بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"یہ دیکھ لو کہ خاص مقصد بھی ہم جیسے فضول آدمیوں سے ہی
پورے ہوتے ہیں"...... مارٹن نے کہا تو اس بار ٹائیگر اس کے
خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا پیو گے"...... مارٹن نے اس کے بیٹھتے ہی پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ ابھی صولت مند کے ہوٹل سے کافی پی کر آ رہا

ہوں"...... ٹائیگر نے کہا تو مارٹن بے اختیار چونک پڑا۔

" ارے ۔ صولت مند صاحب جس تھامس کے چکر میں الجھے ہوئے تھے کہیں وہ تمہارا مسئلہ تو نہیں تھا"...... مارٹن نے کہا۔ وہ واقعی ذہین آدمی تھا اس لئے فوراً بات کی تہہ تک پہنچ گیا۔

" ہاں ۔ بہرحال تم مجھے یہ بتاؤ کہ یہ تھامس کون ہے جو تمہارے چیف سے اس انداز میں ملا۔ مجھے پوری تفصیل بتاؤ"...... ٹائیگر نے کہا۔

" پہلے تو تم مجھے سچ سچ بتاؤ کہ تم اس تھامس کے پیچھے کیوں ہو"...... مارٹن نے کہا۔

" تھامس نام کا ایک ایکریمین میرے باس عمران کو جو ایک ہسپتال میں ہیں، ہلاک کرنا چاہتا ہے ۔ اس لئے ہمیں اس کی تلاش ہے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" کہاں ہے یہ ہسپتال"...... مارٹن نے پوچھا تو ٹائیگر نے اسے اس علاقے کا نام بتا دیا۔

" اوہ۔ پھر تو تمہارا شک درست ہے ۔ یہ واقعی تمہارا مطلوبہ تھامس ہے لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ چیف ریوڈو تک یہ بات نہ پہنچے کہ میں نے تمہیں اس بارے میں کچھ بتایا ہے "...... مارٹن نے کہا۔

" تمہیں یہ بات ٹائیگر کے بارے میں تو سوچنی ہی نہیں چاہئے تھی۔ تمہیں میرے بارے میں معلوم ہے ۔ بہرحال تم بتاؤ کہ تم

کیوں کنفرم ہو گئے ہو"...... ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تھامس جب چیف سے ملنے آیا تو چیف اسے سپیشل روم میں لے گیا۔ پھر چیف خود سپیشل روم سے باہر اپنے آفس میں آگیا اور اس نے تاج پورہ میں موجود دواخانے کے انچارج نک کو اپنے آفس کال کیا"...... مارٹن نے کہا تو ٹائیگر بھی تاج پورہ کا نام سن کر چونک پڑا کیونکہ سپیشل ہسپتال بھی تاج پورہ کے علاقے میں ہی تھا۔

" پھر کیا ہوا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" چیف ۔ تھامس اور نک تینوں سپیشل روم میں رہے ۔ پھر چیف اور نک باہر آگئے جبکہ تھامس وہیں رہا۔ پھر نک واپس چلا گیا اور اس کی دوبارہ واپسی دو گھنٹوں بعد ہوئی اور ایک بار پھر چیف، نک اور تھامس اس سپیشل روم میں اکٹھے رہے ۔ وہاں وہ تقریباً ایک گھنٹہ اکٹھے رہنے کے بعد باہر آئے اور پھر تھامس اور نک دونوں چلے گئے ۔ تم نے ہسپتال کا علاقہ تاج پورہ بتایا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ وہی تھامس تھا جسے تم تلاش کر رہے ہو"۔ مارٹن نے جواب دیا۔

" تم نے اس تھامس کو دیکھا ہے "...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" نہیں ۔ میں نے اسے نہیں دیکھا"...... مارٹن نے جواب دیا۔

" پھر تمہیں اس بارے میں کیسے معلوم ہوا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میں نے کئی بار چیف سے بات کرنا چاہی تو اس کی پرسنل سیکرٹری نے مجھے بتایا کہ چیف اپنے مہمان ایکریمین تھامس کے ساتھ سپیشل روم میں ہیں اور پھر یہ بھی اس نے بتایا کہ نک بھی سپیشل روم میں چیف کے ساتھ ہے"...... مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم کنفرم ہو کہ یہ وہی نک ہے تاج پورہ جوئے خانے والا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے پی اے سے کنفرم کیا تھا۔ وہ اسے بہت اچھی طرح جانتی ہے"...... مارٹن نے کہا۔

"اس وقت تھامس کہاں ہو سکتا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ نک کے پاس ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کہیں اور ہو۔ اب میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا"...... مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں چلتا ہوں۔ تم بھی زبان بند رکھنا"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ مارٹن سے مصافحہ کر کے اس کے آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تاج پورہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے بھی یقین آ گیا تھا کہ اس نے اس تھامس کو ٹریس کر لیا ہے لیکن اب اس کے ذہن میں یہ بات بار بار گھوم رہی تھی کہ نک نے تھامس کے ساتھ مل کر کیا پلاننگ کی ہے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ اس بلڈنگ میں داخل ہو رہا تھا جس میں اوپر تو عام سا

ریسٹوران تھا لیکن نیچے ہال میں اونچے پیمانے پر جوا ہوتا تھا اور یہاں صرف وہ لوگ جا سکتے تھے جن کے پاس خصوصی کارڈ ہوتے تھے جبکہ نک کا آفس بھی نیچے ہال کی سائیڈ پر ہی تھا۔ ٹائیگر نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور پارکنگ بوائے سے پارکنگ کارڈ لے کر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ریسٹوران ہال آدھے سے زیادہ خالی تھا۔ ایک طرف کاؤنٹر پر دو آدمی موجود تھے جن میں سے ایک کا نام راسٹن تھا۔ ٹائیگر کاؤنٹر کی طرف بڑھا تو راسٹن اسے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ ٹائیگر نے کئی بار اس راسٹن کی مدد کی تھی۔

"سر آپ اور یہاں"...... راسٹن نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا کیونکہ ٹائیگر ایسے جوئے خانوں میں جانے سے دانستہ گریز کیا کرتا تھا۔

"ہاں۔ نک سے ملنا تھا۔ بیٹھو"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن چیف شاید ملاقات نہ کریں"...... راسٹن نے قدرے ہچکچاتے ہوئے انداز میں کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"کیونکہ انہوں نے اپنی تمام طے شدہ ملاقاتیں بھی منسوخ کر دی ہیں"...... راسٹن نے کرسی پر دوبارہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وجہ"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ دوپہر کو چیف کا فون آیا تھا کہ وہ آج کسی سے ملاقات نہیں کریں گے اور آپ تو جانتے ہوں گے کہ چیف جو کہہ دے وہ حتمی ہوتا ہے۔ آپ کل مل لیں"...... راسٹن نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"آج کا کام کل پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ تم صرف اتنا بتا دو کہ وہ ہے کہاں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اپنے آفس میں ہوگا۔ مجھے تو فون آیا تھا۔ مجھے حتمی طور پر معلوم نہیں ہے"...... راسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم معلوم نہیں کر سکتے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ویسے تو شاید معلوم نہ کرتا لیکن آپ کو تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... راسٹن نے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے راسٹن بول رہا ہوں۔ چیف اپنے آفس میں ہیں"۔ راسٹن نے کہا۔

"مجھے ان سے ایک ضروری ذاتی کام ہے اس لئے پوچھ رہا ہوں"۔ راسٹن نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا۔

"اوہ اچھا۔ پھر تو مجبوری ہے۔ ٹھیک ہے کل بات کر لوں گا۔ شکریہ"...... راسٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"وہ آفس میں نہیں ہیں بلکہ ڈاکٹر افضل کی رہائش گاہ پر گئے

ہوئے ہیں"...... راسٹن نے کہا تو ٹائیگر ڈاکٹر کا سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ ڈاکٹر افضل کون ہے"...... ٹائیگر نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے جناب۔ میں نے تو یہ نام پہلی بار سنا ہے"...... راسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پی اے سے معلوم کرو۔ اسے لازماً معلوم ہوگا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"سوری جناب۔ میں دوبارہ اسے کال نہیں کر سکتا"...... اس بار راسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تیزی سے واپس مڑ کر وہ ہال کے مین گیٹ سے باہر آ گیا۔ آتے ہوئے اس نے برآمدے میں پبلک فون بوتھ دیکھا تھا۔ اس کے کوٹ کی چھوٹی جیب میں سکے موجود تھے۔ اس نے فون پیس میں مطلوبہ سکے ڈالے اور پھر نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سپیشل ہاسپٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں رضوان بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر افضل سے بات کرا دیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ڈاکٹر افضل صاحب نائٹ ڈیوٹی پر ہوتے ہیں۔ ابھی وہ نہیں آئے۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد آئیں گے پھر ہی بات ہو سکتی ہے"۔

دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" ان کی رہائش گاہ کہاں ہے ۔ میں وہیں ان سے مل لوں گا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" سالک کالونی کی کوٹھی نمبر گیارہ اے "...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" ان کا فون نمبر بھی دے دیں۔ مہربانی ہو گی"...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کر کے رسیور رکھا اور پھر کوٹ کی چھوٹی جیب سے مزید سکے نکال کر اس نے ایک بار پھر فون پیس میں ڈالے اور سبز بلب جلنے پر اس نے دوسری طرف سے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ہیلو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر افضل سے بات کرا دیں۔ میں ان کا دوست رضوان بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" وہ ڈرائینگ روم میں ہیں۔ میں معلوم کرتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

" ہیلو"...... کچھ دیر بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

" یس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" وہ اپنے دوست کے ساتھ کہیں چلے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" انہوں نے ہسپتال بھی تو جانا تھا۔ وہاں تو نہیں گئے "۔ ٹائیگر

نے کہا۔

" ان کا کوئی دوست آیا ہوا تھا۔ وہ اس کے ساتھ گئے ہیں۔ ہسپتال ابھی انہوں نے جانا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ان کا دوست تو اپنی گاڑی پر گیا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

" مجھے نہیں معلوم"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور ہک سے لٹکایا اور اس کے ساتھ ہی اسے خیال آیا کہ نک لامحالہ اب یہاں واپس آئے گا کیونکہ ڈاکٹر افضل نے تو بہرحال ہسپتال چلے جانا ہے ۔ اسے معلوم تھا کہ ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر طارق ڈیوٹی کے معاملے میں انتہائی سخت واقع ہوئے ہیں اور وہ اس معاملے میں معمولی سی کوتاہی بھی برداشت نہیں کرتے ۔ اس لئے ڈاکٹر افضل نے لامحالہ وقت پر ہسپتال پہنچنا ہے ۔ جبکہ نک لازماً واپس کلب ہی آئے گا۔ اس لئے ٹائیگر دوبارہ ہال میں داخل ہوا اور ایک بار پھر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں موجود راسٹن اسے دوبارہ دیکھ کر چونک پڑا۔

" اوہ۔ آپ دوبارہ۔ کوئی خاص بات جناب"...... راسٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" میں نے معلوم کر لیا ہے۔ نک ڈاکٹر افضل سے مل کر واپس آ رہا ہے ۔ تم صرف مجھے یہ بتاؤ کہ وہ اپنے آفس کس راستے سے جاتا ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کسی کو بتائیں گے تو نہیں کہ میں نے آپ کو بتایا ہے"۔ راسٹن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پراسرار سے لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہو"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کلب کی عقبی گلی میں ایک دروازہ ہے لیکن یہ دروازہ صرف چیف کے پاس موجود چابی سے کھلتا ہے اور اس راستے سے صرف چیف ہی آجا سکتا ہے اور بس"...... راسٹن نے کہا۔

"اوکے شکریہ۔ اب اس بات کو بھی بھول جاؤ"...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر ایک بار پھر کلب کے مین گیٹ سے باہر آگیا۔ اب وہ عقبی گلی کی طرف جا رہا تھا۔ گلی تنگ سی تھی لیکن وہاں کوئی آدمی نہ تھا اور گلی کے آخر میں دو بڑے بڑے ڈرم موجود تھے جن میں کوڑا کرکٹ ڈالا جاتا تھا۔ اس گلی کو دیکھ کر کوئی اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ اس گلی میں بھی کوئی خفیہ دروازہ ہو سکتا ہے۔ ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور پھر وہ ڈرموں کے قریب پہنچ گیا۔ اسے واقعی وہاں ایک فولادی دروازہ نظر آرہا تھا لیکن یہ دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر ایک ڈرم کی اوٹ لے کر کھڑا ہو گیا۔ نک کو وہ ذاتی طور پر جانتا تھا۔ اس لئے وہ اسے آسانی سے پہچان سکتا تھا اور پھر اسے وہاں کھڑے ہوئے دس پندرہ منٹ ہی ہوئے تھے کہ دو آدمی گلی میں داخل ہوئے۔ دونوں آگے پیچھے چل رہے تھے اور ٹائیگر نے دیکھ لیا کہ آگے چلنے والا نک تھا۔ گول مٹول اور موٹا سا۔ جبکہ اس کے پیچھے چلنے والا اس کا گارڈ تھا۔ وہ لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن

تھی اور وہ دیکھنے میں ہی لڑنے بھڑنے والا آدمی نظر آرہا تھا۔ وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس دروازے کے قریب پہنچے اور پھر نک نے جیب سے ایک مخصوص انداز کی چابی نکالی اور اسے دروازے میں بنے ہوئے کی ہول میں ڈال کر اس نے اسے گھمایا اور پھر چابی نکال کر اس نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

"اب تم جاؤ وکی"...... نک نے گارڈ سے کہا جو بڑے چوکنا انداز میں کھڑا تھا۔

"یس چیف"...... گارڈ وکی نے کہا اور پھر جب نک اندر چلا گیا اور اس کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا تو وکی مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا واپس چلا گیا۔ ٹائیگر اس وقت تک ڈرم کی اوٹ میں رکا رہا جب تک کہ وہ گلی کے آخر میں بائیں طرف مڑ کر نظروں سے غائب نہیں ہو گیا۔ ٹائیگر نے اپنے کوٹ کی ایک سائیڈ جیب سے ایک مخصوص انداز کی مڑی ہوئی تار نکالی اور ڈرم کی اوٹ سے نکل کر وہ اس بند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تار کو کی ہول میں ڈالا اور پھر اسے مخصوص انداز میں دائیں بائیں گھمانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی تار کا سرا کسی چیز میں پھنس گیا اور اس کے ساتھ ہی کٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ تھوڑا سا کھل گیا تو ٹائیگر نے تار واپس نکال کر اسے جیب میں ڈالا اور پھر دروازہ دبا کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک تنگ سی راہداری تھی جو آگے جا کر مڑ جاتی تھی۔ راہداری پر چھایا ہوا سکوت بتا

رہا تھا کہ راہداری خالی ہے۔ٹائیگر محتاط انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا۔
پھر جیسے ہی وہ راہداری میں مڑا سامنے ہی ایک اور دروازہ نظر آرہا تھا
اور دروازہ دور سے ہی تھوڑا سا کھلا ہوا صاف نظر آرہا تھا۔ٹائیگر آگے
بڑھا اور اس نے دروازے سے کان لگا دیئے لیکن دوسری طرف
خاموشی تھی۔اس نے دروازے کو تھوڑا سا کھولا تو دروازہ کھلتا چلا
گیا۔یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی ایک سائیڈ پر سیڑھیاں اوپر جا
رہی تھیں۔یہ چار سیڑھیاں تھیں اور ان سیڑھیوں کے بعد دروازہ تھا
جو پہلے دروازے کی طرح تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ٹائیگر نے محتاط انداز
میں دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا اور پھر سیڑھیوں کی طرف بڑھ
گیا۔چند لمحوں بعد وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا تو اس کے کان میں
نک کی آواز پڑی۔

"یس باس۔آپ بے فکر رہیں۔سب کام قطعی اوکے ہو گیا ہے۔
تھامس ویسے بھی تربیت یافتہ آدمی ہے اور یہاں تو اسے ہر قدم پر
رہنمائی اور مدد بھی مل جائے گی۔پھر ایک مریض کے جسم میں چار
پانچ گولیاں اتارنا کون سا مشکل کام ہے"...... نک نے کہا اور پھر
دوسری طرف سے چند لفظ سن کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا
جبکہ نک کے بولے ہوئے الفاظ نے ٹائیگر کے اندر جیسے آگ سی بھر
دی تھی۔وہ فوراً سمجھ گیا کہ تھامس کے لئے قاتل اور عمران کے لئے
مریض کے الفاظ استعمال کئے جارہے ہیں۔اس کا مطلب تھا کہ نک
نے کوئی ایسی پلاننگ کی ہے کہ جس سے تھامس کو عمران تک

پہنچنے میں بے حد آسانی ہو گئی ہے۔ان الفاظ نے اس کے دل و دماغ
میں واقعی آگ سی بھر دی تھی۔اس نے زور سے دروازے کو لات
ماری اور اچھل کر اندر داخل ہوا تو نک اپنے عقب میں دھماکے کی
آواز سن کر جیسے ہی تیزی سے مڑا۔ٹائیگر کسی بھوکے عقاب کی طرح
اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے کمرہ نک کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے
گونج اٹھا۔ٹائیگر نے گردن سے پکڑ کر ایک ہی جھٹکے میں اسے فرش
پر پھینک دیا تھا اور پھر اس کی لات پوری قوت سے اس کی پسلیوں
میں لگی اور اس بار کمرہ پسلیاں ٹوٹنے کی آواز اور نک کے حلق سے
نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا تھا۔ٹائیگر کی دوسری لات حرکت میں آئی
اور اس بار نک کا چہرہ اس حد تک مسخ ہو گیا کہ شاید اس سے زیادہ
مسخ چہرے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔اس کی دوسری سائیڈ کی
پسلیاں بھی ٹوٹ گئی تھیں۔

"بولو کہاں ہے تھامس۔بولو"...... ٹائیگر نے جھک کر اسے
گردن سے پکڑا اور ایک زوردار جھٹکے سے سائیڈ دیوار سے اس طرح
مار دیا جیسے دھوبی کپڑے کو پتھر پر مارتے ہیں۔نک کی حالت واقعی
انتہائی خراب ہو گئی تھی۔وہ اس طرح سانس لے رہا تھا جیسے سانس
لینے میں اسے بے حد تکلیف ہو رہی ہو۔دیوار سے ٹکرا کر وہ فرش پر
گر گیا تھا۔

"بولو کہاں ہے تھامس۔بولو"...... ٹائیگر نے اس کی گردن پر
پیر رکھ کر موڑتے ہوئے کہا۔

"بس ۔ ہسپتال میں ۔ ہسپتال میں "...... نک کے منہ سے اس انداز میں الفاظ نکلے جیسے ایک ایک لفظ کو پیچھے سے دھکیل کر اس کے منہ سے باہر نکالا جا رہا ہو۔

"کیا پلاننگ ہے ۔ بولو کیا پلاننگ ہے "...... ٹائیگر نے پیر کو اور زیادہ دباتے ہوئے کہا تو نک نے رک رک کر تمام تفصیل اس انداز میں بتا دی جیسے اس کا شعور ختم ہو گیا ہو اور اب وہ لاشعوری طور پر سب کچھ بتائے چلا جا رہا تھا اور پوری بات سنتے ہی ٹائیگر نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور جھک کر اس کی نال نک کے سینے پر رکھ کر اس نے ٹریگر دبا دیا اور یکے بعد دیگرے کئی گولیاں نک کے دل میں اترتی چلی گئیں۔ نک ایک دو بار اس طرح اچھلا جیسے آگ پر چڑھی ہوئی کڑاہی میں مکئی کے دانے اچھلتے ہیں اور پھر نہ صرف وہ ساکت ہو گیا بلکہ اس کی آنکھیں بھی بے نور ہو گئیں۔ ٹائیگر نے مشین پسٹل جیب میں رکھا اور بجلی کی سی تیزی سے وہ سیڑھیاں اتر کر پچھلے کمرے میں آیا اور پھر اس کمرے سے راہداری میں سے ہوتا ہوا وہ دروازہ کھول کر عقبی گلی میں پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے ہسپتال کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ وہ دل ہی دل میں شکر بھی ادا کر رہا تھا کہ نک کا کلب اسی علاقے میں تھا۔ اس لئے ہسپتال اس کلب سے زیادہ دور نہ تھا اور ٹائیگر کو یقین تھا کہ وہ بروقت پہنچ جائے گا۔

ڈاکٹر افضل کے پاس بڑی کار تھی اور تھامس اس کار کی عقبی اور فرنٹ سیٹوں کے درمیان اس انداز میں پڑا ہوا تھا کہ اس کے اوپر ترپال ڈال دی گئی تھی اور سوائے اس کے کہ عقبی دروازہ کھول کر باقاعدہ چیک نہ کیا جاتا، اس کو چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ کار تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ڈاکٹر افضل تھا۔ ڈاکٹر افضل کی رہائش گاہ پر تھامس، نک کے ساتھ گیا تھا اور پھر پورا پلان ایک بار پھر ڈاکٹر افضل سے ڈسکس ہوا اور جب تھامس کو معلوم ہوا کہ نک کے جوئے خانے میں ڈاکٹر افضل نے ہار کر خاصی بڑی رقم قرض کی صورت میں اپنے آپ پر چڑھائی ہوئی ہے اور نک نے اس کام کے عوض نہ صرف وہ رقم معاف کر دی ہے بلکہ دس ہزار ڈالر اسے مزید بھی دیئے ہیں تو تھامس کو یقین ہو گیا کہ ڈاکٹر افضل کسی صورت بھی دھوکہ نہ کرے گا کیونکہ اسے جوا کھیلنے والوں کی

طرت کا بخوبی اندازہ تھا۔ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ عمران جس
وارڈ میں موجود تھا اس وارڈ میں ڈاکٹر کو بھی داخل ہونے سے پہلے
یک خصوصی گیٹ سے گزرنا پڑتا تھا تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس کے
اس کوئی ہتھیار تو نہیں ہے اور یہی کارروائی نرسوں اور میل نرسوں
کے ساتھ بھی ہوتی تھی لیکن جو پلاننگ نک نے کی تھی وہ واقعی
ہترین تھی اور اس میں بظاہر کسی گڑبڑ کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔ اس
قت تھامس ڈاکٹر افضل کی کار میں پڑا یہی باتیں سوچ رہا تھا۔ نک
پنی کار میں اسے ساتھ لے کر ڈاکٹر افضل کی رہائش گاہ پر گیا تھا اور
پھر وہ ڈاکٹر افضل کی کار میں سوار ہو گیا تھا جبکہ نک اپنی کار میں
واپس اپنے کلب چلا گیا تھا اور ان کے درمیان یہی طے ہوا تھا کہ
ھامس مشن مکمل کر کے سیدھا نک کے کلب پہنچے گا اور پھر وہاں سے
سیک اپ تبدیل کر کے وہ پہلی ہی فلائٹ سے واپس ایکریمیا چلا
جائے گا۔ اچانک کار کی رفتار آہستہ ہوئی اور پھر کار رک گئی۔

"یس ڈاکٹر افضل"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی اور پھر
پھاٹک کھلنے کی آواز کے ساتھ ہی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی تو
تھامس سمجھ گیا کہ کار ہسپتال میں داخل ہو چکی ہے۔ وہ دم سادھے
بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا لیکن
کچھ نہ ہوا۔ کسی نے کار کا عقبی دروازہ کھول کر چیک نہ کیا اور شاید
صرف ڈاکٹر افضل کو دیکھ کر انہوں نے بغیر کسی چیکنگ کے اسے
اندر جانے دیا تھا۔ ویسے بھی یہ ہسپتال تھا کوئی لیبارٹری تو نہ تھی کہ

یہاں اس حد تک احتیاط کی جاتی۔ کار آگے بڑھ کر گھومتی ہوئی
عمارت کی عقبی طرف بنی ہوئی ایک وسیع و عریض پارکنگ کی طرف
بڑھتی چلی گئی۔ یہ سٹاف کی کاروں کے لئے پارکنگ تھی اور یہاں اس
وقت نائٹ ڈیوٹی کے سٹاف کی کاریں موجود تھیں جن کی تعداد چھ
تھی۔ ڈاکٹر افضل نے کار اپنی مخصوص جگہ پر روک دی اور پھر نیچے اتر
کر کار کو لاک کئے بغیر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا واپس عمارت کی طرف
بڑھتا چلا گیا۔ جب اس کے قدموں کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی تو
تھامس نے اپنے اوپر پڑی ہوئی ترپال ہٹائی اور پھر ہاتھ بڑھا کر آہستہ
سے دروازہ کھول دیا۔ ڈاکٹر افضل نے چونکہ کار کو لاک نہ کیا تھا اس
لئے دروازہ آسانی سے کھل گیا تھا۔ تھامس احتیاط سے نیچے اترا اور پھر
اس نے پہلے ادھر ادھر کا جائزہ لیا لیکن وہاں نیم تاریکی چھائی ہوئی تھی
اور وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ڈاکٹر افضل نے اسے پہلے ہی بتا دیا
تھا کہ وہ سب سے آخر میں پہنچے گا۔ اس لئے اس کی کار کے بعد مزید
کوئی کار پارکنگ میں نہیں آنی۔ تھامس نے اٹھ کر جیب میں موجود
سائیلنسر لگا مشین پسٹل چیک کیا۔ اس کے پیروں میں ربڑ سول
جوتے تھے اور جسم پر چست لباس تھا۔ پھر محتاط انداز میں وہ چلتا ہوا
عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمارت کی اس عقبی طرف موٹے
موٹے کئی پائپ چھت سے نیچے زمین تک موجود تھے۔ تھامس نے
ایک پائپ کا انتخاب کیا اور پھر وہ کسی بندر کی طرح تیزی سے اس
پائپ پر چڑھتا ہوا اوپر جانے لگا۔ وہ واقعی ایسے معاملات میں بے حد

تجربہ کار تھا۔ اس لئے تھوڑی ہی دیر میں وہ چھت پر باآسانی پہنچ گیا
تھا۔ سامنے اسے ایک کمرہ نظر آ رہا تھا جس میں سے سیڑھیاں نیچے جا
رہی تھیں۔ تھامس محتاط انداز میں چلتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ
گیا اور پھر آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی ایک موڑ آیا
تو وہ رک گیا۔ اس نے منہ سے جھینگر کی ہلکی سی آواز نکالی۔

"بل ڈاگ"...... ایک ہلکی سی مردانہ آواز موڑ کی دوسری طرف
سے سنائی دی۔

"سپر ڈاگ"...... تھامس نے کوڈ دوہرایا اور آگے بڑھا تو موڑ کے
ساتھ ہی دیوار سے پشت لگائے ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا۔

"آئیے جناب جلدی کریں"...... اس آدمی نے کہا اور محتاط انداز
میں سیڑھیاں اترنے لگا۔ تھامس اس کی پیروی کر رہا تھا اور پھر نیچے
پہنچنے سے پہلے ہی وہ ایک راہداری میں مڑ گئے۔ یہ راہداری خالی پڑی
ہوئی تھی۔ اس میں کھڑکیاں موجود تھیں۔ ان کھڑکیوں کی تعداد چھ
تھی اور ہر کھڑکی کی دوسری طرف روشنی ہونے کی وجہ سے کھڑکی بھی
روشن نظر آ رہی تھی۔ سب سے آخری کھڑکی کے قریب پہنچ کر وہ آدمی
رک گیا۔ اس نے انگلی سے اس کھڑکی کی طرف اشارہ کیا تو تھامس
نے اسے سائیڈ پر ہٹنے کا اشارہ کیا اور وہ آدمی ایک طرف ہٹ کر کھڑا
ہو گیا۔ تھامس نے انتہائی آہستگی سے کھڑکی کو دبایا تو کھڑکی کھلتی
چلی گئی۔ وہ واقعی اندر سے لاکڈ نہ تھی۔ تھوڑی سی کھلی ہوئی کھڑکی
میں سے اس نے اندر کی صورت حال کا جائزہ لیا تو کمرے کے درمیان

بیڈ پر سرخ رنگ کا کمبل اوڑھے ایک آدمی آنکھیں بند کئے سویا ہوا
تھا۔ کمرے میں ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ بیڈ کے ساتھ سٹینڈ سے
گلوکوز کی بوتل لٹکی ہوئی تھی جس کے ساتھ منسلک پائپ اس
نوجوان کے بازو کے قریب کمبل میں غائب ہو رہا تھا۔ نوجوان کے
چہرے پر گہرے سکون کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تو یہ ہے عمران"...... تھامس نے انتہائی آہستہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہی عمران ہے"...... سائیڈ پر کھڑے اس آدمی نے کہا
جس کی رہنمائی میں تھامس یہاں پہنچا تھا۔

"تمہارا کیا نام ہے"...... تھامس نے پوچھا۔

"میرا نام جوڈی ہے اور میں یہاں صفائی کا انچارج ہوں"۔ اس
آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر میں سامنے کی طرف سے اس کمرے میں جانا چاہوں تو کیا جا
سکتا ہوں"...... تھامس نے کہا۔

"نہیں۔ وہاں گارڈ موجود ہیں"...... جوڈی نے جواب دیا۔

"دراصل میرا ذہن مطمئن نہیں ہو رہا۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ
میرے ساتھ دھوکہ کیا جا رہا ہے"...... تھامس نے جوڈی کو چیک
کرنے کے لئے دانستہ یہ الفاظ کہے۔

"تو واپس چلے جاؤ۔ پھر کسی روز آ جانا"...... جوڈی نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ تمہارے اس جواب نے میرے تمام خدشات دور کر

دیئے ہیں"...... تھامس نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے جیب سے سائیلنسر لگا مشین پسٹل نکالا اور اس کا رخ کھلی کھڑکی سے اس نوجوان کے سینے کی طرف کیا اور ہونٹ بھینچتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ سٹک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی گولی ٹھیک اس نوجوان کے سینے میں اتر گئی۔ اس کا جسم اچھلا ہی تھا کہ مسلسل ٹریگر دبائے رکھنے کی وجہ سے اس نوجوان پر گولیوں کی جیسے بارش سی ہو گئی اور جب تھامس کو یقین ہو گیا کہ اس کا کام مکمل ہو گیا ہے تو وہ تیزی سے مڑا۔

"آؤ جلدی"...... جوڈی نے کہا اور پھر وہ اسے لئے ہوئے واپس چھت پر پہنچ گیا۔

"جلدی نیچے اتر کر کار میں لیٹ جاؤ۔ میں ڈاکٹر افضل کو کال کر کے اطلاع دیتا ہوں"...... جوڈی نے کہا اور تھامس اثبات میں سر ہلاتے ہوئے محتاط انداز میں دوڑتا ہوا چھت کراس کر کے دوسری سمت پہنچ گیا اور پھر اسے پائپ سے نیچے اترنے میں زیادہ وقت نہیں لگا۔ وہ دوڑتا ہوا پارکنگ میں آیا اور اس نے ڈاکٹر افضل کی کار کا دروازہ آہستگی سے کھولا اور ایک بار پھر دونوں سیٹوں کے درمیان لیٹ گیا اور ترپال اس نے اپنے اوپر اچھی طرح ڈال لی۔ عقبی دروازہ وہ پہلے ہی بند کر چکا تھا۔ اسی لمحے دور سے قدموں کی آواز قریب آتی ہوئی سنائی دی اور تھامس قدموں کی آواز سنتے ہی پہچان گیا کہ آنے والا ڈاکٹر افضل ہے۔ تھوڑی دیر بعد کار کی ڈرائیونگ سیٹ والا

دروازہ کھلا اور کوئی اندر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد کار سٹارٹ ہوئی اور تیزی سے بیک ہو کر پہلے مڑی اور پھر آگے بڑھتی چلی گئی۔ کچھ دیر بعد کار رک گئی۔ اس کے ساتھ ہی پھاٹک کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر کار آگے بڑھ کر مڑی اور پھر تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی تو تھامس نے اطمینان بھری سانس لی۔ وہ اپنا مشن مکمل کر کے آسانی سے باہر آ گیا تھا۔

"اب اٹھ کر سیٹ پر بیٹھ جاؤ تھامس"...... ڈاکٹر افضل کی آواز سنائی دی تو تھامس نے ترپال ہٹائی اور اٹھ کر عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"کام ہو گیا ہے"...... ڈاکٹر افضل نے پوچھا۔

"ہاں"...... تھامس نے جواب دیا۔

"اب میں تمہیں کہاں ڈراپ کروں۔ میں نے واپس بھی جانا ہے"...... ڈاکٹر افضل نے پوچھا۔

"نک کے کلب کے سامنے اتار دو"...... تھامس نے کہا اور ڈاکٹر افضل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑا سا آگے جا کر اس نے کار موڑی اور پھر کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ کے قریب لے جا کر کار روک دی۔

"گڈ بائی"...... تھامس نے کہا اور کار سے نیچے اتر گیا۔ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھامس نے ادھر ادھر دیکھا اور ابھی وہ کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ اسے دور

سے پولیس کاروں کے سائرنوں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ آوازیں بتا رہی تھیں کہ کاریں ادھر ہی آرہی تھیں۔ وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد کاریں کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑ کر مین گیٹ کے سامنے رکیں اور اس میں سے پولیس والے نیچے اتر کر اندر جانے لگے۔

"اوہ۔ یہاں کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ مجھے اپنی رہائش گاہ پر جانا ہو گا"...... تھامس نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی اور اس نے اسے اپنے رہائشی علاقے کا نام بتایا اور ٹیکسی کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"یہ مشن تو ختم ہوا۔ اب صرف رپورٹ دینی ہے"...... تھامس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔

نرس کافی دیر سے عمران کو ادویات کھلانے اور انجکشن لگانے میں مصروف تھی۔ چونکہ یہ کارروائی ہر روز ہوتی تھی اس لئے عمران کو معلوم تھا کہ اس نے کون کون سی دوا کھانی ہے اور اسے کتنے انجکشن لگنے ہیں چنانچہ جب نرس نے آخری انجکشن لگایا تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب وہ تھوڑی دیر بعد گہری نیند سو جائے گا اور پھر وہی ہوا۔ نرس سامان لے کر ٹرالی سمیت واپس چلی گئی تو عمران نے کمبل ایڈجسٹ کیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد ہی اس کا ذہن نیند کی وادیوں میں داخل ہو چکا تھا۔ لیکن پھر جیسے دور سے کوئی ہلکا سا کھٹکا سنائی دیتا ہے ایسی ہی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو اس کا شعور یکلخت جاگ گیا حالانکہ اسے رات کو گہری نیند سونے کا انجکشن لگایا جاتا تھا تاکہ وہ جسمانی اور ذہنی طور پر زیادہ سے زیادہ آرام کر سکے لیکن عمران فطرتاً

اتہائی چوکنا انداز میں سونے کا عادی تھا۔ معمولی سی آواز سے بھی وہ
گہری نیند سے بیدار ہو جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی مخصوص
ذہنی ورزشوں نے اس کے ذہن کو بے حد چست اور ہوشیار کر دیا
تھا۔ یہی وجہ تھی کہ باوجود گہری نیند میں ہونے کے یہ ہلکی سی آواز
سن کر اس کا ذہن بیدار ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں
کھلیں تو وہ بے حد اختیار چونک پڑا کیونکہ اس نے نرس کو سامنے
دیوار میں موجود بند کھڑکی کی طرف بڑے محتاط انداز میں جاتے
ہوئے دیکھا۔ نرس کا انداز بے حد پراسرار تھا۔ عمران کے ذہن میں
یکلخت خطرے کی گھنٹی بج اٹھی۔ نرس نے آگے بڑھ کر بڑی آہستگی
سے کھڑکی کی چٹخنی ہٹائی اور پھر واپس مڑی تو عمران نے آنکھیں بند
کر لیں۔ یہ وہی نرس تھی جو اسے اٹنڈ کرتی تھی۔ اس کا نام ہلدا تھا۔
عمران نے آنکھیں بند کر لی تھیں لیکن معمولی سی جھری اس کی
آنکھوں میں بہرحال موجود تھی اور اس جھری میں سے اس نے دیکھا
کہ نرس اسے غور سے دیکھتی ہوئی بڑے محتاط انداز میں چلتی ہوئی
دروازے تک پہنچی۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے کھولا لیکن اس
احتیاط کے باوجود دروازہ کھلنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور نرس تیزی
سے باہر چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ آہستگی سے بند ہو گیا۔
" یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا کوئی سازش ہے"...... عمران نے آنکھیں
کھول کر اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ اب آسانی سے اٹھ کر بیٹھ سکتا
تھا لیکن زیادہ تیز نہ چل سکتا تھا۔ وہ کچھ دیر تک بیٹھا سوچتا رہا۔ بظاہر

کوئی ایسی بات نہ تھی لیکن پھر اس کو سلیمان کا خیال آ گیا۔
" اوہ۔ اوہ۔ یہ کہیں اس تھامس کی سازش تو نہیں"...... عمران
نے چونک کر بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اس نے یہ خیال اس لئے رد کر
دیا کہ اسے معلوم تھا کہ جس وارڈ میں وہ موجود ہے اس وارڈ میں
کوئی غیر متعلق آدمی ہسپتال کے استقبالیہ سے آگے کسی صورت بھی
بغیر مخصوص پاس کے داخل نہیں ہو سکتا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی
اسے بار بار یہ خیال آ رہا تھا کہ نرس ہلدا نے اس پراسرار انداز میں آ
کر کھڑکی کی چٹخنی کیوں کھولی ہے۔ اسے معلوم تھا کہ اس کھڑکی کے
دوسری طرف گیلری ہے اور دن کے وقت جب عمران کا دم قدرے
گھٹنے لگتا تو وہ یہ کھڑکی کھول دیا کرتا تھا۔ اچانک اس کے ذہن میں
ایک خیال آیا اور وہ چونک پڑا۔ اس نے سائیڈ پر موجود انٹرکام کا
جس میں کوئی بٹن نہ تھا کیونکہ انٹرکام براہ راست سروس روم سے
منسلک تھا تاکہ کوئی بھی مریض کسی بھی وقت روم سروس کو کال
کر سکے۔ سروس روم کی دیوار پر ایک بڑا سا بورڈ لگا ہوا تھا جس پر ہر
کمرے کے نمبر کے نیچے چھوٹا سا بلب تھا۔ جب بھی کسی کمرے سے
کال کی جاتی تو اس کمرے کے نمبر کے نیچے بلب جل اٹھتا اور سیٹی بجنے
کی آواز سنائی دیتی اور پھر سروس روم سے آدمی اس کمرے میں پہنچ
جاتا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور پھر ہلکی سی سیٹی کی آواز سن کر اس
نے رسیور واپس رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر
دمی اندر داخل ہوا۔ یہ سروس روم کا آدمی تھا۔ اس کے جسم پر

مخصوص یونیفارم اور سینے پر نام کی پٹی موجود تھی اور اس پٹی کے مطابق اس کا نام جوشی تھا۔ عمران ویسے بھی اسے جانتا تھا۔ خاصا خوش اخلاق اور خدمت گزار آدمی تھا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... جوشی نے اندر داخل ہو کر انتہائی مستعد لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر صدیقی اس وقت آفس میں موجود ہوں گے"...... عمران نے پوچھا۔

"اس وقت۔ نہیں جناب۔ ان کی ڈیوٹی تو آف ہو چکی ہے۔ کوئی حکم ہو تو مجھے بتایئے سر"...... جوشی نے کہا۔

"اس وقت کون ڈیوٹی پر ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وارڈ کی نائٹ ڈیوٹی پر تو ڈاکٹر سلام ہیں جناب"...... جوشی نے جواب دیا۔

"جا کر انہیں بلا لاؤ"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... جوشی نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ جوشی نے جس انداز میں گفتگو کی تھی۔ عمران کا دل تو چاہا تھا کہ اس سے مذاق کرے لیکن اس کے ذہن پر نرس ہلدا کی کارروائی کا ایسا اثر موجود تھا کہ چاہنے کے باوجود وہ مذاق کرنے کی بجائے سنجیدہ رہا تھا۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور لمبے قد اور دبلے پتلے جسم کا مالک ڈاکٹر سلام تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے جوشی تھا۔

"عمران صاحب خیریت۔ آپ مجھے براہ راست کال کر لیتے"۔ ڈاکٹر سلام نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کیا آپ ڈاکٹر صدیقی کو کال کر سکتے ہیں یہاں"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ آپ مجھے بتائیں۔ میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں"۔ ڈاکٹر سلام نے اور زیادہ پریشان لہجے میں کہا۔

"جو کچھ میں نے ڈاکٹر صدیقی سے کہنا ہے اس کا کوئی تعلق میری طبیعت سے نہیں ہے۔ یہ میڈیکل سے ہٹ کر بات ہے۔ یا آپ ایسا کریں کہ فون مجھے یہاں بھجوا دیں۔ میں فون پر ہی ان سے بات کر لیتا ہوں۔ یہ انتہائی ضروری ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں بھجوا دیتا ہوں"...... ڈاکٹر سلام نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔ اسے شاید اس بات پر اطمینان ہو گیا تھا کہ عمران کو کوئی میڈیکل پرابلم نہیں ہے اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر چلے گئے۔ کچھ دیر بعد جوشی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون تھا۔ ساتھ ہی اس نے ایک کارڈ اٹھایا ہوا تھا۔ اس نے کارڈ بھی عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اس پر ڈاکٹر سلام نے بڑے ڈاکٹر صاحب کا نمبر لکھ دیا ہے"۔ جوشی نے کہا اور پھر مڑ کر وہ خود ہی کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے کارڈلیس فون کے ساتھ ہی وہ کارڈ رکھا اور پھر اسے آن کر کے اس نے کارڈ پر لکھے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی

بجنے کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد رسیور اٹھانے جانے کی آواز کے بعد ڈاکٹر صدیقی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"مریض علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کمرہ نمبر ایک وارڈ نمبر ایک سپیشل سے بول رہا ہوں"...... عمران کی کافی دیر سے رکی ہوئی زبان رواں ہو گئی تھی۔

"عمران صاحب خیریت۔ اس وقت کیسے فون کیا ہے"۔ ڈاکٹر صدیقی نے عمران کے تعارف پر توجہ دینے کی بجائے قدرے پریشان لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ عمران کی فطرت اور طبیعت سے بخوبی آشنا تھے۔

"اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو آپ ہسپتال تشریف لے آئیں اور میری ایک انتہائی ضروری بات سن لیں۔ لیکن پہلے یہ بتا دوں کہ اس بات کا کوئی تعلق میری طبیعت یا مرض وغیرہ سے نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا یہ کوئی مذاق ہے یا واقعی کوئی مسئلہ ہے"۔ ڈاکٹر صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صرف مسئلہ نہیں بلکہ ام المسائل۔ مطلب ہے مسئلوں کی ماں ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں آ رہا ہوں۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے شکریہ ادا کر کے فون آف کر دیا۔ اب وہ ہونٹ بھینچے بیٹھا آئندہ کے بارے میں پلاننگ سوچ رہا تھا۔ پھر اس نے اس انداز میں کاندھے اچکائے جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر صدیقی اندر داخل ہوئے۔

"کیا ہوا ہے عمران صاحب۔ کوئی خاص بات ہی لگتی ہے"۔ رسمی سلام دعا کے بعد بیڈ کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"ڈاکٹر صدیقی۔ اس وقت ہسپتال کے مردہ خانے میں کوئی مردانہ لاش موجود ہے"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر صدیقی بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا خدانخواستہ آپ کا ذہن......" ڈاکٹر صدیقی نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"میرا ذہن درست طور پر کام کر رہا ہے۔ جو بات میں نے پوچھی ہے وہ بتائیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تین مردوں اور دو عورتوں کی لاشیں موجود ہیں۔ یہ دارالحکومت سے دور علاقوں کی ہیں۔ صبح بھجوائی جائیں گی لیکن آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ آپ کھل کر بات کریں"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ آج رات کسی بھی وقت مجھ پر حملہ ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ قاتل کو دھوکہ دوں کہ وہ یہی سمجھے کہ وہ اپنے مقصد

میں کامیاب ہو گیا ہے۔اس لئے آج رات میں اپنی جگہ کسی لاش کو اس انداز میں بستر پر ڈلوانا چاہتا ہوں کہ دشمن اسے عمران سمجھ کر اس لاش کو اپنے طور پر ہلاک کر کے واپس چلا جائے"...... عمران نے کہا۔

"آپ پر حملہ اور یہاں۔یہ کیسے ممکن ہے۔یہاں تو انتہائی سخت پہرہ ہے"...... ڈاکٹر صدیقی کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

"آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔لیکن یہ کام انتہائی خفیہ انداز میں ہونا چاہئے۔یہاں سروس روم والے، صفائی والے اور نرسوں تک کو اس بارے میں علم نہیں ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔لاش تو لاش ہوتی ہے۔اس کا چہرہ ہی بتا دے گا کہ وہ لاش ہے۔پھر"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"یہ کام مجھ پر چھوڑ دیں۔میرے پاس ریڈی میڈ میک اپ باکس ابھی تک الماری میں پڑا ہے۔میں نے اسے پہلے اس لئے منگوایا تھا کہ میں اس طرح کے متوقع حملے سے بچنے کے لئے میک اپ کر لوں لیکن پھر میں نے ارادہ بدل دیا تھا۔میں اس لاش کے چہرے کو زندہ آدمی کا چہرہ بنا دوں گا۔باقی اس کی آنکھیں تو بہرحال بند ہوں گی۔ظاہر ہے وہ سو رہا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس قاتل کو پکڑنے کے لئے آپ نے کیا سوچا ہے"۔ڈاکٹر صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہی تو اصل مسئلہ ہے۔میں چاہتا ہوں کہ انہیں یہی خیال رہے کہ وہ مجھے ہلاک کر چکے ہیں تاکہ میں یہاں اطمینان سے رہ سکوں ورنہ اس قاتل کو ہم ہلاک کر دیں گے تو وہ کوئی دوسرا بھیج دیں گے۔ہم کس کس کا راستہ روکیں گے۔جب میں پوری طرح صحت مند ہو جاؤں گا پھر میں خود ہی انہیں دیکھ لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔تو یہ بات ہے۔ٹھیک ہے۔جیسے آپ حکم دیں"۔ڈاکٹر صدیقی نے شاید عمران کا مسئلہ آسانی سے سمجھ لیا تھا۔

"شکریہ ڈاکٹر صدیقی۔آپ واقعی سمجھدار آدمی ہیں۔اب آپ نے تمام انتظامات اس انداز میں کرنے ہیں۔کم سے کم افراد کو اس معاملے کا علم ہو اور جنہیں علم ہو وہ باہر نہ جا سکیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔میں سمجھ گیا۔اب سب سے پہلے میں اس مردہ خانے سے آپ کی جسامت اور قدوقامت کی لاش یہاں منگوا لوں۔پھر آگے کارروائی ہو گی"...... ڈاکٹر صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔پھر تقریباً ایک گھنٹے کے اندر تمام انتظامات مکمل ہو گئے۔عمران کے بیڈ پر اس وقت ایک مرد کی لاش موجود تھی جو آپریشن کے دوران فوت ہو گیا تھا۔عمران نے اس کے چہرے پر ہلکا سا میک اپ اس انداز میں کر دیا تھا کہ دور تو دور نزدیک سے دیکھنے پر بھی وہ زندہ آدمی کا چہرہ لگتا

تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران خود واش روم میں چلا گیا اور اس نے واش روم کے دروازے کو اس انداز میں ایڈجسٹ کر دیا کہ اس میں سے اسے سامنے والی کھڑکی بخوبی نظر آرہی تھی لیکن دروازے کی جھری کا انداز ایسا تھا کہ کھڑکی میں کھڑے ہو کر یہ اندازہ نہ کیا جا سکتا تھا کہ واش روم کا دروازہ کھلا ہوا ہے یا بند ہے۔ ڈاکٹر صدیقی کو عمران نے خصوصی ہدایات دے دی تھیں اور وہ واپس چلے گئے تھے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد عمران کے حساس کانوں میں کھڑکی کی طرف سے آوازیں سنائی دیں۔ گو آوازیں بے حد ہلکی تھیں لیکن عمران چونکہ اس وقت پوری طرح اس طرف متوجہ تھا اس لئے اس کے کانوں میں یہ آوازیں پہنچ گئیں۔ یہ دو آدمیوں کے چلنے کی آوازیں تھیں۔ پھر یہ آوازیں اس کھڑکی کے قریب پہنچ کر رک گئیں۔ جسے اس نرس نے ان لاکڈ کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کھڑکی تھوڑی سی کھلی اور عمران نے ایک غیر ملکی کے چہرے کی جھلک دیکھی۔ وہ شاید کمرے میں بیڈ پر پڑی ہوئی لاش کا جائزہ لے رہا تھا۔

"یہ یہاں تک پہنچ کیسے گئے"...... عمران نے دل ہی دل میں سوچا۔ کچھ دیر تک خاموشی طاری رہی پھر ایک سائیلنسر لگے مشین پسٹل کی نال کھڑکی میں سے دکھائی دی اور اس کے ساتھ ہی سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں بیڈ پر پڑی لاش پر پڑتی رہیں۔ عمران نے دیکھا کہ گولیاں ٹھیک دل میں اتاری جا رہی تھیں اور گولی چلانے والے کا نشانہ واقعی بے داغ تھا۔ ہر گولی پر لاش اچھل

پڑتی۔ چار فائر کے بعد نال غائب ہو گئی اور پھر کھڑکی آہستہ سے بند ہوئی اور قدموں کی جاتی ہوئی آوازیں سنائی دیں تو عمران واش روم کا دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ وہ جہاں کاشن پہنچانا چاہتا تھا وہاں کاشن پہنچ چکا تھا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ڈاکٹر صدیقی اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے دو آدمی تھے جو ایک بیڈ کو دھکیلتے ہوئے اندر لے آرہے تھے۔ عمران کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ ڈاکٹر صدیقی کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ موجودہ ڈرامے یا حالات سے سخت تشویش میں مبتلا تھے۔ بیڈ کو دھکیل کر لے آنے والوں نے بیڈ کو ایک سائیڈ پر روکا ور پھر وہ بیڈ جس پر پہلے عمران لیٹا ہوا تھا اور اب وہاں لاش موجود ھی اور پھر لاش والے بیڈ کو وہ کمرے سے نکال کر باہر لے گئے۔ رے کا دروازہ بند ہوتے ہی ڈاکٹر صدیقی نے بے اختیار ایک طویل انس لیا۔

"کیسے خوفناک لمحات تھے۔ میں تمام زندگی ان لمحات کو نہیں ھلا سکوں گا"...... ڈاکٹر صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ا۔

"آپ کو معلومات مل گئی ہیں یا نہیں"...... عمران نے کرسی ، اٹھ کر بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمام سازش سامنے آگئی ہے لیکن تمہاری وجہ سے اصل مجرم ہاتھ سے نکل گیا ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"آپ نے سرکاری طور پر یہی بتانا ہے کہ مجھے رات کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے"...... عمران نے کہا اور ڈاکٹر صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب بتائیں کہ یہ لوگ اس کمرے تک پہنچے کیسے۔ کیا معلوم ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس سازش میں نائٹ ڈاکٹر افضل، نرس ہلدا اور صفائی سیکشن کا ایک آدمی جوڈی شامل ہیں۔ پلان یہ بنایا گیا تھا کہ نرس ہلدا نے کھڑکی کی چٹخنی اندر سے کھولی جبکہ ڈاکٹر افضل اس مجرم کو اپنی کار میں اندر لے آیا اور عقبی طرف بنی ہوئی سٹاف کی پارکنگ میں کار روکی اور پھر وہ اپنے آفس پہنچ گیا جبکہ جوڈی اس دوران سیڑھیوں پر پہلے ہی موجود تھا۔ مجرم کار میں سے نکلا اور عقبی طرف موجود پانی کے پائپ کے ذریعے چھت پر پہنچا۔ وہاں سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا اور جوڈی نے اس کھڑکی تک اس کی رہنمائی کی اور وہ سائیلنسر لگے مشین پسٹل سے اپنے طور پر تمہیں ہلاک کر کے واپس چھت پر گیا۔ وہاں سے پائپ کے ذریعے نیچے اتر کر ڈاکٹر افضل کی کار میں سوار ہو گیا۔ ڈاکٹر افضل کو کسی طرح اطلاع دی گئی اور وہ ایک دوا کی خریداری کے سلسلے میں کار لے کر باہر چلے گئے۔ اس طرح مجرم کامیابی سے واردات کر کے بخیر و عافیت واپس چلا گیا۔ اگر تم چوکنا

نہ ہوتے اور نرس ہلدا کو کھڑکی کھولتے نہ دیکھ لیتے تو نجانے کیا ہوتا"۔ ڈاکٹر صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر افضل اب کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ ابھی واپس نہیں آیا"...... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا۔

"ان تینوں کو آپ نے پولیس کے حوالے نہیں کرنا۔ صرف ہسپتال سے فارغ کرنا ہے ورنہ ان کے ذریعے یہ بات کھل سکتی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ جب تک میں یہاں رہوں مجھ پر پے در پے حملے ہوتے رہیں۔ مارنے والے یہی سمجھتے رہیں کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے ہیں"...... عمران نے کہا اور ڈاکٹر صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹائیگر نے کار ہسپتال کے سامنے روکی اور پھر دروازہ کھول کر وہ نیچے اتر آیا۔

" ڈاکٹر افضل ہسپتال کے کس وارڈ میں ہوتے ہیں "...... ٹائیگر نے وہاں موجود دو دربانوں میں سے ایک دربان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" سرجری وارڈ کے انچارج ہیں لیکن وہ تو اس وقت ہسپتال میں نہیں ہیں "...... دربان نے کہا۔

" کہاں ہیں "...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

" وہ کچھ دیر پہلے واپس گئے ہیں۔ شاید کوئی دوا خریدنے گئے ہیں اور نجانے ان کی واپسی کس وقت ہو گی "...... دربان نے جواب دیا۔

" اوہ۔ کیا ان کے ساتھ کوئی اور آدمی بھی تھا "...... ٹائیگر نے

چونک کر کہا۔

" نہیں جناب۔ وہ اکیلے تھے اور وہ ہر روز جاتے ہیں۔ تمام ضروری ادویات کی خریداری بھی ان کے ہی ذمے ہے۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں "...... دربان نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

" مجھے عمران صاحب سے ملنا ہے۔ سپیشل پاس لے آؤ اندر سے "...... ٹائیگر نے کہا۔

سوری سر۔ کوئی مسئلہ ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر صدیقی صاحب نے خود آ کر چارج سنبھال لیا ہے اور فوری طور پر سوائے مریض کے باقی سب کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے "...... دربان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا مسئلہ ہو گیا ہے "...... ٹائیگر نے بے چین ہو کر پوچھا۔

" مجھے نہیں معلوم "...... دربان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میری بات ڈاکٹر صدیقی صاحب سے کراؤ۔ فون پر ہی سہی۔ وہ مجھے جانتے ہیں "...... ٹائیگر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" آپ کار آگے کر کے کھڑی کر دیں اور استقبالیہ پر چلے جائیں۔ وہ مزید اقدام کر سکتے ہیں۔ آپ چونکہ پہلے بھی یہاں آتے جاتے رہتے ہیں اور میں بھی آپ کو جانتا ہوں اس لئے آپ کو استقبالیہ پر بھجوا رہا ہوں ورنہ ہمیں سختی سے حکم ہے کہ کسی اجنبی کو اندر بھی داخل نہ ہونے دیں "...... دربان نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کار کو آگے لے جانے لگا۔ کچھ آگے کر کے اس نے کار روکی اور نیچے اتر کر کار لاک کر کے وہ تیزی سے مڑا اور واپس پھاٹک پر آ گیا۔ تھوڑی

دیر بعد وہ استقبالیہ پر موجود تھا جہاں ایک لڑکی اور ایک مرد موجود
تھا۔ ساتھ ہی دو مسلح آدمی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

"میرا نام ٹائیگر ہے۔ ڈاکٹر صدیقی سے میری بات کراؤ۔ وہ میرا
نام جانتے ہیں"...... ٹائیگر نے لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ دو منٹ انتظار کریں"...... لڑکی نے اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے کہا اور پھر کچھ دیر بعد اس نے رسیور ٹائیگر کی طرف بڑھا
دیا۔

"لیجئے بات کیجئے"...... لڑکی نے کہا۔

"ہیلو ڈاکٹر صاحب۔ میں عمران صاحب کا شاگرد ٹائیگر بول رہا
ہوں جناب۔ انتہائی اہم معاملہ ہے اور میرا عمران صاحب سے ملنا بے
حد ضروری ہے"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں۔ میں جواب دیتا ہوں آپ کو"...... دوسری طرف
سے ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور ٹائیگر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات
ابھر آئے کیونکہ اس سے پہلے کبھی ڈاکٹر صدیقی نے اس انداز میں
جواب نہ دیا تھا لیکن وہ خاموش رہا۔

"ہیلو"...... تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے مودبانہ لہجے
میں کہا۔

"رسیور استقبالیہ لڑکی کو دیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو
ٹائیگر نے رسیور لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر"...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے سر"...... دوسری طرف سے بات سن کر لڑکی نے مؤدبانہ
میں جواب دیا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے میز کی دراز کھول کر
میں سے ایک پاس نکالا اور اس پر مہر لگا کر دستخط کئے اور پاس
یگر کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ اندر جا سکتے ہیں"...... لڑکی نے کہا۔

"شکریہ"...... ٹائیگر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور کارڈ لے
گے بڑھ گیا۔ مختلف جگہوں پر کارڈ دکھا کر تھوڑی دیر بعد وہ کمرہ نمبر
میں داخل ہوا تو عمران بیڈ سے اتر کر کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"آؤ ٹائیگر۔ بیٹھو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اس کے
م کا جواب دے کر کہا۔

"باس۔ میں نے تھامس کے سلسلے میں آپ سے بات کرنا
"۔ ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ تھامس نے قاتلانہ حملے کے لئے سازش تیار کی ہے۔
تم ایک بات بتاؤ کہ تم نے مردہ عمران سے بات کرنی ہے یا
ہ سے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر اس طرح حیرت بھری نظروں
عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے عمران کی ذہنی صحت پر شک ہونے
و۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"سرکاری طور پر اس وقت میں مردہ ہوں۔ تمہیں اس لئے میں

نے یہاں بلا لیا ہے تاکہ اگر تمہیں فون پر بتا دیا گیا تو تم ایک تو ہسپتال میں اودھم مچا دیتے اور پھر ہو سکتا ہے کہ تم جا کر ڈیڈی اور اماں بی کو اطلاع دے دیتے ۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ تم مردہ عمران سے بات کرنا چاہتے ہو یا زندہ سے "...... عمران نے کہا۔

" میں تو کچھ نہیں سمجھا باس ۔ میں تو آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ آپ کے خلاف تھامس نے یہاں کے عملے سے مل کر سازش کی ہے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" وہ سازش کامیاب ہو چکی ہے ۔ تم یہی بتانا چاہتے ہو کہ اس سازش میں ڈاکٹر افضل، نرس ہلدا اور صفائی کرنے والا ایک آدمی جوڈی شامل ہے ۔ ڈاکٹر افضل، تھامس کو اپنی کار میں یہاں لے آئے گا اور وہ عقبی طرف سے چھت پر پہنچ کر اس راہداری والی کھڑکی سے مجھ پر قاتلانہ حملہ کرے گا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ ۔ آپ کو کیسے یہاں بیٹھے بیٹھے علم ہو گیا باس "...... ٹائیگر کا دماغ واقعی حیرت کی شدت سے سن ہو کر رہ گیا تھا۔

" اس لئے کہ یہ سازش مکمل بھی ہو چکی ہے ۔ تھامس مجھ پر فائرنگ کر کے صحیح سلامت واپس جا چکا ہے "...... عمران نے جواب دیا۔

" فائرنگ کر کے ۔ مم ۔ مم ۔ مگر "...... ٹائیگر نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں "...... عمران نے کہا اور پھر اس نے نرس ہلدا کو کھڑکی کھولتے دیکھ لینے سے لے کر آئندہ ساری رروائی کی تفصیل اسے بتا دی۔

" آپ نے اسے کیوں واپس جانے دیا باس "...... ٹائیگر نے ونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر صدیقی کو بھی اس بات پر اعتراض تھا اور تمہیں بھی ۔ میں نے اس لئے تمہیں یہاں روک رکھا ہے تاکہ تم فوری طور پر اس کے پیچھے جا کر اسے واپس جانے سے روک نہ دو ۔ سنو ۔ ہم نے کچھ نوں بعد یہودی لابی کی سب سے اہم اور بڑی لیبارٹری بلیک ہیڈ پر یڈ کرنا ہے جبکہ پوری دنیا کے یہودی اور ان کے سرخیل ایسا نہیں اہتے ۔ اس لئے ان کا منصوبہ ہے کہ وہ مجھے ہسپتال میں ہی ختم کر یں ۔ یہ آدمی تھامس یہی مشن لے کر یہاں آیا تھا ۔ اب جب وہ اپس جا کر کامیابی کی رپورٹ دے گا تو وہ مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں گے اور میں پوری طرح صحت مند ہو کر مشن پر روانہ ہو جاؤں گا ورنہ م نے تھامس کو ہلاک کر دیا تو یہودیوں کو ایسے کئی تھامس مل ائیں گے اور ضروری نہیں کہ تھامس کے بارے میں ہم آگاہ ہو گئے ں تو ان دوسروں کے بارے میں بھی آگاہ ہو جائیں "...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ تو وہ مجھ سے پہلے یہاں پہنچ کر واردات بھی کر چکا ہے ۔ میں سمجھا تھا کہ ابھی اس نے پہنچنا ہے "...... ٹائیگر نے ہونٹ چباتے

ہوئے کہا۔

" ہاں۔ اور اب تم نے اس کے پیچھے نہیں جانا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" یس باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر اٹھا اور سلام کر کے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ لیکن اس کے اندر ایک کھلبلی سی موجود تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ عمران نے یہ کیا کارروائی کی ہے۔ ایک آدمی جسے آسانی سے پکڑا جا سکتا تھا، اسے زندہ سلامت واپس جانے دیا اور یہ بات بھی اس کے حلق سے نہیں اتر رہی تھی کہ عمران کس طرح اپنے آپ کو مردہ ظاہر کرے گا۔ لیکن ظاہر ہے کہ وہ عمران سے جرح نہ کر سکتا تھا۔ وہ استقبالیہ سے ہوتا ہوا ہسپتال سے باہر آیا اور سیدھا ایک طرف موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر جب کار کے قریب پہنچا تو سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا۔

" آپ"...... ٹائیگر نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ تمہارا اس وقت ہسپتال میں آنا کچھ بے وقت لگ رہا تھا"...... صفدر نے جواب دیا تو ٹائیگر نے بے اختیار کہا۔

" آپ یہاں نگرانی کر رہے ہیں"...... ٹائیگر نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ میں اور کیپٹن شکیل دونوں یہاں موجود ہیں"۔ صفدر نے جواب دیا۔

" کیپٹن صاحب کہاں ہیں۔ یہ اچھا ہوا کہ آپ سے ملاقات ہو گئی۔ میں ذہنی طور پر بے حد پریشان تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

" کیوں۔ کیا ہوا ہے۔ تم اتنی دیر اندر کیا کرتے رہے ہو"۔ صفدر نے کہا۔

" میں کہیں بیٹھ کر بات کرنا چاہتا ہوں۔ ویسے بھی اب آپ کی یہاں ضرورت نہیں رہی کیونکہ جس کام کو روکنے کے لئے آپ یہاں موجود تھے وہ کام پہلے ہی ہو چکا ہے"...... ٹائیگر نے کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

" کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

" کیپٹن صاحب کہاں ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" دوسری طرف"...... صفدر نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار کو موڑا اور پھر آگے بڑھا دی۔

" بس یہیں روک دو"...... صفدر نے کہا تو ٹائیگر نے کار روک دی۔ صفدر کار سے نیچے اترا اور اس نے مخصوص انداز میں ہاتھ ہلایا تو کچھ ہی فاصلے پر ایک زیر تعمیر کوٹھی کی دیوار کے عقب سے کیپٹن شکیل نکل کر کار کی طرف بڑھنے لگا۔

" کیا بات ہے"...... کیپٹن شکیل نے قریب آ کر کہا۔

"ٹائیگر کوئی خاص بات بتانا چاہتا ہے۔ بیٹھو"...... صفدر نے
ہا اور پھر وہ دونوں کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔
"اوہ۔ کیا بات ہے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔
"یہ کہہ رہا ہے کہ اب ہماری یہاں ضرورت نہیں رہی کیونکہ
س کام کو روکنے کے لئے ہم یہاں موجود ہیں وہ کام ہو چکا ہے"۔
صفدر نے کہا۔
"کیا مطلب ہوا اس بات کا"...... کیپٹن شکیل نے چونک کر
ہا۔
"عمران صاحب پر خوفناک قاتلانہ حملہ ہوا ہے اور عمران صاحب
نے خود ہی قاتل تھامس کو فرار ہونے میں مدد دی ہے"...... ٹائیگر
نے کہا تو صفدر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے جبکہ کیپٹن
شکیل کی آنکھوں میں بھی حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔
"یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشہ تو نہیں کرنے لگ گئے۔ ہم کئی
گھنٹوں سے یہاں موجود ہیں اور کوئی اجنبی آدمی کسی طرف سے بھی
اندر نہیں گیا حتیٰ کہ ہم نے گٹر لائن کو بھی نگاہ میں رکھا ہوا تھا"۔
صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"میں تفصیل سے آپ کو بتا کر اس بارے میں مزید مشورہ لینا
چاہتا ہوں۔ اس لئے کچھ دیر صبر کر لیں۔ یہاں قریب ہی ایک
ریستوران ہے۔ وہاں بیٹھ کر کافی بھی پئیں گے اور معاملات کو
ڈسکس بھی کریں گے"...... ٹائیگر نے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل

دونوں نے ہونٹ بھینچ لئے۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک ریستوران کی
سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ میں جا کر رک گئی۔
"آئیے جناب"...... ٹائیگر نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور
پھر صفدر اور کیپٹن شکیل کے اترنے پر اس نے کار لاک کر دی اور
تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ریستوران کے تقریباً خالی پڑے ہوئے ہال
کے آخری کونے میں جا کر بیٹھ گئے۔ ٹائیگر نے ویٹر کو ہاٹ کافی لانے
کا کہہ دیا۔
"اب بتاؤ تم کیا کہہ رہے تھے"۔ صفدر نے کہا تو ٹائیگر نے انہیں
اتفاقاً چوہان اور نعمانی سے ہونے والی ملاقات سے لے کر صولت مند
اور پھر مارٹن اور نک کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی۔
"نک سے جو معلومات ملیں۔ ان کے مطابق سازش اس انداز
میں بنائی گئی تھی کہ تھامس کو ڈاکٹر افضل اپنی کار میں چھپا کر
ہسپتال کے اندر لے جائے گا اور پھر عقبی طرف سٹاف پارکنگ سے
تھامس پانی کے پائپ کے ذریعے چھت پر پہنچے گا۔ وہاں سے
سیڑھیوں پر آئے گا۔ وہاں صفائی کے عملے سے وابستہ ایک آدمی جوڈی
اس کی رہنمائی کے لئے موجود ہو گا جبکہ عمران صاحب کو سکون آور
انجکشن لگانے کے بعد جب وہ گہری نیند سو جائیں گے تو نرس کھڑکی
کی چٹخنی کھول دے گی۔ اس طرح تھامس اس کھڑکی تک پہنچ کر
سائلنسر لگے مشین پسٹل کے ذریعے بیڈ پر سوئے ہوئے عمران
صاحب پر فائر کر کے انہیں ہلاک کر کے چھت پر پہنچ جائے گا اور پھر

دوبارہ نیچے سٹاف پارکنگ تک پہنچ جائے گا اور پھر ڈاکٹر افضل کی کار میں چھپ جائے گا جبکہ ڈاکٹر افضل کار لے کر روزانہ کی طرح نائٹ ڈیوٹی میں کام آنے والی مخصوص ادویات خریدنے کے لئے ہسپتال سے باہر چلا جائے گا۔ اس طرح تھامس عمران صاحب کو ہلاک کرنے کے مشن میں کامیاب ہو جائے گا"۔ ٹائیگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ویری بیڈ۔ بڑی خوفناک سازش ہے ۔ ڈاکٹر افضل کو کار کو اندر لے جاتے اور پھر واپس جاتے ہوئے ہم دیکھ چکے ہیں۔ دونوں بار کار میں صرف ڈاکٹر افضل ہی تھا"...... صفدر نے کہا۔

" تھامس بھی کار میں ہی موجود تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کار کی ڈگی میں یا دونوں سیٹوں کے درمیان موجود رہا ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

" تو پھر کیا ہوا۔ تم بتا رہے تھے کہ حملہ ہوا اور عمران صاحب نے اسے واپس جانے میں مدد کی ہے ۔ اس کا کیا مطلب ہوا"۔ صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں اس نک سے ساری سازش معلوم کر کے یہاں پہنچا لیکن یہاں پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ میں لیٹ ہو گیا ہوں۔ مجھ سے پہلے سازش کامیاب ہو چکی تھی اور عمران صاحب پر فائرنگ کر کے تھامس بحفاظت واپس بھی جا چکا ہے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" عمران صاحب پر فائرنگ ۔ اوہ۔ اوہ ۔ ویری بیڈ۔ پھر۔ پھر کیا ہوا"...... صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے متوحش ہوتے ہوئے

کہا۔

" پریشان نہ ہوں۔ عمران صاحب بخیریت ہیں۔ انہوں نے تھامس کی کامیابی کے لئے اور اپنے بچاؤ کے لئے پورا ڈرامہ کھیلا ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر عمران سے سنی ہوئی تفصیل بتا دی۔

" اوہ کیوں۔ عمران صاحب نے اس تھامس کو کیوں واپس جانے دیا۔ وجہ "...... صفدر نے کہا۔

" اسی وجہ نے تو مجھے پریشان کر دیا ہے ۔ میں تو عمران صاحب کا شاگرد ہوں۔ میں نہ تو رائے دے سکتا ہوں اور نہ ہی مشورہ ۔ لیکن آپ تو ان کے ساتھی ہیں اس لئے آپ انہیں مشورہ بھی دے سکتے ہیں اور مجبور بھی کر سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" تم تفصیل تو بتاؤ"...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب کا خیال ہے کہ اگر تھامس ناکام رہا یا مارا گیا تو ان کی صحت یابی تک یہودی تنظیمیں مزید قاتل یہاں بھیجتی رہیں گی اور تھامس کے بارے میں تو اتفاقاً پتہ چل گیا۔ ہو سکتا ہے دوسروں کے بارے میں معلوم ہی نہ ہو سکے ۔ اس لئے ان کا خیال ہے کہ تھامس جب رپورٹ دے گا کہ وہ کامیاب رہا ہے تو یہودی مطمئن ہو جائیں گے اور پھر دوبارہ عمران پر حملہ نہیں ہو گا ۔ اس کے بعد پوری طرح تندرست ہو کر عمران صاحب بلیک ہیڈ مشن پر چلے جائیں گے"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ تو یہ سارا سلسلہ بلیک ہیڈ مشن کو روکنے کے لئے ہے"۔

فدر نے کہا۔

" ہاں۔ وہ لوگ عمران صاحب کی علالت سے فائدہ اٹھانا چاہتے
ں"...... کیپٹن شکیل نے جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا، جواب
یتے ہوئے کہا۔

" لیکن کیپٹن شکیل۔ یہ تھامس بغیر پوری طرح تسلی کئے واپس
یں جائے گا اور عمران صاحب کو ظاہر ہے سرکاری طور پر تو مردہ
ار نہیں دیا جا سکتا۔ ایسی صورت میں ان کی اماں بی اور ڈیڈی سر
بدالرحمان، ثریا اور اس کا خاوند۔ کس کس کو بتایا جائے گا۔ پھر ہو
کتا ہے کہ وہ عمران صاحب کے جنازے اور تدفین کا بھی انتظام
یں"...... صفدر نے کہا۔

" ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ عمران صاحب اسے سطحی
نداز میں لے رہے ہیں لیکن عمران صاحب کی بات ہے درست۔ اگر
ھامس مطمئن ہو کر واپس چلا جائے تو واقعی عمران صاحب پر مزید
ملے رک سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" آپ کی باتیں سن کر مجھے ایک اور خیال آ رہا ہے۔ کیوں نہ اس
ھامس کو تلاش کریں۔ پھر اس سے اس کے چیف کے بارے میں
علومات کر کے عمران صاحب اس کی آواز اور لہجے میں اس کے چیف
و کامیابی کی اطلاع دے دیں۔ اس کے بعد اس تھامس کا خاتمہ کر
یا جائے۔ جب تک اس کا چیف اس کی واپسی کا انتظار کرے گا اور
پھر اس کو تلاش کرنے کے احکامات دے گا تب تک عمران صاحب

ٹھیک ہو کر واپس آ جائیں گے اور مسئلہ حل ہو جائے گا"...... ٹائیگر
نے کہا۔

" ہاں۔ تمہاری یہ تجویز درست ہے لیکن اسے تلاش کیسے کیا
جائے"...... صفدر نے کہا۔

" اسے مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں اسے صبح ہونے تک ہر صورت میں
ٹریس کر لوں گا"...... ٹائیگر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو
صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے کیونکہ
انہیں معلوم تھا کہ ٹائیگر ان کی نسبت زیادہ جلدی اور یقینی طور پر
تھامس کو ٹریس کر سکتا ہے۔

" میرے خیال میں چیف کو اس کی اطلاع دے دینی چاہئے"۔
صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ دونوں
اٹھ کھڑے ہوئے۔

" باہر پبلک فون بوتھ ہے۔ میں وہاں سے کال کرتا ہوں چیف
کو"...... صفدر نے کہا جبکہ ٹائیگر نے ویٹر کو بل اور ٹپ دی اور پھر
وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے
چلے گئے۔

تھامس اپنی دوسری رہائش گاہ کے ایک کمرے میں بیٹھا شراب
ے اور ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا۔ اس کی پہلی رہائش گاہ تو وہ
ں جہاں سلیمان اور حبشی جوانا نے اسے بے ہوش کر دیا تھا اور پھر
ے اٹھا لے گئے تھے اور راستے میں ہوش آجانے کی وجہ سے وہ کار
ے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے یہ دوسری
ئش گاہ ایک اور اسٹیٹ ایجنٹ سے حاصل کی تھی۔ اپنے مشن میں
کامیاب ہو چکا تھا۔ اس نے کئی بار سوچا کہ وہ ریوڈو کو اس بارے
ں بتا دے کیونکہ اس کے آدمی نک نے اس سلسلے میں بنیادی کام
ا تھا ورنہ شاید تھامس اتنی آسانی سے یہ اہم مشن مکمل نہ کر سکتا
ا۔ لیکن پھر وہ اس لئے رک گیا تھا کہ اسے خیال آیا تھا کہ وہ پہلے
سپتال سے اس بارے میں تصدیق کر لے۔ ہسپتال کا فون نمبر وہ
کٹر افضل سے معلوم کر چکا تھا۔ لیکن وہ شراب کی پوری بوتل اپنے
ر انڈیلنے کی وجہ سے خاموش تھا۔ یہ اس کی پرانی عادت تھی کہ

جب بھی وہ کسی مشن میں کامیابی حاصل کرتا تو شراب کی ایک
پوری بوتل ضرور پیتا تھا۔ اس سے اس کی تمام ذہنی اور جسمانی
تھکاوٹ دور ہو جاتی تھی اور وہ ہر لحاظ سے تازہ دم ہو جایا کرتا تھا۔ پھر
تقریباً ایک گھنٹے بعد جب اس نے پوری بوتل پی لی تو اس کا ذہن
پہلے کی نسبت ہلکا پھلکا سا ہو گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر افضل سے بات کرائیں۔ میں ان کا دوست فریڈ بول رہا
ہوں"...... تھامس نے کہا۔

"ہولڈ کریں۔ میں آپ کی کال انہیں تھرو کرتی ہوں"۔ دوسری
طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر چند لمحوں کے لئے خاموشی طاری ہو
گئی۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر افضل بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر
افضل کی آواز سنائی دی۔

"تھامس بول رہا ہوں۔ کیا رزلٹ رہا آج کی گیم کا"۔ تھامس
نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"گیم کا پانسہ مکمل طور پر ہمارے حق میں رہا ہے"...... دوسری
طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ تھینک یو"...... تھامس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا
اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران فنش ہو گیا"...... تھامس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور ایک بار پھر اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے لوزینا سٹیٹ ایکریمیا کا رابطہ نمبر دیں"...... تھامس نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔ پھر دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ تھامس نے بغیر کچھ کہے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"روز ویلٹ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ریڈ بیلون کا نمبر دو۔ اٹ از بلیک پرابلم"...... تھامس نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا تو تھامس نے بغیر کچھ کہے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ریڈ بیلون کلب"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"بلیک پرابلم"...... تھامس نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ ایسا کوئی پرابلم موجود نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو تھامس نے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو تھامس نے رسیور اٹھا لیا۔

"تھامس بول رہا ہوں"...... تھامس نے اس بار اپنا اصل نام بتاتے ہوئے کہا۔

"فارما فرام دس اینڈ"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں جواب دیا گیا۔

"پازیٹو رپورٹ ملی ہے باس"...... تھامس نے کہا۔

"کیا یہ رپورٹ کنفرم ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"یس سر۔ ہنڈرڈ پرسنٹ کنفرم"...... تھامس نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس طرح کنفرم کیا ہے"...... فارما نے کہا۔

"اسی ہسپتال کے ڈاکٹر سے۔ جہاں سے رپورٹ ملی ہے"۔ تھامس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ گڈ انفارمیشن۔ اب فوری طور پر واپس آ جاؤ"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو تھامس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ نک کے بارے میں معلومات حاصل کر لے کہ وہاں اس کے کلب میں

ولیس کیوں آئی تھی اور اس کے بہترین انتظامات پر اس کا شکریہ ادا
رے ۔ چنانچہ اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری سے نک کے کلب
کے نمبر معلوم کرنے کے بعد اس نے نمبر پریس کر دیئے ۔

" گولڈن کراس کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ
واز سنائی دی ۔

" نک سے بات کرائیں ۔ میں تھامس بول رہا ہوں" ۔ تھامس
نے کہا ۔

" آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے
چونک کر پوچھا گیا ۔

" یہیں دارالحکومت سے ۔ کیوں"...... تھامس نے چونک کر
پوچھا ۔

" باس نک کو کسی نے ان کے آفس میں گھس کر ہلاک کر دیا
ہے ۔ پولیس اس بارے میں تحقیقات کر رہی ہے ۔ اگر آپ کے
پاس باس کے بارے میں کوئی ایسی اطلاع ہے تو آپ پولیس سے
رابطہ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا تو تھامس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ کر رسیور رکھ
دیا ۔ اس کے ذہن میں وہ منظر آ رہا تھا جب ڈاکٹر افضل نے اسے نک
کے کلب کے سامنے اتارا تھا اور اس نے پولیس کی گاڑیوں کو کلب
کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوتے دیکھا تھا اور پولیس اس وقت بھی
وہاں موجود تھی کیونکہ جس نے اسے پولیس سے رابطہ کرنے کی

رایت کی تھی وہ یقیناً کوئی پولیس آفیسر ہی تھا ورنہ کلب کے افراد
ن کرنے والے کو ایسی ہدایات نہیں دیا کرتے ۔

" مجھے ریوڈو سے بات کرنی چاہئے ۔ اسے اصل بات کا علم ہو گا کہ
یا نک کو اس کے کسی دشمن نے ہلاک کیا ہے یا کوئی اور چکر
ہے"...... اس نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا اور پھر رسیور اٹھا کر
ں نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے اور پھر وہاں سے ریوڈو کے
ب کے نمبر معلوم کر کے اس نے کریڈل دبایا اور پھر فون آنے پر
ں نے نمبر پریس کر دیئے ۔

" یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سرد اور سخت مردانہ آواز
نائی دی ۔

" میں تھامس بول رہا ہوں ۔ ریوڈو سے بات کراؤ"...... تھامس
نے کہا ۔

" ریوڈو بول رہا ہوں مسٹر تھامس"...... دوسری طرف سے کہا
یا ۔

" مسٹر ریوڈو ۔ نک کے ساتھ کیا ہوا ہے ۔ میں نے ابھی ان کا
نکریہ ادا کرنے کے لئے فون کیا تو مجھے بتایا گیا کہ انہیں ہلاک کر دیا
یا ہے اور پولیس وہاں موجود ہے"...... تھامس نے کہا ۔

" ہاں ۔ کسی نے نک کے آفس میں جا کر خاموشی سے اسے ہلاک
ر دیا ہے ۔ اس کی ہلاکت کے بارے میں کافی دیر بعد علم ہوا تھا ۔
پ کے کام کا کیا ہوا"...... ریوڈو نے کہا ۔

"وہ بخوبی مکمل ہو گیا ہے ۔ نک نے بہترین انتظامات کیے تھے اور کسی مرحلہ پر بھی ان انتظامات میں کوئی رخنہ اندازی نہیں ہوئی۔ اسی لئے تو میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا۔ بہرحال مجھے ان کی موت پر بے حد افسوس ہے اور میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ کی وجہ سے یہ سب کچھ ممکن ہو سکا"...... تھامس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ کی کوئی بات نہیں۔ مجھے حکم دیا گیا تھا۔ میں نے تو حکم کی تعمیل کی ہے ۔ اب آپ کا کیا پروگرام ہے "...... ریوڈو نے پوچھا۔

"میں کل صبح پہلی دستیاب فلائٹ سے نکل جاؤں گا"۔ تھامس نے کہا۔

"آپ رات یہاں نہ گزاریں مسٹر تھامس بلکہ فوری طور پر فلائٹ چارٹرڈ کرا کر یہاں سے نکل جائیں ورنہ ہو سکتا ہے کہ سیکرٹ سروس ایئرپورٹ پر پکٹنگ کر لے ۔ یہ ان کے لئے بہت بڑا سانحہ ہو گا اور وہ آپ کی تلاش کے لئے بہت کچھ کر سکتے ہیں"...... ریوڈو نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن فوری طور پر میں یہاں کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر آپ ایسا کر سکیں تو میں ابھی جانے کے لئے تیار ہوں"۔ تھامس نے کہا۔

"آپ کا فون نمبر کیا ہے ۔ میں ایئرپورٹ سے معلومات کر کے

، کو اطلاع دیتا ہوں"...... ریوڈو نے کہا تو تھامس نے اسے فون بتا دیا۔

"اوکے ۔ میری کال کا انتظار کریں اور اپنا سامان وغیرہ تیار یں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم گیا تو تھامس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

ڈو کا مشورہ درست تھا اور تھامس خود بھی یہاں بے کار نہ بیٹھنا تا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ بغیر کسی بڑی ضمانت کے صرف اس کہنے پر طیارہ چارٹرڈ نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے وہ خاموش ہو گیا کہ صبح کسی بھی عام فلائٹ سے یہاں سے نکل جائے گا لیکن اب ڈو نے اس کام کی حامی بھر لی تھی اور اسے یقین تھا کہ اب اسے ٹرڈ فلائٹ مل جائے گی۔ چنانچہ وہ اٹھا اور اس نے الماری سے اپنا ب کیس نکال کر اسے میز پر رکھ کر کھولا اور مخصوص اسلحہ اس کی یہ جیبوں میں رکھ کر اس نے اسے پیک کر کے ایک طرف رکھ دیا ۔ اطلاع ملتے ہی وہ ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہو سکے ۔ پھر تقریباً ف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور الیا۔

"تھامس بول رہا ہوں"...... تھامس نے کہا۔

"ریوڈو بول رہا ہوں مسٹر تھامس"...... دوسری طرف سے ڈو کی آواز سنائی دی۔

"ہمسایہ ملک کافرستان کے لئے فلائٹ چارٹرڈ ہو گئی ہے ۔ آپ

فوری طور پر ایئرپورٹ پہنچ جائیں۔ وہاں میرا آدمی چارٹرڈ فلائٹ کاؤنٹر پر موجود ہو گا۔ اس کا نام جیکب آرنلڈ ہے۔ وہ آپ کی فوری روانگی کا تمام بندوبست کر دے گا۔ کافرستان سے آپ جب چاہیں اطمینان سے واپس جا سکتے ہیں"...... ریوڈو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... تھامس نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور اپنا بریف کیس اٹھا کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ موجودہ میک اپ کے مطابق پہلے سے تیار شدہ کاغذات اس نے پہلے ہی اپنی جیب میں رکھ لئے تھے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اس کی فلائٹ کافرستان کے لئے فضا میں بلند ہو گئی تو اس نے طمینان کا ایک طویل سانس لیا اور سر نشست سے ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ نہ صرف اپنے مشن میں کامیاب ہو چکا تھا بلکہ پاکیشیا سے صحیح سلامت نکل جانے میں بھی کامیاب ہو گیا تھا۔ ریوڈو کے آدمی جیکب آرنلڈ نے روانگی کے وقت ایک کارڈ اس کے حوالے کر دیا تھا اور اسے کہا تھا کہ ریوڈو نے کافرستان دارالحکومت کے ایک بڑے ہوٹل شارنگ ہوٹل میں اس کے قیام کا بندوبست کر دیا ہے۔ شارنگ ہوٹل کا مالک اور جنرل مینجر ڈکسن، ریوڈو کا بہترین دوست ہے۔ اسے ریوڈو نے فون بھی کر دیا ہے اور تھامس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ چند روز کافرستان کی سیر و سیاحت میں گزارے گا کیونکہ کافرستان وہ صرف ایک بار پہلے چند روز کے لئے گیا تھا اور اسے وہاں سے ایمرجنسی واپس جانا پڑا تھا۔ یہ ملک اپنی قدیم روایات اور رسومات

اور کلچر کے لحاظ سے اسے بے حد پسند آیا تھا اور اس کی دلی خواہش تھی کہ وہ وہاں چند روز گھوم پھر کر گزارے اور اب یہ موقع اسے مل رہا تھا۔ اس لئے اس نے اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

ٹائیگر نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو واپس ہسپتال لا کر وہاں اتار دیا جہاں ان کی کاریں موجود تھیں۔ صفدر نے پبلک فون بوتھ سے چیف کو فون کر کے ٹائیگر کی دی ہوئی اطلاع کی تفصیل بتا دی تھی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا تھا کہ ٹائیگر، عمران صاحب کے کہنے کے باوجود اس تھامس کو تلاش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو چیف نے انہیں واپس جانے کا حکم دے دیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ جب عمران خود اپنے قاتل کو نکل جانے کی مہلت دے رہا ہے تو پھر سیکرٹ سروس کو اس کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ٹائیگر، عمران کا شاگرد ہے اس لئے وہ اپنے طور پر جو چاہے کرتا رہے۔ اس لئے صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے فوری واپس جانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور چونکہ ان کی کاریں وہیں ہسپتال کے قریب ایک پارکنگ میں موجود تھیں اس لئے ٹائیگر نے انہیں وہاں لے جا کر چھوڑ دیا تھا اور ان کے

اتر جانے کے بعد ٹائیگر نے اپنی کار ایک اور پارکنگ میں لے جا کر روکی اور کافی دیر تک وہ کار کے اندر بیٹھا سوچتا رہا کہ اسے تھامس کی تلاش کرنی چاہئے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس کے اس فیصلے کو عمران اپنی حکم عدولی سمجھ لے اور ٹائیگر عمران کی حکم عدولی کا سوچ بھی نہ سکتا تھا چنانچہ اس نے عمران سے ٹرانسمیٹر پر بات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران صاحب کے پاس مخصوص ٹرانسمیٹر موجود ہے۔ اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر سیٹ نکالا اور اس پر عمران کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور"...... ٹائیگر نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ علی عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد عمران کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے اسے صفدر اور کیپٹن شکیل سے ہونے والی ملاقات سے لے کر چیف کو کال کرنے اور پھر چیف کی ہدایات کے بارے میں ساری تفصیل بتا دی۔

"تم کیا چاہتے ہو۔ اوور"...... عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"باس۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی پلاننگ بھی قائم رہے اور ان لوگوں کو سزا بھی دی جا سکے جنہوں نے یہ سازش تیار کی ہے کیونکہ یہ تو محض اتفاق تھا کہ آپ اس سازش سے باخبر ہو گئے ورنہ یہ آپ کے خلاف انتہائی خوفناک سازش تھی۔ اوور"...... ٹائیگر نے ڈرتے ڈرتے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہوتا ہے۔ مجھے ابھی دو ہفتے یہاں رہنا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ ان دو ہفتوں میں مجھ پر مزید حملے ہوں۔ میں نے یہاں ایسے انتظامات کر لئے ہیں کہ تھامس کو اپنی کامیابی کی ہی اطلاع ملے گی۔ پھر دو ہفتوں بعد میں خود ان لوگوں سے نمٹ لوں گا۔ اوور"...... عمران نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" باس۔ تھامس کے علاوہ جن لوگوں نے یہاں اس کی مدد کی ہے ان سے تو نمٹنا ضروری ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ تم اس تھامس سے بدلہ چکانے کے لئے بے چین ہو۔ تم تھامس اور اس سازش میں شریک دیگر افراد کا پتہ ضرور چلاؤ لیکن اس وقت تک ان پر ہاتھ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے جب تک تھامس اپنے ہیڈ کوارٹر کو اپنے مشن کی کامیابی کی اطلاع نہ دے دے تاکہ آئندہ دو ہفتے اطمینان سے گزر جائیں۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا تو ٹائیگر نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات تھے کیونکہ عمران نے اسے کام کرنے کی مشروط اجازت ہی سہی بہرحال اجازت دے دی تھی اور ٹائیگر چاہتا بھی یہی تھا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہسپتال کی طرف چل پڑا۔ اس کے پاس اس

تھامس کو ٹریس کرنے کا ایک ہی سراغ تھا اور وہ سراغ تھا ڈاکٹر افضل کا۔ لیکن جب اس نے استقبالیہ پر پہنچ کر ڈاکٹر افضل کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو اسے بتایا گیا کہ ڈاکٹر افضل کی کوئی عزیزہ اچانک فوت ہو گئی ہیں اور وہ فوری طور اپنے گاؤں شہزاد پور چلے گئے ہیں تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" یہ شہزاد پور کہاں ہے "...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" ہمیں تو معلوم نہیں ہے۔ ڈاکٹر افضل نے ہی بتایا تھا"۔ استقبالیہ لڑکی نے جواب دیا۔

" ڈاکٹر افضل کی رہائش گاہ کہاں ہے "...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" سالک کالونی کی کوٹھی نمبر گیارہ اے "...... استقبالیہ لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اس کا شکریہ ادا کر کے ہسپتال سے واپس باہر آگیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار سالک کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے یقین تھا کہ ڈاکٹر افضل نے ویسے ہی کسی گاؤں کا نام لے کر چھٹی لینے کا بہانہ کیا ہے۔ اصل میں وہ گھر میں چھپا بیٹھا ہو گا۔ کالونی میں پہنچ کر اس نے کار روکی اور پھر جیب سے ریڈی میڈ میک اپ باکس نکال کر اس نے میک اپ کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنی مطلوبہ کوٹھی کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ ٹائیگر نے ایک مخصوص بٹن پریس کر کے کار کی نمبر پلیٹ کو بھی آٹومیٹک انداز میں تبدیل کر دیا۔ ٹائیگر کار سے نیچے اترا اور اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور

ب ادھیڑ عمر آدمی باہر آگیا۔ وہ اپنے انداز اور لباس سے ملازم
ھائی دیتا تھا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے۔ ڈاکٹر افضل صاحب سے ملنا ہے"۔ ٹائیگر
نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب کی کوئی عزیزہ فوت ہو گئی ہے۔ وہ اپنے گاؤں گئے
وئے ہیں۔ دو تین روز بعد آئیں گے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تم ان کے کیا لگتے ہو"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی میں ان کا ملازم ہوں۔ میرا نام شمس ہے"...... اس آدمی
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب کب گئے ہیں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی وہ ہسپتال سے سیدھے وہاں چلے گئے ہیں۔ مجھے تو انہوں نے
فون پر یہ بات بتائی ہے"...... شمس نے جواب دیا۔

"کیا ان کی فیملی ساتھ نہیں گئی"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"یہاں وہ اکیلے رہتے ہیں۔ فیملی وہاں گاؤں میں رہتی ہو گی۔ مجھے
دو سال ہو گئے ہیں۔ میں نے تو آج تک ان کی فیملی کو یہاں آتے
ہوئے نہیں دیکھا"...... شمس نے جواب دیا۔ وہ سیدھا سادہ آدمی تھا
اس لئے ایک اجنبی سے ایسی باتیں کئے چلا جا رہا تھا۔

"ان کے گاؤں کا نام کیا ہے اور گاؤں کہاں ہے"...... ٹائیگر نے
پوچھا۔

"شہزادہ پور نام ہے جی ان کے گاؤں کا۔ یہ گاؤں مالٹی شہر کے

ساتھ ہے۔ مالٹی سے جنوب کی طرف سڑک جاتی ہے۔ اس سڑک پر
ہے۔ میں مالٹی کا رہنے والا ہوں"...... شمس نے جواب دیا۔ مالٹی
ایک خاصا مشہور قصبہ تھا اور ٹائیگر وہاں کئی بار جا چکا تھا۔ وہ
دارالحکومت کے مضافات میں تھا۔

"ڈاکٹر صاحب کا گھر کہاں ہے گاؤں میں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی مجھے تو معلوم نہیں۔ میں کبھی ان کے گھر نہیں گیا"۔ شمس
نے جواب دیا۔

"اوکے شکریہ۔ میں دو تین روز بعد آجاؤں گا"...... ٹائیگر نے کہا
اور کار کی طرف بڑھ گیا جبکہ شمس سلام کر کے واپس گیٹ کے اندر
چلا گیا۔ چند لمحوں بعد گیٹ بند ہو گیا۔ ٹائیگر نے کار آگے بڑھائی اور
پھر اس کا رخ اس سڑک کی طرف کر دیا جو شہر کے باہر سے ہوتی ہوئی
مالٹی قصبے کی طرف جاتی تھی۔ شمس سے تو اس نے دو تین روز بعد
آنے کا کہا تھا کہ کہیں ڈاکٹر اس کے پہنچنے سے پہلے شمس کو فون
کرے تو شمس اسے یہ نہ بتا دے کہ ٹائیگر اس کے گاؤں کا پتہ پوچھ
کر گیا ہے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد اس کی کار ایک گاؤں کی حدود
میں داخل ہو رہی تھی۔ گاؤں خاصا بڑا تھا۔ ایک جگہ چار آدمی سڑک
کی سائیڈ پر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ٹائیگر نے ان کے
قریب کار روکی تو وہ چاروں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔
ٹائیگر کار سے نیچے اتر آیا۔ اس نے انہیں سلام کیا جس کا جواب ان
چاروں نے ہی دیا۔ ویسے ٹائیگر کے سلام کرنے کی وجہ سے ان کے

ون پر جو سختی سی ابھری تھی وہ فوراً ہی نرمی میں تبدیل ہو گئی تھی۔

"یہ شہزاد پور ہے نا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ آپ نے کس سے ملنا ہے"...... ایک آدمی نے جواب
یتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر افضل صاحب سے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ ڈاکٹر صاحب تو ابھی کار میں یہاں سے گزرے تھے۔ وہ
اید دارالحکومت واپس جا رہے تھے"...... ان چاروں میں سے ایک
دمی نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے بھی دیکھا ہے۔ ابھی دس منٹ پہلے گئے
یں"...... دوسرے آدمی نے کہا۔

"کس رنگ کی کار ہے ان کی"...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"سرخ رنگ کی بڑی سی کار ہے"...... ایک آدمی نے کہا۔

"لیکن میں تو ابھی دارالحکومت سے آ رہا ہوں۔ مجھے تو سرخ رنگ
کی کار نے کراس نہیں کیا۔ کیا وہ کسی اور جگہ بھی جا سکتے ہیں"۔
ٹائیگر نے کہا۔

"یہ تو ان کے گھر والوں سے پوچھنا پڑے گا۔ سیدھے چلے
جائیں۔ آگے ایک باغ آئے گا۔ اس باغ کے دائیں ہاتھ پر کافی بڑا
حویلی نما مکان ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کے والد کا گھر ہے۔ وہاں سے
معلوم کر لیں"...... اس آدمی نے کہا اور ٹائیگر ان کا شکریہ ادا کر کے
کار میں بیٹھا اور اس نے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس مکان

کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے کار سے اتر کر مکان کے بند دروازے پر
ستک دی تو دروازہ کھلا اور ایک ملازم باہر آگیا۔

"میں دارالحکومت سے آیا ہوں۔ ڈاکٹر افضل صاحب سے ملنا
ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ تو ابھی کاشان نگر گئے ہیں۔ ان کے بڑے بھائی بیمار ہیں ان
ل مزاج پرسی کے لئے گئے ہیں"...... ملازم نے جواب دیا۔

"کاشان نگر کہاں ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا تو اس ملازم نے
سے تفصیل سے اس بارے میں بتایا اور ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا
یا اور پھر کار میں سوار ہو کر اس نے کار موڑی اور پھر تقریباً نصف
ھنٹے بعد ہی وہ کاشان نگر نامی قصبے میں پہنچ چکا تھا۔ ڈاکٹر افضل کے
ائی کا گھر تلاش کرنے میں اسے زیادہ دقت نہیں ہوئی اور پھر جب
اں اس نے ڈاکٹر افضل سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا تو اسے
ہاتی انداز کے ایک بڑے ڈرائینگ روم میں بٹھا دیا گیا۔ تھوڑی دیر
د ہال کا عقبی دروازہ کھلا اور گھریلو لباس پہنے ایک آدمی اندر داخل
ا۔ ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا نام ڈاکٹر افضل ہے۔ آپ کون ہیں اور یہاں کیسے پہنچ گئے
پ"...... آنے والے نے قدرے حیرت اور تشویش بھرے لہجے میں
ا۔

"میں دارالحکومت میں آپ کی رہائش گاہ پر گیا تھا۔ وہاں موجود
پ کے ملازم نے بتایا کہ آپ اپنے آبائی گاؤں گئے ہیں اور آپ کے

آبائی گھر سے معلوم ہوا کہ آپ یہاں ہیں۔ اس لئے میں یہاں آ گیا ہوں۔ میرا نام ٹائیگر ہے اور میرا تعلق دارالحکومت کے ایک سینڈیکیٹ سے ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو ڈاکٹر افضل بے اختیار اچھل پڑا۔

" سینڈیکیٹ۔ کیا مطلب۔ میرا کسی سینڈیکیٹ سے کیا تعلق"۔ ڈاکٹر افضل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا۔

" مجھے یہاں نک نے بھیجا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ مگر کیوں۔ کیا سلسلہ ہے"...... ڈاکٹر افضل نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" آپ پریشان نہ ہوں۔ فرینڈلی مسئلہ ہے۔ آپ کو مزید کام دینا ہے۔ اس لئے مجھے یہاں آنا پڑا ہے۔ کیا آپ مجھے چند منٹ تنہائی میں دے سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مزید کام۔ کیا مطلب۔ آئی ایم سوری۔ آپ پلیز تشریف لے جائیں۔ میں دو تین روز تک واپس دارالحکومت آؤں گا تو آپ سے خود ہی ملاقات کر لوں گا"...... ڈاکٹر افضل نے کہا۔ اسی لمحے عقبی دروازہ کھلا اور ملازم مشروبات کی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے مشروب کی ایک بوتل ٹائیگر کے سامنے اور ایک ڈاکٹر افضل کے سامنے رکھی اور پھر خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔

" آپ نے جو کام ہسپتال میں انجام دیا ہے۔ یہ کام آپ کو نک

نے دلوایا تھا۔ آپ مجھے صرف یہ بتا دیں کہ نک کو یہ کام کس نے دیا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

" مجھے کچھ معلوم نہیں۔ آپ مشروب پیئں اور تشریف لے جائیں۔ آئی ایم سوری"...... ڈاکٹر افضل نے اٹھتے ہوئے انتہائی سخت اور ترش لہجے میں کہا۔ سامنے پڑی ہوئی مشروب کی بوتل کو اس نے ہاتھ بھی نہ لگایا تھا۔

" ٹھیک ہے جیسے آپ چاہیں۔ میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا۔ آئی ایم سوری"...... ٹائیگر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل سمیت اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" بے حد شکریہ"...... ڈاکٹر افضل نے کہا اور واپسی کے لئے مڑا ہی تھا کہ ٹائیگر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل کو پوری قوت سے اس کے سر پر مار دیا اور ڈاکٹر افضل ہلکی سی چیخ مار کر نیچے گرا ہی تھا کہ ٹائیگر کی لات حرکت میں آئی اور نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا ڈاکٹر افضل دوبارہ گر کر ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر نے یہ اقدام اس لئے اٹھایا تھا کہ اسے معلوم تھا کہ دیہاتوں میں ڈرائینگ روم نما کمرے اصل گھر سے کافی فاصلے پر اور بیرونی دروازے کے قریب ہوتے ہیں۔ اس لئے وہاں ہونے والی کارروائی سے عام طور پر اس گھر میں موجود افراد بے خبر رہتے ہیں۔ یہاں تک آتے ہوئے وہ راستہ دیکھ چکا تھا۔ اس کمرے کا بیرونی دروازہ ایک ڈیوڑھی میں کھلتا تھا اور اس ڈیوڑھی سے مکان سے باہر نکلا جا سکتا تھا۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر

بیرونی دروازہ تھوڑا سا کھولا اور باہر جھانکا تو ڈیوڑھی خالی پڑی ہوئی
تھی۔ ٹائیگر نے ڈیوڑھی میں جا کر بڑا بیرونی دروازہ کھول دیا۔ اس کی
کار بیرونی دروازے کے قریب ہی کھڑی تھی۔ اس نے کار کا عقبی
دروازہ بھی کھول دیا اور پھر تیزی سے واپس آ کر اس نے بے ہوش
ڈاکٹر افضل کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور ڈرائینگ روم سے باہر نکل
کر اس نے اس کا دروازہ بند کر دیا اور پھر ڈیوڑھی میں سے باہر آ کر
اس نے ڈاکٹر افضل کو کار کی دونوں سیٹوں کی درمیانی جگہ پر ڈال کر
کار کا دروازہ بند کیا اور پھر مڑ کر اس نے باہر سے ڈیوڑھی کا دروازہ
بھی بند کر دیا۔ رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ اس لئے باہر کوئی
مداخلت نہ ہوئی۔ اس نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر کار
سٹارٹ کی اور اسے موڑ کر تیزی سے واپس شہزاد پور کی طرف لے
گیا۔ کاشان نگر قصبے سے باہر آ کر اس نے کار کا رخ ایک ذیلی کچی
سڑک پر موڑ دیا کیونکہ اس کچی سڑک کے کنارے کسی زرعی فارم کا
بورڈ لگا ہوا وہ دیکھ چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اس زرعی فارم تک
پہنچ گیا اور اسے یہ دیکھ کر قدرے اطمینان ہوا کہ فارم آدھے سے
زیادہ مسمار ہو چکا تھا۔ صرف ایک کمرہ ایسا تھا جو کسی حد تک صحیح
سالم تھا۔ ٹائیگر نے کار کو اس انداز میں وہاں پارک کیا کہ اس کچی
سڑک سے آنے والے کو فوری طور پر کار نظر نہ آ سکے۔ اس نے کار کی
فرنٹ سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے موجود باکس سے ایک ٹارچ نکالی
اور ساتھ ہی نائیلون کی رسی کا ایک بنڈل بھی اٹھا لیا۔ سیٹ بند کر

کے اس نے عقبی سیٹ کے سامنے بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر
افضل کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور پھر ٹارچ کی روشنی میں وہ اس صحیح
سالم کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس نے پرانے اور قدرے ادھڑے
ہوئے فرش پر ڈاکٹر افضل کو لٹا کر اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت
پر کر کے رسی کی مدد سے باندھ دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر افضل
ایک ڈاکٹر ہے۔ کوئی تربیت یافتہ ایجنٹ نہیں ہے اس لئے وہ کسی
صورت رسی نہ کھول سکے گا۔ ٹائیگر نے ڈاکٹر افضل کے دونوں پیر
اس انداز میں ایک دوسرے سے کراس کر کے رسی سے باندھ دیئے
کہ وہ اٹھ کر کھڑا نہ ہو سکے۔ پھر اس نے اسے اٹھا کر دیوار کے ساتھ
اس کی پشت لگا کر بٹھا دیا اور ایک ہاتھ سے اسے تھامے رکھا جبکہ
دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ ٹارچ
روشن کر کے وہ پہلے ہی اس انداز میں دیوار کے ساتھ رکھ چکا تھا کہ
ڈاکٹر افضل اور وہ دونوں ایک دوسرے کو باآسانی دیکھ سکیں۔ چند
لمحوں بعد ہی ڈاکٹر افضل کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے
لگے تو ٹائیگر نے منہ اور ناک پر رکھا ہوا ہاتھ ہٹا لیا۔ البتہ دوسرے
ہاتھ سے اس نے اسے تھامے رکھا تاکہ وہ ہوش میں آنے کے بعد نیچے
نہ گر جائے۔

" یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ۔ کون ہو تم۔ کہاں ہوں میں۔ یہ
کون سی جگہ ہے"...... ڈاکٹر افضل نے پوری طرح ہوش میں آتے
ہی کراہتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ اب ذہنی طور پر بھی سنبھل چکا تھا اس

لئے ٹائیگر نے ہاتھ ہٹایا اور پھر جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس نے اس کی نال ڈاکٹر افضل کی پیشانی پر رکھ دی۔

" سنو ڈاکٹر افضل۔ میں تمہیں تمہارے بھائی کے گھر سے اغوا کر کے یہاں لے آیا ہوں اور نہ تمہارے بھائی اور ان کے گھر والوں کو اس بات کا علم ہے کہ تم کہاں ہو اور نہ ہی کسی اور گاؤں والے کو۔ اس لئے کوئی بھی یہاں نہیں پہنچ سکتا اور ہو سکتا ہے کہ تمہاری لاش بھی یہاں پڑی گل سڑ جائے اور انہیں تب بھی معلوم نہ ہو۔ اگر تم زندہ واپس جانا چاہتے ہو تو میرے سوالوں کے درست جواب دینا اور یہ بھی سن لو کہ مجھے بہت کچھ پہلے سے معلوم ہے۔ اس لئے اگر تم نے جھوٹ بولا تو دوسرے لمحے تمہاری کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گی اور یہ بھی سن لو کہ میں صرف پانچ تک گنوں گا اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا۔ چاہے تم کچھ بتاؤ یا نہ بتاؤ"...... ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" تم۔ تم کیا چاہتے ہو۔ جو چاہتے ہو لے لو۔ مجھ سے رقم لے لو۔ مجھے مت مارو"...... ڈاکٹر افضل نے کانپتے ہوئے لہجے میں رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ اور لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اس ماحول کو دیکھ کر بے حد خوفزدہ ہو گیا ہے۔

" نک کو کس نے یہ مشن دیا تھا۔ بولو"...... ٹائیگر نے پسٹل کی نال کا دباؤ اس کی پیشانی پر بڑھاتے ہوئے غرا کر کہا۔

" ریوڈو۔ ریوڈو نے "...... ڈاکٹر افضل نے بے ساختہ کہا تو

ٹائیگر چونک پڑا۔

" کون ریوڈو"...... ٹائیگر نے دانستہ کہا۔ حالانکہ وہ اسے اچھی طرح جانتا تھا۔

" مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون ہے۔ نک نے مجھے بتایا تھا کہ ریوڈو نے تھامس کے کہنے پر یہ کام اسے دیا ہے اور اسی نے ساری پلاننگ کی ہے"...... ڈاکٹر افضل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے تھامس کو واپسی پر کہاں چھوڑا تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" نک کے کلب کے قریب۔ تھامس نے خود ہی کہا تھا کہ میں اسے وہاں چھوڑ دوں"...... ڈاکٹر افضل نے جواب دیا۔

" پھر تم ہسپتال میں کیوں نہیں رہے۔ یہاں کیوں آ گئے"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

" مجھے معلوم تھا کہ جیسے ہی مریض عمران کی موت کا علم ہو گا ہسپتال میں بھونچال آ جائے گا اور لازماً پولیس اور دیگر اعلیٰ حکام وہاں پہنچ جائیں گے۔ مجھے خوف محسوس ہوا تو میں نے باقی وقت کی چھٹی لی اور اپنے آبائی گاؤں آ گیا"...... ڈاکٹر افضل نے جواب دیا۔

" تم جانتے ہو ریوڈو کو"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" نہیں۔ میں نے تو یہ نام نک کے منہ سے پہلی بار سنا تھا"۔ ڈاکٹر افضل نے جواب دیا۔

" نک تم سے کیسے واقف تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" میں اس کے جوئے خانے میں جوا کھیلنے جاتا رہتا تھا۔ وہاں ایک بار میں بڑی رقم ہار گیا اور نک سے مجھے یہ رقم ادھار لینا پڑی۔ پھر میں یہ ادھار اتار نہ سکا۔ پھر جب نک نے میرا ادھار بھی معاف کر دیا اور مجھے دس ہزار ڈالر بھی دیئے تو میں اس کا کام کرنے پر آمادہ ہو گیا"...... ڈاکٹر افضل نے جواب دیا۔

" تم اپنے والد کے گھر سے یہاں کیوں آئے تھے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" بھائی بیمار تھا اور پھر میں یہ دس ہزار ڈالر بھی اس کے پاس امانت رکھوانا چاہتا تھا کیونکہ میرے والد پرانے خیالات کے آدمی ہیں۔ وہ دس ہزار ڈالر دیکھ کر مجھ سے یقیناً الٹے سیدھے سوال کرتے اور یہ رقم میں بینک میں رکھ نہ سکتا تھا۔ اس لئے میں نے بھائی کو دینے کے بارے میں سوچا اور بھائی کی مزاج پرسی کا کہہ کر یہاں آ گیا"...... ڈاکٹر افضل نے کہا۔

" تم نے عمران صاحب کے خلاف سازش نہیں کی بلکہ پورے پاکیشیا پوری مسلم امہ کے خلاف سازش کی ہے۔ اس لئے تمہاری کم سے کم سزا موت ہے"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ڈاکٹر افضل کے منہ سے گھٹی گھٹی سی آواز نکلی اور اس کی کھوپڑی واقعی کئی ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ اور وہ پہلو کے بل نیچے گر گیا۔ ٹائیگر نے مشین پسٹل کو واپس جیب میں ڈالا۔ رسی کھولی اور اس کا بنڈل تیار کر کے اس نے ٹارچ اٹھائی اور

پھر باہر آکر رسی اور ٹارچ کو سائیڈ سیٹ کے نیچے واپس رکھ کر وہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار واپس کچی سڑک سے گزر کر بڑی پختہ سڑک پر آئی اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز رفتاری سے دارالحکومت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ جب تک ڈاکٹر افضل کی لاش ملے گی وہ دارالحکومت پہنچ چکا ہو گا اور چونکہ اس نے اس تمام کارروائی سے پہلے ریڈی میڈ میک اپ کر لیا تھا اور کار کی نمبر پلیٹ بھی تبدیل کر دی تھی اس لئے اس تک کوئی نہ پہنچ سکے گا۔ صرف کار کے رنگ کی وجہ سے اس تک کسی کا پہنچنا ناممکن تھا۔ دارالحکومت میں داخل ہو کر اس نے ایک طرف کار روکی اور پھر چہرے پر موجود ریڈی میڈ میک اپ ختم کیا اور پھر اس نے کار کی نمبر پلیٹ بھی ایک مخصوص بٹن دبا کر دوبارہ تبدیل کی اور پھر کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھ گیا۔ ریوڈو کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ گولڈن کراس کلب کا مالک اور جنرل مینجر تھا اور چونکہ اس کے کلب میں رونق رات کے وقت ہی ہوتی تھی اس لئے وہ لازماً اپنے آفس میں بیٹھا مل جائے گا اور چونکہ ٹائیگر کو وہاں ہر آدمی پہچانتا تھا اس لئے اس نے ریڈی میڈ میک اپ ختم کر دیا تھا تاکہ وہ آسانی سے ریوڈو تک پہنچ سکے۔ اسے یقین تھا کہ تھامس کے بارے میں ریوڈو کو مکمل طور پر علم ہو گا کیونکہ ریوڈو اسی فطرت کا آدمی تھا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ گولڈن کراس کلب کی پارکنگ میں موجود تھا۔

یہودیوں کی انتہائی خوفناک تنظیم فارما کا چیف جس کا اصل نام جیکسن تھا لیکن وہ فارما چیف کہلواتا تھا اپنے خفیہ آفس میں بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ سامنے میز پر موجود مختلف رنگوں کے فون سیٹس میں سے سرخ رنگ کے فون کی مترنم اور دھیمی سی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے نظریں اٹھا کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سرخ رنگ کا فون اسرائیل اور ایکریمیا کے اعلیٰ ترین عہدیداروں کے ساتھ لنکڈ ہے۔

"فارما بول رہا ہوں"...... فارما نے سرد لہجے میں کہا۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ اسرائیل بول رہا ہوں۔ پریذیڈنٹ صاحب سے بات کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور جیکسن بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال سا نمودار ہو گیا تھا کیونکہ اسرائیل کے صدر کو وہ رپورٹ دے چکا تھا

کہ فارما ایجنٹ تھامس نے پاکیشیا میں پاکیشیائی ایجنٹ عمران کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس کے بعد تو ایسا کوئی کیس نہ تھا جس کے سلسلے میں وہ اسے اس طرح براہ راست فون کرتے۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد اسرائیل صدر کی بھاری مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ فارما چیف بول رہا ہوں سر"...... جیکسن نے لہجے کو مؤدبانہ بناتے ہوئے کہا۔

"مسٹر فارما چیف۔ آپ نے رپورٹ دی تھی کہ آپ کے ایجنٹ تھامس نے ہسپتال میں فائرنگ کر کے عمران کو ہلاک کر دیا ہے اور اس بات کو کنفرم بھی کیا گیا ہے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... جیکسن نے جواب دیا۔

"آپ کی یہ رپورٹ غلط ثابت ہوئی ہے۔ عمران اب بھی زندہ سلامت اسی ہسپتال میں موجود ہے۔ ہمیں کنفرم رپورٹ ملی ہے"...... صدر نے کہا تو جیکسن بے اختیار اچھل پڑا۔

"میں آپ سے کسی قسم کی وضاحت طلب کرنے کی جرأت تو نہیں کر سکتا سر۔ لیکن ایسا ممکن نہیں ہے۔ تھامس جیسا ایجنٹ غلط رپورٹ نہیں دے سکتا"...... جیکسن نے کہا۔

"آپ کے ایجنٹ تھامس کو زبردست ڈاج دیا گیا ہے۔ ہمارے آدمیوں نے جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق عمران کو اس بارے میں پہلے سے ہی معلوم ہو گیا تھا اور وہ انتہائی شاطر ذہن کا آدمی ہے۔

اس نے ہسپتال کے مردہ خانے سے ایک لاش منگوا کر اپنے کمرے میں بیڈ پر رکھ دی۔ تمہارے ایجنٹ نے اس لاش پر گولیاں چلائیں اور واپس چلا گیا۔ عمران نے دانستہ اسے جانے دیا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ جب تک وہ ہسپتال میں رہے اس پر دوسرا حملہ ہو۔ اس لئے اس نے ہسپتال کی حد تک اپنی موت کو ظاہر کر دیا"...... صدر نے بڑے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

" ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی اس انداز میں کارروائی کرے ۔وہ لازماً تھامس کو پکڑ کر اس سے پوچھ گچھ کرتے اور پھر اسے ہلاک کر دیتے "...... جیکسن نے کہا۔

" اگر آپ کو اس بات کا ثبوت دے دیا جائے کہ واقعی ایسا ہوا تو آپ کیا کریں گے "...... صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

" میں اس پورے ہسپتال کو میزائلوں سے تباہ کر دوں گا سر"۔ جیکسن نے نہ چاہنے کے باوجود تیز لہجے میں جواب دیا۔

" تھامس کے حملے کے بعد عمران اب جس شعبے میں ہے وہ بم پروف ہے ۔اس لئے ہسپتال کو تباہ کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ ہم اس عمران کا خاتمہ چاہتے ہیں اور آپ کا انتخاب اس لئے کیا گیا تھا کہ آج تک آپ کا ریکارڈ بے حد شاندار رہا ہے لیکن عمران کے معاملے میں آپ بھی شکست کھا گئے ہیں۔ اس کے باوجود ہم نے دوبارہ عمران کو ٹارگٹ بنانے کے لئے آپ کا انتخاب اس لئے کیا ہے کہ آپ کا آدمی تھامس بہرحال عمران تک پہنچ گیا تھا اور یہ بہت بڑی

کامیابی ہے ۔ہم نے پاکیشیا میں آنان کے سفیر کے ذریعے معلومات حاصل کی ہیں۔ پاکیشیا میں آنان کے سفیر رابرٹ میکمن کے تعلقات اس ہسپتال کی چیف نرس راسوگی سے ہیں کیونکہ راسوگی آنانی لڑکی ہے لیکن طویل عرصے سے وہ پاکیشیا میں آنانی ایجنٹ کے طور پر کام کر رہی ہے ۔اس خفیہ ہسپتال میں چونکہ پاکیشیا کے اعلیٰ ترین حکام داخل ہوتے ہیں اس لئے راسوگی کو اس ہسپتال میں خصوصی طور پر رکھوایا گیا ہے ۔ویسے راسوگی بہترین نرس ہے اور اس ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر صدیقی اس کے کام کی بے حد قدر کرتے ہیں۔ راسوگی کوئی عملی کام نہیں کر سکتی۔ وہ صرف مخبری کرتی ہے ۔پاکیشیا میں آنان کے سفیر رابرٹ میکمن دراصل یہودی ہیں لیکن وہاں وہ اپنے آپ کو کرسچن ظاہر کرتے ہیں اور درپردہ اسرائیل کے مفادات کے لئے کام کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی رپورٹ میں اس ہسپتال کا محل وقوع بتایا تو ہم نے رابرٹ میکمن سے بات کی۔ انہوں نے بتایا کہ یہ وہی ہسپتال ہے جس میں راسوگی کام کرتی ہے ۔چنانچہ ہمارے حکم پر انہوں نے راسوگی سے اصل صورتحال معلوم کر لی اور ہمیں نہ صرف اطلاع بھجوائی بلکہ راسوگی نے انتہائی جدید ترین آلات سے عمران اور اس کے شاگرد ٹائیگر کے درمیان ہونے والی بات چیت بھی ٹیپ کر لی اور یہ ٹیپ ہمارے پاس پہنچ گئی جس سے ہم کنفرم ہو گئے ۔ہم نے یہ ٹیپ آپ کے آفس بھجوا دی ہے جو ابھی تھوڑی دیر بعد آپ کو موصول ہو جائے گی۔ اسے سننے کے بعد آپ بھی کنفرم ہو

ائیں گے ۔اس کے بعد آپ نے اس عمران کو ہلاک کرنے کا مشن ر صورت میں پورا کرنا ہے ۔چاہے اس کے لئے آپ کو کچھ بھی کرنا ڑے"...... صدر نے کہا۔

" یس سر۔حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... جیکسن نے جواب دیا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اگر اسرائیل کے صدر درست کہہ رہے تھے تو اس کا مطلب تھا کہ فارما اور تھامس دونوں بری طرح ناکام ہو گئے تھے اور ابھی وہ بیٹھا یہ سب سوچ رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... اس نے کہا۔

" چیف ۔اسرائیل سے ایک آدمی صدر اسرائیل کی طرف سے بھیجا ہوا ایک مائیکرو ٹیپ آپ کو پہنچانے کے لئے حاضر ہوا ہے ۔اس کا نام فریڈرک ہے "...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اسے میرے آفس بھجوا دو اور ساتھ ہی ایک مائیکرو ٹیپ ریکارڈر بھی"...... جیکسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور اس کی پرسنل سیکرٹری اندر داخل ہوئی ۔اس کے پیچھے ایک نوجوان تھا جس نے گہرے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ پرسنل سیکرٹری نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مائیکرو ٹیپ ریکارڈ اس کے

سامنے میز پر رکھ دیا۔

" یہ فریڈرک ہے چیف"...... اس نے اپنے پیچھے موجود آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

" بیٹھیں"...... جیکسن نے فریڈرک سے کہا۔

" تھینک یو سر"...... فریڈرک نے جواب دیا اور پھر جیب سے ایک لفافہ نکال کر اس نے جیکسن کے سامنے رکھ دیا۔اس کے ساتھ ہی دوسری جیب سے اس نے ایک چھوٹی سی ڈائری نکالی۔

" اس پر وصولی کے دستخط کر دیں"...... فریڈرک نے ڈائری آگے بڑھاتے ہوئے کہا تو جیکسن نے اس کے ہاتھ سے ڈائری لے کر اسے ایک طرف رکھ دیا اور لفافہ اٹھا کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔لفافے پر کوئی عبارت درج نہ تھی البتہ اس کے چاروں کونوں کو باقاعدہ سیلڈ کیا گیا تھا اور جیکسن نے غور سے دیکھا تو مہر کے اندر حکومت اسرائیل کے الفاظ نمایاں تھے ۔اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے ۔اس نے لفافہ میز کی دراز میں رکھا اور پھر ڈائری اٹھا کر اس پر دستخط کر کے نیچے آج کی تاریخ ڈالی اور پھر ڈائری فریڈرک کی طرف بڑھا دی۔

" تھینک یو سر"...... فریڈرک نے ڈائری لے کر اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلام کر کے وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔اس کے عقب میں جب دروازہ بند ہو گیا تو جیکسن نے ایک

طویل سانس لیتے ہوئے لفافہ میز کی دراز سے نکال کر کھولا۔ اس میں مائیکرو ٹیپ موجود تھا۔ اس نے ٹیپ کو ٹیپ ریکارڈر میں ایڈجسٹ کر کے اس کا بٹن پریس کر دیا۔ بیٹری سے چلنے والے ٹیپ ریکارڈر پر چھوٹا سا سبز رنگ کا بلب جل اٹھا تو جیکسن نے ایک اور بٹن دبایا تو ایک آواز ابھری اور پھر ایک اور آواز ابھری اور پھر ان دونوں میں بات چیت شروع ہو گئی۔ اس بات چیت سے جیکسن کو معلوم ہوا کہ ایک آواز عمران کی ہے اور دوسری کسی ٹائیگر نامی آدمی کی۔ جیسے جیسے بات چیت آگے بڑھ رہی تھی جیکسن کے ہونٹ پہلے سے زیادہ سختی سے بھنچتے چلے جا رہے تھے اور اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال پھیلتا جا رہا تھا اور جب بات چیت ختم ہوئی تو جیکسن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور ہاتھ بڑھا کر ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا۔

" ویری بیڈ۔ بہت بڑا دھوکہ ہوا ہے۔ ویری بیڈ۔ یہ آدمی عمران تو واقعی بہت بڑا شاطر ہے لیکن میں اسے کسی صورت نہیں چھوڑوں گا۔ اب یہ ٹارگٹ میرے لئے چیلنج بن گیا ہے۔ فارما کے لئے۔ اب اسے دو ہفتوں کے اندر ہر صورت میں مرنا ہو گا۔ ہر صورت میں۔ چاہے مجھے پورے پاکیشیا کو ہی کیوں نہ تباہ کرنا پڑے "...... جیکسن اس طرح بول رہا تھا جیسے اچانک کوئی آتش فشاں پھٹ پڑتا ہے۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور وہ ساتھ ساتھ میز پر مکے بھی مارے جا رہا تھا۔

" تھامس۔ نہیں تھامس نہیں۔ تھامس وہاں سے بروقت نکل

گیا تھا۔ اب اسے دوبارہ نہیں جانا چاہئے بلکہ اب چارلی اور مچلی کو کام کرنا ہو گا۔ یہ جوڑا ٹھیک رہے گا۔ تھامس کو ان کی مدد کرنا ہو گی "...... جیکسن نے کہا اور پھر سامنے پڑے ہوئے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے فون سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

" یس چیف "...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

" چارلی جہاں بھی ہو اس کی مجھ سے بات کراؤ۔ فوراً۔ ابھی اسی وقت "...... جیکسن نے خلاف معمول چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا ہو۔

" اسے مرنا ہو گا۔ ہر صورت میں مرنا ہو گا۔ یہ چیلنج ٹارگٹ ہے۔ چیلنج ٹارگٹ۔ اسے ہر صورت میں پورا ہونا ہے۔ ہر صورت میں "...... جیکسن نے ایک بار پھر میز پر مکا مارتے ہوئے چیخ کر کہا اور اسی وقت فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... اس نے چیخ کر کہا۔

" چارلی لائن پر ہے چیف "...... پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" کراؤ بات "...... جیکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"چارلی بول رہا ہوں چیف"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کہاں ہو تم اس وقت"...... جیکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہیں ونگٹن میں ہوں چیف۔ حکم"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ابھی اور اسی وقت مچلی کو لے کر میرے پاس آؤ۔ فوراً۔ ابھی اسی وقت"...... جیکسن نے ایک بار پھر چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر دیا۔

"یس چیف"...... پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تھامس کافرستان کے دارالحکومت کے شارنگ ہوٹل میں موجود ہے۔ اس کی مجھ سے بات کراؤ فوراً"...... جیکسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر ایک لحاظ سے پٹخ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی۔ اس میں سے ایک چھوٹی بوتل نکال کر اس نے اس کا ڈھکن کھولا اور بوتل کو منہ سے لگا لیا اور جب تک بوتل میں موجود شراب کا آخری قطرہ اس کے حلق میں نہیں چلا گیا اس نے بوتل نہ ہٹائی اور پھر بوتل خالی کر کے اس نے اسے سائیڈ پر پڑی ہوئی باسکٹ میں اچھال دیا اور میز پر پڑے ٹشو ڈبے سے ایک ٹشو کھینچ کر اس نے اس سے منہ صاف کر کے ٹشو کو بھی باسکٹ میں پھینک دیا۔

"مجھے اپنے آپ پر قابو رکھنا چاہئے۔ یہ وقتی ناکامی ہے۔ میں نے اسے بہرحال کامیابی میں بدلنا ہے"...... جیکسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر آہستہ آہستہ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی سختی نرمی میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جیکسن نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"کافرستان دارالحکومت میں تھامس لائن پر موجود ہے چیف"۔ دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... جیکسن نے کہا۔

"ہیلو چیف۔ میں تھامس بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد تھامس کی آواز سنائی دی۔

"جس خفیہ ہسپتال میں تم نے عمران کے خلاف کارروائی کی تھی اس کا پتہ کیا ہے"...... جیکسن نے پوچھا۔

"تاج پورہ علاقے میں ایک کالونی ہے۔ عظیم کالونی۔ اس کی کوٹھی نمبر سکسٹی۔ چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم نے کنفرمیشن کیسے کی تھی"...... جیکسن نے پوچھا۔

"وہاں کے ڈاکٹر افضل کو فون کر کے۔ انہوں نے بتایا تھا"۔ تھامس نے جواب دیا۔

"اس خفیہ ہسپتال کا فون نمبر کیا ہے"...... جیکسن نے پوچھا تو تھامس نے فون نمبر بتا دیا جو جیکسن نے سامنے رکھے ہوئے پیڈ پر

نوٹ کر لیا۔

"تم اب وہاں کیا کر رہے ہو"...... جیکسن نے پوچھا۔

"ویسے ہی سیر و تفریح کر رہا ہوں۔ آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں چیف"...... تھامس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں ڈاکٹر افضل نے جو کچھ بتایا تھا وہ غلط تھا۔ عمران ہلاک نہیں ہوا بلکہ اس کو تمہاری سازش کا پہلے سے علم ہو گیا تھا۔ اس نے تمہیں ڈاج دینے کے لئے ہسپتال کے مردہ خانے سے لاش منگوا کر بیڈ پر رکھوا دی تھی جب تم نے گولیاں ماری تھیں وہ عمران نہیں تھا بلکہ لاش تھی اور پھر عمران نے دانستہ تمہیں واپس جانے دیا۔ تاکہ ہم سب پوری طرح مطمئن رہیں اور وہ اس دوران صحت مند ہو کر ہسپتال سے باہر آجائے ورنہ اسے خطرہ تھا کہ اگر تم نے ناکامی کی رپورٹ دی یا تمہیں ہلاک کر دیا گیا تو پھر اس پر آئندہ بھی حملے ہوتے رہیں گے اور تمہارے بارے میں تو اسے علم ہو گیا تھا لیکن دوسروں کے بارے میں شاید معلوم نہ ہو سکے"...... جیکسن نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے یہ سب علم ہوا ہے چیف"...... تھامس کا لہجہ ایسے تھا جیسے اسے جیکسن کی باتوں پر یقین نہ آرہا ہو۔

"اسرائیل کے صدر صاحب کو میں نے تمہاری رپورٹ دے دی تھی۔ انہوں نے اس سلسلے میں اپنے ذرائع استعمال کئے اور ان ذرائع نے عمران اور اس کے کسی ساتھی جس کا نام ٹائیگر تھا ان کے

درمیان ہونے والی بات چیت ریکارڈ کر لی اور پھر یہ ٹیپ اسرائیل پہنچ گیا اور اسرائیل کے صدر نے یہ ٹیپ مجھے بھجوا دی۔ مجھے بھی تمہاری طرح یقین نہیں آیا تھا لیکن جب میں نے یہ ٹیپ سنی تو ساری بات سامنے آگئی۔ صدر صاحب نے البتہ یہ مہربانی فرمائی ہے کہ انہوں نے یہ مشن فارما کے پاس ہی رکھا ہے دوسری کسی ایجنسی کو نہیں دیا۔ اب یہ مشن میرے لئے چیلنج ہے اور عمران اب چیلنج ٹارگٹ ہے۔ چونکہ تم ان کی نظروں میں آچکے ہو۔ اس لئے تمہاری بجائے اب یہ مشن میں نے سپر ایجنٹس چارلی اور اس کی بیوی مچلی کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ تو اچھا ہوا ہے کہ تم فوری طور پر پاکیشیا سے نکل آئے ہو ورنہ وہ ٹائیگر کسی بھوت کی طرح تمہارا پیچھا نہ چھوڑتا"...... جیکسن نے کہا۔

"باس۔ آپ یہ مشن میرے ذمے لگا دیں۔ اب میں عمران کی لاش آپ کے سامنے لا کر رکھ دوں گا"...... تھامس نے کہا۔

"سوری تھامس۔ فوری طور پر ایسا ممکن نہیں ہے البتہ تم وہیں کافرستان میں ہی رہو۔ اگر ضرورت پڑی تو تمہیں حرکت میں لایا جا سکتا ہے۔ فی الحال یہ مشن چارلی اور مچلی مکمل کریں گے"۔ جیکسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد اس کی پرسنل سیکرٹری کی طرف سے چارلی اور مچلی کی آمد کی اطلاع مل گئی تو اس نے انہیں آفس میں ہی کال کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھلا اور

ایک لحیم شحیم جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ بھی اس کے جسم کی مناسبت سے چوڑا تھا اور اس کا ورزشی جسم کسی گینڈے کی طرح مضبوط نظر آ رہا تھا۔ اس نے آنکھوں پر عینک لگا رکھی تھی جبکہ اس کے پیچھے چھوٹے قدر اور خاصی دبلی پتلی جسم کی مالک ایک لڑکی اندر داخل ہوئی۔ ان دونوں کے درمیان بظاہر کوئی مناسبت نہ تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے گینڈے کے پیچھے کوئی معصوم سی مورنی ہو لیکن جیکسن جانتا تھا کہ دبلی پتلی مچلی کس قدر ذہین، تیز، پھرتیلی اور لڑائی بھڑائی میں کس قدر ماہر ہے جبکہ لحیم شحیم چارلی بھی خاصا پھرتیلا اور تیز آدمی تھا لیکن بہرحال وہ مچلی سے کم پھرتیلا تھا۔ ان دونوں کی شادی بظاہر بے جوڑ سی دکھائی دیتی تھی لیکن گذشتہ دس سالوں سے یہ شادی نہ صرف قائم تھی بلکہ دونوں بے حد خوش و خرم زندگی بسر کر رہے تھے البتہ ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی اور شاید انہیں اولاد کی کوئی خواہش بھی نہ تھی۔ وہ فارما کے سپر ایجنٹوں میں شامل تھے اور بے شمار کارنامے ان کے ناموں سے منسوب تھے۔

"آؤ بیٹھو"...... جیکسن نے انہیں دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"چیف شکر ہے آپ نے ہمیں کال تو کیا ورنہ ہمارا تو خیال تھا کہ ہم اب سپر ایجنسی چھوڑ کر کوئی کلب کھول لیں"...... چارلی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ میرا خیال تھا کہ کلب بزنس میں اب کوئی لمبا چوڑا فائدہ نہیں رہا۔ اس لئے میں اور چارلی دونوں کوئی سرکس بنا لیں جس

میں چارلی کرتب دکھایا کرے اور میں ڈانس کیا کروں"...... مچلی نے کہا تو جیکسن بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم سے یہ دونوں کام نہیں ہو سکتے۔ اس لئے تمہیں وہ کام دیا جا رہا ہے جو تم آج تک کرتے آئے ہو۔ کبھی پاکیشیا گئے ہو"۔ جیکسن نے کہا تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

" پاکیشیا۔ آپ کا مطلب ہے ایشیا کا ملک پاکیشیا"...... مچلی نے کہا۔

"ہاں وہی"...... جیکسن نے کہا۔

" ایک مشن کے دوران ہم کافرستان گئے تھے اور مشن مکمل ہو جانے کے بعد سیاحت کے لئے پاکیشیا گئے تھے۔ وہاں ہم نے ایک ہفتہ گزارا تھا۔ سیاحت کے لحاظ سے خاصا اچھا ملک ہے۔ کیا وہاں کا کوئی مشن ہے چیف"...... چارلی نے کہا۔

" یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہی کام اب تھامس کر رہا ہے"۔ جیکسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کون سا کام چیف"...... ان دونوں نے ایک بار پھر چونک کر کہا۔

"یہی مشن کی تکمیل کے بعد ہمسایہ ملک میں سیاحت۔ تم نے افرستان میں مشن مکمل کیا اور پاکیشیا جا کر سیاحت کی جبکہ تھامس نے بظاہر پاکیشیا میں مشن مکمل کیا اور اب وہ کافرستان میں سیاحت کر رہا ہے"...... جیکسن نے کہا۔

"بظاہر سے آپ کا کیا مطلب ہوا چیف"...... مجلی نے چونک کر پوچھا۔

"اسی مطلب کے لئے تو میں نے تمہیں کال کیا ہے۔ سنو۔ فارما کی عزت اور ساکھ داؤ پر لگ گئی ہے اور میں نے اب اس مشن کو چیلنج کے طور پر لیا ہے اور اس چیلنج مشن کا ایک ٹارگٹ ہے۔ ایک آدمی جو پاکیشیا کے ایک ہسپتال میں داخل ہے اور اسے وہاں سے ڈسچارج ہونے میں دو ہفتے اور لگیں گے اور اس مریض آدمی کی ہلاکت ہمارا ٹارگٹ ہے اور اس ٹارگٹ کو مکمل کرنے کے لئے تھامس کو پاکیشیا بھیجا گیا تھا۔ اس وقت تک اس ہسپتال کا بھی کسی کو علم نہ تھا کیونکہ اس ہسپتال کو ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے لیکن تھامس نے وہاں کے ایک گروپ کے ساتھ مل کر نہ صرف اس ہسپتال کو ٹریس کر لیا بلکہ اس نے ہسپتال کے اندر جا کر اس مریض کو گولیاں مار کر ہلاک بھی کر دیا اور پھر صحیح سلامت ہسپتال سے باہر بھی آ گیا اور فوری طور پر کافرستان پہنچ گیا۔ ہم بھی مطمئن تھے کہ مشن مکمل ہو گیا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ مشن مکمل نہیں ہوا بلکہ ہمیں بے حد خوبصورت انداز میں ڈاج دیا گیا ہے"۔ جیکسن نے کہا اور پھر اس نے اسرائیل کے صدر کی کال سے لے کر ٹیپ ریکارڈر سے نشر ہونے والی گفتگو کے بارے میں بھی ساری تفصیل بتا دی۔

"یہ آدمی کون ہے باس۔ جس کے لئے اسرائیل کے صدر اس قدر

پریشان ہیں"...... چارلی اور مجلی دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا نام عمران ہے اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ اس نے یہودیوں کی انتہائی طاقتور بین الاقوامی ایجنسی سارج کو مکمل طور پر ختم کر دیا ہے۔ پھر اس نے سارج ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیا۔ اس دوران وہ شدید زخمی ہو گیا اور اس کے ساتھی اسے اسی زخمی حالت میں پاکیشیا لے گئے اور اب وہ وہاں زیر علاج ہے۔ اب اسرائیل اور یہودیوں کی ایک مشترکہ لیبارٹری دنیا میں کہیں کام کر رہی ہے جس کا نام بلیک ہیڈ ہے وہاں ایک ایسا آلہ تیار کیا جا رہا ہے جس کی مدد سے پوری دنیا کو فتح کیا جا سکتا ہے اور یہ بات طے ہے کہ سب سے پہلے اس آلے کا تجربہ پاکیشیا پر ہی کیا جائے گا کیونکہ پاکیشیا اسرائیل کا دشمن نمبر ایک ہے۔ اس لئے جیسے ہی یہ عمران صحت یاب ہوا یہ بلیک ہیڈ کے خاتمے کے مشن پر نکل پڑے گا۔ اس لئے اسرائیل کے صدر اور پوری دنیا کے یہودی بڑوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس عمران کو بلیک ہیڈ کے خلاف نکلنے سے پہلے ہی ہلاک کر دیا جائے اور اسرائیل کے صدر نے یہ اہم ترین مشن فارما کے سپرد کیا۔ فارما نے تھامس کی ڈیوٹی لگائی جس کا نتیجہ میں نے تمہیں بتا دیا"...... جیکسن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"عمران کا نام تو میں نے بھی سنا ہوا ہے چیف۔ ہمیں خوشی ہے

کہ آپ نے ہمیں یہ مشن دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب اس عمران کی زندگی کے دن گنے جا چکے ہیں۔ یہ ہمارے ہاتھوں ہی ہلاک ہو گا"...... چارلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس کاغذ پر اس ہسپتال کا پتہ اور فون نمبر لکھ دیا ہے۔ تم نے پاکیشیا جانا ہے اور اس عمران کو ہلاک کر کے اس کی ہلاکت کی اس انداز میں تصدیق کرنی ہے کہ اسرائیل کے صدر کو بھی یقین آ جائے۔ اگر تمہیں ضرورت پڑے تو تم کافرستان میں موجود تھامس سے بھی مدد لے سکتے ہو"...... جیکسن نے کہا۔

"ہم اس پورے ہسپتال کو ہی میزائلوں سے اڑا دیں گے چیف"۔ چارلی نے کہا۔

"میں نے یہ بات اسرائیل کے صدر سے کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ تھامس کے مشن کے بعد عمران کو اس شعبے میں شفٹ کر دیا گیا ہے جو بم پروف ہے۔ اس لئے پورا ہسپتال تباہ ہو جانے کے باوجود عمران کو خراش بھی نہیں آئے گی اور دوسری بات یہ کہ اگر وہ ہلاک بھی ہو جائے تو اس کی لاش کے ٹکڑے تک نہ مل سکیں گے۔ اس لئے کسی کو اس بات پر یقین نہیں آئے گا کہ وہ واقعی ہلاک ہو چکا ہے۔ تم نے حتمی طور پر عمران کو ہلاک کرنا ہے اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے"...... جیکسن نے کہا اور سامنے پڑا ہوا کاغذ پیڈ سے علیحدہ کر کے اس نے چارلی کی طرف بڑھا دیا جس پر تاج پورہ کی عظیم کالونی کوٹھی نمبر سکسٹی کے ساتھ ساتھ وہاں کا فون نمبر بھی

درج تھا۔

"چیف۔ وہاں کوئی ایسا گروپ ہے جو ہمارے ساتھ تعاون کر سکے"...... مچلی نے کہا۔

"تھامس کی امداد پاکیشیا میں جس گروپ نے کی ہے اب تم نے اس گروپ سے رابطہ نہیں کرنا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہاں کی سیکرٹ سروس نے اسے ٹریس کر لیا ہو۔ تم نے ایک اور گروپ سے رابطہ کرنا ہے۔ اس گروپ کے چیف کا نام ولسن ہے۔ ولسن گریٹ لینڈ نژاد آدمی ہے۔ اس کے کلب کا نام وائٹ برڈ کلب ہے جو پاکیشیا کے دارالحکومت کا مشہور کلب ہے۔ ولسن اور اس کے گروپ کے پاکیشیا میں بہت لمبے ہاتھ ہیں۔ اس لئے وہ ہر طرح سے تمہاری مدد کرے گا۔ میں اسے تمہارے بارے میں بریف کر دوں گا"۔ جیکسن نے کہا۔

"یس چیف۔ تھامس کہاں ہے۔ شاید اس سے رابطہ کرنا پڑے"۔ چارلی نے کہا۔

"وہ کافرستان دارالحکومت کے ہوٹل شارنگ میں رہائش پذیر ہے اپنے اصل نام سے۔ لیکن کوشش کرنا کہ اس سے رابطہ کم سے کم ہو"۔ جیکسن نے کہا۔

"یس چیف۔ اب ہمیں اجازت"...... چارلی نے کہا اور چیف جیکسن کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی مچلی بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"وش یو گڈ لک۔ اور ایک بار پھر یہ بات ذہن نشین کر لو کہ یہ چیلنج ٹارگٹ ہے جسے تم نے ہر صورت میں ہٹ کرنا ہے"۔ جیکسن نے کہا۔

"یس چیف۔ ایسے ہی ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں" ...... یامنی اور مچلی دونوں نے کہا اور پھر وہ دونوں ہی سلام کر کے مڑے اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

ٹائیگر نے کار گولڈن کراس کلب کی پارکنگ میں روکی اور پھر پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ مین گیٹ سے کچھ فاصلے پر ہی تھا کہ مین گیٹ سے ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آیا اور مڑ کر پارکنگ کی طرف بڑھنے لگا لیکن سامنے ٹائیگر کو دیکھ کر وہ رک گیا۔ ٹائیگر کے چہرے پر بھی اسے دیکھ کر مسکراہٹ آ گئی تھی۔

"ہیلو ڈکسن۔ تم آج اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو۔ تمہیں تو کومبو کلب میں ہونا چاہئے تھا" .... ٹائیگر نے آگے بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تو تمہیں ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ میں کومبو کلب سے فارغ ہو گیا ہوں" .... ڈکسن نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

"فارغ۔ کیوں۔ کیا ہوا۔ کیا کومبو سے جھگڑا ہو گیا تھا تمہارا"۔

ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اس کی فرینڈ روڈی سے جھگڑا ہو گیا تھا اور تمہیں تو معلوم ہے کہ کومبو روڈی کی بات پر آنکھیں بند کر کے یقین کر لیتا ہے"...... ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ وہ لڑکی واقعی بے حد بد تمیز ہے۔ بہرحال اب کہاں ہو تم"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں اب یہاں ہوں اور اب ڈیوٹی ختم کر کے جا رہا ہوں۔ آؤ میں تمہیں کافی پلاؤں۔ تمہارے ساتھ ملاقات کافی دنوں بعد ہو رہی ہے"...... ڈکسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ میں تو ریوڈو سے ملنے آیا ہوں۔ پھر کبھی سہی"۔ ٹائیگر نے اسے ٹالتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ڈکسن کو زیادہ اور مسلسل بولنے کا مرض ہے اور اس نے ایک دو گھنٹوں سے پہلے اسے اٹھنے نہیں دینا۔

"ریوڈو تو اپنے آفس میں موجود نہیں ہے۔ وہ تو بلیک ڈاگ کے پاس گیا ہوا ہے۔ اس سے کسی نئے کلب کے بارے میں بات چیت کرنے۔ شاید وہ دونوں مل کر کوئی کلب کھول رہے ہیں"۔ ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بلیک ڈاگ کا کلب تو مضافاتی علاقے روناگ میں ہے شاید"۔ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"ہاں اور ریوڈو اب شاید کل ہی وہاں سے واپس آئے۔ تمہیں تو

معلوم ہے کہ بلیک ڈاگ کے پاس انتہائی خوبصورت لڑکیوں کا پور
گروپ ہے اور وہ اپنے مہمانوں کی دل کھول کر خاطر مدارت کر
ہے"...... ڈکسن نے ایک آنکھ دبا کر بات کرتے ہوئے کہا او
ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوکے۔ اچھا ہوا تم سے ملاقات ہو گئی ورنہ مجھے خواہ مخواہ اندر جا
کر سر کھپانا پڑتا۔ میں کل آجاؤں گا"...... ٹائیگر نے کہا اور واپس مڑ
گیا۔ ڈکسن بھی اس کے ساتھ تھا اور پھر پارکنگ کے پاس پہنچ کر
ڈکسن اجازت لے کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا جبکہ ٹائیگر اپنی کار کی
طرف اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار مضافاتی علاقے روناگ کی
طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ بلیک ڈاگ ایک سیاہ فام ایکریمی تھا۔
وہ جوانا جیسے ڈیل ڈول کا مالک تو نہ تھا لیکن اس سے کچھ زیادہ کم بھی
نہ تھا۔ اس نے روناگ میں بلیک ڈاگ نامی کلب کھولا ہوا تھا جہاں
منشیات عام ملتی تھیں اور چونکہ بلیک ڈاگ جس کا اصل نام میک
تھا کا تعلق منشیات سے ہی تھا اس لئے ٹائیگر کا تعلق اس سے خاصا کم
تھا البتہ یہ بات دوسری ہے کہ ٹائیگر دو تین بار بلیک ڈاگ کلب
میں بھی گیا تھا اور میک بھی اس سے ذاتی طور پر واقف تھا۔ ٹائیگر کو
معلوم تھا کہ بلیک ڈاگ بے حد مشتعل مزاج اور خاصا معروف لڑاکا
ہے۔ اس کے سامنے اچھے سے اچھا لڑاکا بھی چند منٹ سے زیادہ کھڑا
نہیں رہ سکتا تھا لیکن ٹائیگر کو کبھی اس کی پرواہ نہ رہی تھی۔ انڈر
ورلڈ میں اس کا نام ان معاملات میں کافی معروف تھا اور ٹائیگر نے

کئی ایسی فائٹس کی تھیں کہ لوگ اس کے سامنے آنے سے بھی
کتراتے تھے ۔یہی باتیں سوچتا ہوا وہ آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر تقریباً
ڈیڑھ گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ روناگ پہنچ گیا جہاں
بلیک ڈاگ کلب کی تین منزلہ عمارت دور سے ہی نظر آجاتی تھی۔
بلیک ڈاگ کلب چونکہ جرائم پیشہ افراد اور منشیات کا گڑھ سمجھا جاتا
تھا اس لئے کوئی شریف آدمی ادھر کا رخ نہیں کرتا تھا البتہ جرائم
پیشہ افراد کے لئے یہ کسی جنت سے کم نہ تھا۔ کیونکہ پولیس یہاں
مداخلت نہیں کرتی تھی۔ بلیک ڈاگ کی اپروچ چونکہ پولیس کے
اعلیٰ ترین آفیسرز تک تھی اس لئے یہاں کچھ بھی ہوتا رہے پولیس
سرے سے مداخلت ہی نہ کرتی تھی اور ویسے بھی یہاں جو کچھ بھی ہوتا
تھا۔ اسے یہ لوگ خود ہی کور کر لیا کرتے تھے ۔لڑائی جھگڑے میں
مرنے والوں کی لاشیں ہمیشہ کے لئے غائب کر دی جاتی تھیں۔ اس
لئے یہاں عام طور پر لڑائی جھگڑا ہوتا ہی نہ تھا۔ ٹائیگر نے کار
پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور تیز تیز قدم
اٹھاتا ہوا وہ مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔یہاں چونکہ کار چوری کا
کوئی تصور ہی نہ تھا اس لئے یہاں پارکنگ کارڈ یا پارکنگ بوائے کا
سرے سے وجود ہی نہ تھا۔ مین گیٹ میں داخل ہو کر وہ ایک لمحے کے
لئے رک گیا کیونکہ وسیع و عریض ہال دھوئیں سے بھرا ہوا تھا اور
منشیات کی بو سے پورا ہال اس طرح بھرا ہوا تھا جیسے یہاں باقاعدہ
منشیات کا سپرے کیا گیا ہو۔ ہال میں اتنا شور تھا کہ یہ ہال مچھلی

منڈی لگ رہا تھا جہاں ہر طرف شور ہوتا ہے ۔چند لمحوں بعد جب
ٹائیگر کی آنکھیں کچھ دیکھنے کے قابل ہوئیں تو اسے دور ایک کونے
میں بڑا سا کاؤنٹر نظر آگیا۔ کاؤنٹر کے پیچھے چار قوی ہیکل آدمی موجود
تھے جن میں سے ایک آدمی فون کرنے میں مصروف تھا۔ دو سروس
دے رہے تھے جبکہ ایک آدمی جس نے سرخ رنگ کی ہاف آستین کی
شرٹ اور جینز کی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اور
دونوں پیر پھیلائے اس طرح کھڑا تھا جیسے کسی فلم کے لئے باقاعدہ
پوز دے رہا ہو۔ ٹائیگر اسے دیکھتے ہی پہچان گیا وہ انڈر ورلڈ کا
معروف بدمعاش اور لڑاکا مائٹی تھا۔ مائٹی کے بارے میں کہا جاتا تھا
کہ اس کا جسم گوشت پوست کی بجائے فولاد سے بنا ہوا ہے اور اس
کے اندر خون کی بجائے پارہ دوڑتا رہتا تھا۔ ٹائیگر مائٹی کو بہت اچھی
طرح سے جانتا تھا اور کئی بار اس سے اس کی فائٹ ہوتے ہوتے رہ
گئی تھی۔ مائٹی بھی ٹائیگر کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس لئے جیسے ہی
ہال میں پھیلے ہوئے دھوئیں میں سے نکل کر ٹائیگر کاؤنٹر کے قریب
پہنچا تو مائٹی اسے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر
حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور اس نے سینے پر بندھے ہوئے ہاتھ نیچے
کر لئے۔

" تم اور یہاں "...... مائٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس
کی آواز میں کرختگی کا عنصر نمایاں تھا۔

" میں نے ریوڈو سے ملنا ہے اور وہ یہاں ہے "...... ٹائیگر نے

س کی آواز کی سختی کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ وہ باس سے مذاکرات میں مصروف ہے اس لئے نہیں ل سکتا۔ تم جا سکتے ہو۔ شکل گم کرو"...... مائٹی کا لہجہ اس بار خاصا سخت تھا۔

"تم اس تک میرا نام پہنچا دو اگر وہ انکار کرے گا تو میں چلا جاؤں گا"...... ٹائیگر نے صلح کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جب میں نے کہہ دیا ہے کہ نہیں مل سکتا تو پھر نہیں مل سکتا اور جب میں نے کہا ہے کہ شکل گم کرو تو پھر واقعی شکل گم ہو جانی چاہئے۔ ایک منٹ دے رہا ہوں یا تو شکل گم کر دو یا پھر تمہاری شکل ہمیشہ کے لئے گم کر دی جائے گی۔ گٹ آؤٹ"...... مائٹی نے چیخ کر کہا تو ہال میں موجود شور یکلخت تھم سا گیا۔

"دیکھو اس چوہے کو۔ کیسے اپنی دم پر کھڑا ناچ رہا ہے"۔ ٹائیگر نے ہال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو کچھ لوگوں کے ہنسنے کی آواز سنائی دی تو مائٹی کا چہرہ یکلخت مسخ سا ہو گیا۔ وہ تیزی سے کاؤنٹر سے باہر آ گیا۔

"تم نے مجھے چوہا کہا۔ مجھے۔ مائٹی کو"...... مائٹی نے پہلے سے زیادہ اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔

"ہال میں موجود سب لوگ سن لیں کہ میں یہاں صرف ریوڈو سے ملنے آیا ہوں لیکن یہ چوہا نہیں بلکہ چوہے کا بچہ کسے روک رہا ہے۔ ٹائیگر کو اور اب اس کا جو انجام ہو گا وہ تم سب کو ہمیشہ یاد رہے

گا"...... ٹائیگر نے مائٹی سے بھی زیادہ اونچی آواز میں کہا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ مائٹی اس سے لڑ کر یہاں اپنی دھاک بٹھانا چاہتا ہے۔ کیونکہ یہاں بھی انڈر ورلڈ کے لوگ بھرے ہوئے تھے اور ان میں سے اکثریت اسے اچھی طرح پہچانتی تھی اور پھر ٹائیگر کا فقرہ جیسے ہی ختم ہوا مائٹی نے بجلی کی سی تیزی سے اس پر چھلانگ لگا دی لیکن ٹائیگر کسی چکنی مچھلی کی طرح یکلخت ایک طرف پھسل گیا اور مائٹی اپنے ہی زور میں تیزی سے آگے بڑھا ہی تھا کہ ٹائیگر کی لات حرکت میں آئی اور مائٹی اچھل کر سامنے ایک میز سے ٹکرایا لیکن میز سے ٹکراتے ہی وہ پارے کی طرح تڑپا اور دوسرے لمحے ٹائیگر اچھل کر عقبی دیوار سے ایک دھماکے سے پشت کے بل جا ٹکرایا۔ مائٹی واقعی نہ صرف لڑنا جانتا تھا بلکہ اس کے جسم میں واقعی خون کی جگہ پارہ دوڑ رہا تھا۔ ٹائیگر دیوار سے ٹکرا کر آگے کی طرف جھکا تو مائٹی کی دونوں ٹانگیں یکلخت بندوق سے نکلی ہوئی گولیوں کی طرح اس کے سینے کی طرف بڑھیں لیکن اس سے پہلے کہ اس کی دونوں ٹانگیں ٹائیگر کے سینے کو پچکا دیتیں۔ ٹائیگر کا ایک بازو گھوما اور اس کے ساتھ ہی ہال مائٹی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ مائٹی کی اپنی پھرتی اور تیزی اس کے خلاف گئی تھی۔ اس نے ٹائیگر کو ختم کرنے کے لئے اچھل کر دونوں پیر جوڑ کر پوری قوت سے ضرب لگانے کی کوشش کی تھی لیکن ٹائیگر نے اس کی جڑی ہوئی ٹانگوں پر ہاتھ کی زوردار ضرب لگائی تو تیزی سے آگے کی طرف بڑھتا ہوا اس کا جسم یکلخت ہاتھ کی

رب سے گھوم گیا اور اس کی ٹانگوں کا رخ دوسری طرف ہو گیا البتہ
س کا سر پوری قوت سے عقبی دیوار سے جا ٹکرایا اور مائٹی چیختا ہوا
یچے فرش پر جا گرا۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش شروع کر
ی۔ ٹائیگر بڑے اطمینان سے کھڑا اسے اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے
بچے کوئی دلچسپ تماشہ دیکھتے ہیں۔ ہال پر سکوت طاری تھا۔ چند لمحوں
عد ہی مائٹی اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ ٹائیگر کا جسم تیزی سے حرکت
یں آیا۔ اس نے مائٹی کا بازو پکڑا اور اس کے ساتھ ہی وہ کسی لٹو کی
طرح تیزی سے گھوم گیا اور ایک بار پھر ہال مائٹی کے حلق سے نکلنے
والی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کا چہرہ اور فرنٹ جسم ایک دھماکے سے
یک بار پھر دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا وہ بازو
بھی کندھے سے اتر گیا تھا جسے پکڑ کر ٹائیگر نے اسے گھمایا تھا۔ کٹاک
ی آواز اور مائٹی کی چیخ سنتے ہی ٹائیگر نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ مائٹی
ایک بار پھر گھوما۔ اس کا چہرہ لہولہان ہو رہا تھا لیکن واقعی وہ طاقتور
اعصاب کا مالک تھا۔ اس نے گھوم کر ٹائیگر پر دوسرے ہاتھ کی ضرب
لگانے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے اس کا دوسرا
ہاتھ اپنے جسم کے قریب آتے ہوئے پکڑا اور ایک بار پھر وہ تیز رفتار
لٹو کی طرح گھوم گیا اور ایک بار پھر کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی مائٹی
کے حلق سے کربناک چیخ نکلی اور وہ دھماکے سے پشت کے بل دیوار
سے ٹکرایا۔ ٹائیگر نے اس کا بازو چھوڑا تو اس کا یہ بازو بھی لٹک گیا
جبکہ پہلا بازو پہلے ہی لٹک رہا تھا جبکہ اس قدر ضرب کے باوجود مائٹی

اپنے پیروں پر ہی کھڑا تھا۔ اس نے اچھل کر سیدھا ہونے کی کوشش
کی لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر کا اوپر والا جسم یکلخت گھوما اور اس کے
ساتھ ہی مائٹی چیختا ہوا دھڑام سے نیچے فرش پر جا گرا۔ اس کی پنڈلی کی
ہڈی ٹوٹ گئی تھی جبکہ ٹائیگر اچھل کر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"اب بتاؤ۔ کیا حال ہے تمہارا۔ اب اٹھ کر ناچو اپنی دم پر اور
ابھی میں نے بلیک ڈاگ کی وجہ سے تمہیں زندہ چھوڑ دیا ہے ورنہ
مجھے اتنی بھی اٹھک بیٹھک نہ کرنی پڑتی"...... ٹائیگر نے منہ بناتے
ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی ٹائیگر کی بات کا جواب دیتا۔
اچانک سائیڈ راہداری سے دھم دھم کی آوازیں سنائی دیں اور چند
لمحوں بعد لحیم شحیم بلیک ڈاگ دوڑتا ہوا ہال میں داخل ہوا۔ اس کے
پیچھے ایک اور آدمی تھا جو درمیانے قد لیکن گینڈے جیسے جسم کا مالک
تھا۔ ٹائیگر انہیں دیکھ کر مسکرا دیا۔ وہ انہیں پہچانتا تھا۔ آگے والا
لحیم شحیم آدمی بلیک ڈاگ تھا جبکہ اس کے عقب میں آنے والا ریوڈو
تھا۔ انہیں یقیناً کسی نے ٹائیگر اور مائٹی کے درمیان ہونے والی اس
لڑائی کے بارے میں بتا دیا تھا۔ بلیک ڈاگ فرش پر پڑے تڑپتے
ہوئے مائٹی کے قریب آ کر رک گیا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت
تھی۔

"تم کون ہو۔ مائٹی کا یہ حشر تم نے کیا ہے۔ اوہ۔ تم ٹائیگر ہو
شاید"...... بلیک ڈاگ بات کرتے کرتے چونک پڑا تھا۔

"ہاں۔ میرا نام ٹائیگر ہے اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں

ٹائیگر ہوں لیکن تم نے اپنے اس چوہے کو ضرورت سے کچھ زیادہ ہی اہمیت دے رکھی تھی۔ میں یہاں ریوڈو سے ملنے آیا تھا۔ مائٹی سے میں نے کہا تو اس نے مجھ پر رعب ڈالنا شروع کر دیا اور ابھی میں نے تمہارا لحاظ کیا ہے ورنہ تمہارا یہ مائٹی پلک جھپکنے میں اپنے جسم کی تمام ہڈیاں تڑوا کر ختم ہو چکا ہوتا"...... ٹائیگر نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ مائٹی تم سے مار کھا گیا۔ حیرت ہے کیا کیا ہے تم نے اس کے ساتھ "...... بلیک ڈاگ نے پہلے کی طرح ایک بار پھر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دونوں بازو کندھوں سے اکھاڑ دیئے ہیں۔ ایک پنڈلی کی ہڈی توڑی ہے اور بس "...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری سٹرینج۔ یہ تو ناقابل تسخیر تھا۔ آج تک کوئی اسے انگلی نہیں لگا سکا تھا۔ ویری سٹرینج۔ تم واقعی بہادر آدمی ہو۔ اس لئے میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ بھاگ جاؤ یہاں سے اور اپنے زندہ بچ جانے پر مٹھائیاں بانٹو۔ جاؤ"...... بلیک ڈاگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا تم سے کوئی جھگڑا نہیں ہے بلیک ڈاگ۔ یہ تمہارا پالتو کتا مائٹی بھی اپنی حماقت سے اس حالت کو پہنچا ہے۔ میں ریوڈو سے ملنے آیا ہوں۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو تم اسے بھی میرے ساتھ بھیج دو یا پھر ہم دونوں کو ملاقات کا موقع دو اور سنو۔ ابھی تم نے جو الفاظ منہ سے نکالے ہیں وہ دوبارہ نہ نکالنا۔ ورنہ تمہارا حشر اس مائٹی سے

بھی زیادہ عبرت ناک ہو گا۔ سنا تم نے "...... ٹائیگر نے بھی غراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک ڈاگ کے چہرے پر ایک بار پھر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید آج تک اس کے سامنے کسی نے اس انداز میں اور اس لہجے میں بات ہی نہ کی تھی۔

"تم مجھ سے ملنے آئے ہو۔ ٹھیک ہے۔ آؤ ہم باہر چلتے ہیں اور سنو بلیک ڈاگ۔ یہ واقعی ٹائیگر ہے انڈر ورلڈ میں اس کا نام سب جانتے ہیں لیکن اس کا ریکارڈ ہے کہ یہ خود کسی سے جھگڑا نہیں کرتا۔ اس لئے جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں باہر جا کر اس سے مل لیتا ہوں پھر میں واپس آ جاؤں گا۔ آؤ ٹائیگر"...... ریوڈو نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ٹائیگر کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا تو ٹائیگر اس کے پیچھے چلتا ہوا مین گیٹ سے باہر آ گیا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ تم مجھ سے کس سلسلے میں ملنے آئے ہو"۔ ریوڈو نے باہر آتے ہی رکتے ہوئے کہا۔

"میری کار میں چلو۔ وہاں بیٹھ کر بات کرو۔ ایک بہت بڑا سودا ہے۔ پچاس لاکھ ڈالر کا اور تمہارے علاوہ اور کوئی اس کام کو مکمل نہیں کر سکتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"پچاس لاکھ ڈالر کا سودا۔ اوہ۔ اوہ کیا معاملہ ہے۔ جلدی بتاؤ"۔ ٹائیگر کی توقع کے عین مطابق ریوڈو نے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بھی پہلے سے یکسر بدل گیا تھا۔

"تم آؤ تو سہی۔ ایسے موقعے بار بار نہیں آیا کرتے۔ آؤ صرف چند

منٹ لگیں گے اور پچیس لاکھ ڈالر کا گارنٹیڈ چیک ابھی مل سکتا ہے۔
باقی پچیس لاکھ ڈالر کا چیک سودے کی تکمیل کے بعد"...... ٹائیگر
نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریوڈو کے چہرے پر جیسے روشنی پھیل
گئی۔ ٹائیگر جانتا تھا کہ پچاس لاکھ ڈالر اس ریوڈو کے لئے بہت بڑی
رقم تھی اور پھر وہ دونوں پارکنگ میں موجود کار تک پہنچ گئے۔

"بیٹھو"...... ٹائیگر نے اس کے لئے کار کا عقبی دروازہ کھولتے
ہوئے کہا اور ریوڈو اپنے بھاری جسم سمیت جیسے ہی مڑ کر اندر بیٹھنے
لگا ٹائیگر کا دوسرا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور مشین
پسٹل کا دستہ پوری قوت سے کار میں بیٹھتے ہوئے ریوڈو کے سر پر پڑا
اور وہ ہلکی سی چیخ مار کر اوندھے منہ سیٹ پر گرا اور پھر پلٹ کر
دونوں سیٹوں کے درمیان گر کر ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر کو اس کی
جسامت اور سخت جانی کا پوری طرح علم تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا
کہ یہاں کسی بھی وقت کوئی آسکتا ہے۔ اس لئے اس نے پہلی ضرب
ہی اس قدر بھرپور اور طاقت سے لگائی تھی کہ ایک ہی ضرب کافی
ثابت ہوئی تھی۔ ٹائیگر نے تیزی سے آگے بڑھ کر ڈرائیونگ سیٹ کا
دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔ اسے اس بات کی تسلی تھی کہ یہاں
پارکنگ بوائے نہ تھا اس لئے کسی نے اسے یہ حرکت کرتے نہ دیکھا
تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر تیزی سے مڑی
اور پھر دوڑتی ہوئی دارالحکومت کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اسے معلوم
تھا کہ ریوڈو خاصا سخت جان آدمی ہے۔ اس لئے وہ دارالحکومت پہنچنے

سے پہلے ہی ہوش میں آجائے گا۔ اس لئے وہ راستے میں ہی اس سے
پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا اور پھر اسے کچھ فاصلے پر ایک کھنڈر نما عمارت
نظر آگئی۔ عمارت کے باہر ایک بڑا سا بورڈ بھی موجود تھا۔ ٹائیگر نے
کار کا رخ موڑا اور چند لمحوں بعد وہ اس عمارت کی سائیڈ پر پہنچ گیا۔
عمارت شاید آثار قدیمہ کی تحویل میں تھی اور خاصی وسیع و عریض
تھی۔ شاید کوئی پرانا مقبرہ تھا۔ اس نے کار کی سائیڈ سیٹ اٹھا کر
نیچے باکس میں موجود ٹارچ اور رسی کا بنڈل نکالا اور پھر ٹارچ لے کر
وہ کار سے اترا اور اس نے ٹارچ جلا کر عمارت کا جائزہ لینا شروع کر
دیا۔ یہ واقعی کوئی پرانا مقبرہ تھا جس کی چھت سلامت تھی۔ ٹائیگر
واپس مڑا اور پھر اس نے کار کا عقبی دروازہ کھول کر ریوڈو کو کھینچ کر
باہر نکالا اور پھر کاندھے پر ڈال کر اس کمرے میں لے آیا۔ پھر فرش پر
لٹا کر اس نے اسے منہ کے بل کیا اور اس کے دونوں ہاتھ اس کے
عقب میں رسی سے باندھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے رسی کی مدد سے
اس کے دونوں پیر بھی ایک دوسرے سے کراس کر کے باندھ دیئے۔
جلتی ہوئی ٹارچ کو وہ اس انداز میں رکھ چکا تھا کہ روشنی ان دونوں پر
پڑ رہی تھی۔ ریوڈو کو اس نے دیوار کے ساتھ پشت لگا کر بٹھا دیا اور
پھر ایک ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے
چہرے پر زوردار تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چوتھے یا پانچویں تھپڑ پر
ریوڈو چیختا ہوا ہوش میں آگیا۔ اس نے ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی
کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ سکنے میں

کامیاب نہ ہو سکا۔ ٹائیگر جانتا تھا کہ ریوڈو سخت جان جرائم پیشہ آدمی ہے ۔اس لئے وہ ڈاکٹر افضل کی طرح آسانی سے زبان نہ کھولے گا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تیز دھار باریک سا خنجر نکال لیا۔

" تم۔ تم ٹائیگر۔ یہ سب کیا ہے ۔کیا مطلب"...... ریوڈو نے ٹارچ کی روشنی میں سامنے کھڑے ٹائیگر کو دیکھ کر کہا۔

" تم نے ہسپتال میں عمران صاحب کو ہلاک کرانے کی سازش نک کے ساتھ مل کر کی اور تھامس عمران صاحب کو ہلاک کر دینے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ بتاؤ کہ تھامس اب کہاں ہے اور تم نے کس کے کہنے پر یہ کام کرایا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

" یہ سب غلط ہے ۔میں نے تو ایسی کوئی سازش نہیں کی"۔ ریوڈو نے جواب دیا۔

" اوکے ۔ پھر بھگتو"...... ٹائیگر نے جھکتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے مقبرے کا وہ کمرہ ریوڈو کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا لیکن ابھی چیخ کی بازگشت موجود تھی کہ ٹائیگر کا ہاتھ ایک بار پھر گھوما اور کمرہ ایک بار پھر ریوڈو کی چیخ سے گونج اٹھا۔

" اب تم خود ہی سب کچھ بتا دوگے"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر خنجر کو ریوڈو کے لباس سے صاف کیا۔

" یہ۔ یہ تم نے کیا کیا ہے ۔ یہ۔ یہ"...... ریوڈو نے کراہتے ہوئے کہا۔

" ابھی تو کچھ بھی نہیں کیا"...... ٹائیگر نے خنجر کو واپس جیب

میں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مڑی ہوئی انگلی کا ہک ریوڈو کی پیشانی پر ابھری ہوئی رگ پر مار دیا اور ریوڈو کا چہرہ یکلخت مسخ ہو گیا۔ اس کا جسم بندھا ہونے کے باوجود بری طرح پھڑکنے لگا۔

" بولو کہاں ہے تھامس۔ بولو"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

" م۔ م۔ مجھے نہیں معلوم۔ مجھے نہیں معلوم"...... ریوڈو نے رک رک کر کہا لیکن ٹائیگر نے جھک کر اس کی پیشانی پر ایک بار پھر مڑی ہوئی انگلی کا ہک مار دیا اور اس بار ریوڈو کے حلق سے تیز چیخ نکلی اور اس کا پورا چہرہ پسینے میں ڈوب گیا۔ آنکھیں ابل کر باہر کو نکل آئی تھیں اور پورا جسم کانپنے لگ گیا تھا۔

" بولو کہاں ہے تھامس۔ بولو"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

" وہ۔ وہ کافرستان چلا گیا ہے ۔چارٹرڈ طیارے سے کافرستان چلا گیا ہے "...... ریوڈو نے رک رک کر کہا لیکن اس کے بولنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اب لاشعوری طور پر بول رہا ہے ۔

" اس وقت کہاں ہے وہ۔ بولو"...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

" شارنگ ہوٹل میں۔ وہ وہاں ٹھہر کر کئی دن تفریح کرے گا"...... ریوڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے کس کے کہنے پر یہ کام کیا ہے ۔ بولو"...... ٹائیگر نے

غراتے ہوئے کہا۔

"فارما۔ فارما۔ ایکریمین فارما کے چیف جیکسن نے یہ کام دیا تھا۔
وہ میرا دوست رہا ہے۔ بہت بڑی اور طاقتور یہودی تنظیم ہے فارما۔
اسرائیل کا صدر بھی فارما سے اپنے کام کراتا ہے"...... ریوڈو جب
بولنے پر آیا تو خود ہی بولتا چلا گیا۔

"تم بھی یہودی ہو"...... ٹائیگر نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"ہاں۔ مگر میں نے یہاں سب سے یہ بات چھپائی ہوئی ہے"۔
ریوڈو نے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر آگے بڑھ
کر اس نے پسٹل کی نال ریوڈو کی پیشانی پر رکھ کر ٹریگر دبا دیا اور
ریوڈو کی کھوپڑی سینکڑوں حصوں میں تقسیم ہو گئی اور دھماکہ بھی
زیادہ گونج دار نہ تھا۔ ٹائیگر نے مشین پسٹل واپس جیب میں ڈالا اور
جھک کر ریوڈو کی رسیاں کھول دیں اور پھر رسی کا بنڈل بنا کر اس
نے ٹارچ اٹھائی اور چند لمحوں بعد وہ اپنی کار میں بیٹھا دارالحکومت کی
طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ گو اسے معلوم تھا کہ بلیک ڈاگ کلب میں
موجود تمام افراد نے اسے ریوڈو کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تھا اور
خود بلیک ڈاگ نے بھی۔ اس لئے جب اس کی لاش اس انداز میں
ملے گی تو سب سمجھ جائیں گے کہ ریوڈو کو ٹائیگر نے ہی ہلاک کیا ہے
لیکن اسے انڈر ورلڈ کے اس اصول کا بھی بخوبی علم تھا کہ ایسے
معاملات میں کوئی بھی پولیس کو اس بارے میں کچھ نہیں بتائے گا۔
باقی رہے ریوڈو کے کلب کے لوگ تو وہ کلب اور ریوڈو کے بزنس پر

قبضہ کرنا زیادہ بہتر سمجھیں گے۔ زیر زمین دنیا ایسی باتوں پر کوئی
توجہ نہیں دیا کرتی۔ وہ مستقبل کو دیکھتے ہیں اور بس لیکن اب وہ
سوچ رہا تھا کہ تھامس کی تلاش میں کافرستان جائے یا نہیں۔ پھر اس
نے فیصلہ کیا کہ پہلے وہ عمران صاحب کو تفصیلی رپورٹ دے گا۔
اس کے بعد آئندہ کے کسی اقدام کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔
ویسے اسے اطمینان تھا کہ اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل کے سامنے
جو دعویٰ کیا تھا کہ وہ صبح ہونے سے پہلے تھامس کو تلاش کر لے گا تو
ایک لحاظ سے اس نے دعویٰ کو سچا کر دکھایا تھا۔

عظیم کالونی کی ایک چھوٹی سی کوٹھی کے ایک کمرے میں اس وقت مچلی اور چارلی دونوں موجود تھے۔ انہیں پاکیشیا پہنچے ہوئے آج دوسرا دن تھا۔ چونکہ طویل پرواز نے انہیں تھکا دیا تھا اس لئے پہلے روز تو وہ صرف آرام ہی کرتے رہے۔ یہ کوٹھی انہوں نے وائٹ برڈ کلب کے مالک اور جنرل مینجر ولسن کے ذریعے حاصل کی تھی اور اسے خاص طور پر یہ کہہ کر لی تھی کہ وہ ان کے لئے عظیم کالونی میں کوئی کوٹھی تلاش کرے چاہے وہ کتنی ہی چھوٹی یا مہنگی ہی کیوں نہ ہو۔ پھر جب وہ پاکیشیا پہنچے تو ایئرپورٹ پر ولسن کا ایک آدمی ان کے استقبال کے لئے موجود تھا جو انہیں اس کوٹھی میں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ یہاں ایک نئے ماڈل کی کار بھی موجود تھی اور ایک ملازم بھی موجود تھا جس کا نام گرزی تھا۔ گرزی درمیانی عمر کا چست اور فرمانبردار ٹائپ کا آدمی لگتا تھا اور جو آدمی انہیں یہاں چھوڑ گیا تھا اس

نے خاص طور پر ان سے کہا تھا کہ وہ گرزی پر مکمل اعتماد کر سکتے ہیں۔ آج ناشتے کے بعد جب گرزی برتن اٹھا کر لے گیا تو مچلی نے اصل مشن کے بارے میں بات چھیڑ دی۔

" کوئی پلاننگ بھی کی ہے یا نہیں "...... مچلی نے کہا۔

" تم ایسا کرو کہ جا کر اس ہسپتال کا حدود اربعہ وغیرہ اور اندر جانے کے ممکنہ راستوں کو چیک کرو اور اس کے ساتھ ساتھ مشن مکمل کرنے کے جو ذرائع بھی تمہاری سمجھ میں آئیں وہ بھی سامنے لے آؤ۔ میں اس دوران ولسن سے مل کر مخصوص مارکیٹ سے ضروری اسلحہ وغیرہ خرید لاتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آج رات اس مشن کو بہرحال مکمل کر لیا جائے "...... چارلی نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ مشن کی تمام پلاننگ میں کروں اور تم اس پر عمل کرو گے "...... مچلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے تمہاری پلاننگ ہی آج تک کامیاب رہی ہے۔ ہمارے تمام مشنز کی کامیابی کی بنیادی اہمیت تو تمہاری پلاننگ ہی رہی ہے اور چیف کے ساتھ ساتھ سب کو اس کا بخوبی علم ہے"۔ چارلی نے بڑے کھلے دل سے مچلی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

" شکریہ۔ تم جیسے شوہر تو قسمت والی لڑکیوں کو ملتے ہیں ورنہ شوہر تو بیوی کو احمق دیکھنا چاہتے ہیں"...... مچلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ایسے شوہر زندگی کے ہر میدان میں ناکام بھی تو رہتے ہیں۔ جو

حقیقت ہے اسے بہرحال تسلیم کرنا چاہئے"...... چارلی نے کہا۔

" اوکے ۔ تم جاؤ اور اپنا کام کرکے واپس آؤ۔ میں اس دوران ہسپتال کا چکر لگاآؤں۔ مجھے یقین ہے کہ میں کسی نہ کسی بہانے اندر بھی ہوآؤں گی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ان پسماندہ ایشیائی ملکوں میں غیرملکیوں کو بڑی عزت و تکریم دی جاتی ہے"...... مجلی نے کہا اور چارلی نے اثبات میں سر ہلادیا۔

" کار تو ایک ہے مجلی۔ میں لے جاؤں گا۔ تم کیا کرو گی"۔ چارلی نے یکلخت ایک خیال کے آتے ہی چونک کر پوچھا۔

" ولسن کو فون کرکے دوسری کار منگوالو۔ میں اس کار میں جاؤں گی۔ یہ میرا پسندیدہ ماڈل ہے"...... مجلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن ہسپتال تو اسی کالونی میں ہے۔ تم وہاں تک پیدل بھی جا سکتی ہو"...... چارلی نے کہا۔

" احمقوں جیسی باتیں مت کیا کرو۔ جب بھی تم ایسی بات کرتے ہو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں خود احمق ہوں کہ تم جیسے احمق سے شادی کر لی اور تم خود جانتے ہو کہ میں احمق نہیں ہوں۔ میں پیدل وہاں دھکے کھاتے ہوئے پہنچوں گی تو کون میری بات سنے گا"۔ مجلی نے غصیلے اور برہم لہجے میں کہا۔

" ارے ۔ارے ۔اس میں ناراض ہونے والی کون سی بات ہے ٹھیک ہے میں ابھی منگوالیتا ہوں کار"...... چارلی نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ واقعی یا تو مجلی سے بے حد محبت کرتا تھا یا پھر اس کا

ذہن اور دل اس معاملے میں بہت بڑا تھا ورنہ ایسی باتیں سن کر عام انسان کو بھی کسی نہ کسی حد تک غصہ تو بہرحال آ ہی جاتا ہے۔

" تھینک یو۔ بس یہی تمہاری خوبی ہے کہ تم میری بات جلدی سمجھ جاتے ہو"...... مجلی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور چارلی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" وائٹ برڈ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

" ولسن سے بات کراؤ۔ میں چارلی بول رہا ہوں"...... چارلی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہولڈ کریں جناب"...... دوسری طرف سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" ہیلو۔ ولسن بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد ولسن کی بھاری اور گھمبیر سی آواز سنائی دی۔

"چارلی بول رہا ہوں"...... چارلی نے کہا۔

" یس سر۔ حکم"...... دوسری طرف سے ولسن کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

" ہمیں فوری طور پر ایک اور کار چاہئے"...... چارلی نے کہا۔

" یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ میں ابھی بھجوا دیتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اور تم آفس میں ہی ہو ناں۔ میں آ رہا ہوں تمہارے پاس"۔

چارلی نے کہا۔

" یس سر۔ میں ایک گھنٹے تک آفس میں ہوں۔ ایک گھنٹے بعد مجھے انڈر ورلڈ کی ایک خصوصی میٹنگ میں شریک ہونا ہے۔ انڈر ورلڈ کا ایک اہم آدمی ریوڈو ہلاک ہو گیا ہے۔ اس سلسلے میں میٹنگ ہے"۔ ولسن نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ میں تھوڑی دیر میں پہنچ رہا ہوں۔ تم کار جلدی بھجوا دو"...... چارلی نے کہا۔

" اوکے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی چارلی نے بھی اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد ملازم گرزی اندر داخل ہوا اور اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

" گرزی۔ میں نے ولسن سے کہا ہے۔ وہ دوسری کار یہاں بھجوا رہا ہے۔ میں نے اس کار میں کلب جانا ہے۔ اس لئے جیسے ہی کار آئے تم نے مجھے اطلاع دینی ہے"...... چارلی نے کہا۔

" یس سر"...... گرزی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

" یہ ولسن کس ریوڈو کی بات کر رہا تھا"...... گرزی کے جانے کے بعد مچلی نے کہا کیونکہ ان دونوں کے درمیان یہ بات طے تھی کہ دونوں کی موجودگی میں جو بھی فون کال آئے گی وہ دونوں ہی سنیں گے۔ اس لئے چارلی نے نمبر پریس کرنے کے بعد آخر میں لاؤڈر کا بٹن

بھی لاشعوری طور پر پریس کر دیا تھا۔ اس لئے چارلی کی ولسن سے ہونے والی تمام بات چیت وہ بھی ساتھ ساتھ سنتی رہی تھی۔

" کوئی آدمی مرا ہے۔ ظاہر ہے انڈر ورلڈ کا کوئی بڑا آدمی ہو گا۔ اس دنیا میں ایسے جھگڑے چلتے ہی رہتے ہیں"...... چارلی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور مچلی نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد گرزی اندر داخل ہوا اور اس نے کار آنے کی اطلاع دی۔

" اوکے۔ اب میں چلتا ہوں۔ تم اپنا کام کرو"...... چارلی نے اٹھتے ہوئے کہا اور مچلی بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد چارلی کار میں بیٹھا کلب کی طرف جا رہا تھا۔ ڈرائیور نے اپنا نام فرینک بتایا تھا اور وہ اپنے چہرے مہرے اور انداز سے خاصا ہوشیار اور تیز آدمی دکھائی دے رہا تھا۔

" فرینک"...... عقبی سیٹ پر خاموش بیٹھے چارلی نے اچانک ڈرائیور فرینک سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس سر"...... ڈرائیور فرینک نے عقبی مرر میں چارلی کی طرف دیکھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" تم کب سے وائٹ برڈ کلب سے اٹیچ ہو"...... چارلی نے پوچھا۔

" چار سال سے جناب"...... فرینک نے جواب دیا۔

" کیا تمہیں یہ پیشہ اختیار کئے چار سال ہوئے ہیں"...... چارلی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" نہیں جناب۔ گذشتہ پندرہ سالوں سے میں یہ کام کر رہا ہوں۔

چار سال سے یہاں ہوں۔ اس سے پہلے میں گولڈن کراس کلب میں
تھا۔ اس سے پہلے ایک اور کلب میں"...... فرینک نے جواب دیا۔
" تمہیں معلوم ہے کہ یہ ریوڈو کون تھا"...... چارلی نے ایک
خیال کے تحت پوچھا تو فرینک نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔
" یس سر۔ ریوڈو گولڈن کراس کلب کا مالک اور جنرل مینجر تھا۔
میں نے اس کے ساتھ چھ سال تک کام کیا ہے"...... فرینک نے
جواب دیا۔
" تم نے بھی اس کے لئے تھا کا لفظ استعمال کیا ہے اور ولسن نے
بھی بتایا ہے کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے اور اس سلسلے میں انڈر ورلڈ میں
کوئی خصوصی میٹنگ ہو رہی ہے۔ کیا وہ بہت بڑی شخصیت
تھی"...... چارلی نے کہا۔
" یس سر۔ ریوڈو انڈر ورلڈ کا بہت بڑا آدمی تھا۔ اس کی موت سے
پوری انڈر ورلڈ میں بڑی چہ مگوئیاں ہو رہی ہیں جناب"...... فرینک
نے جواب دیا۔
" کیا ہوا تھا۔ کیا جھگڑا ہوا تھا اس کا"...... چارلی نے پوچھا۔ وہ
بس ویسے ہی وقت گزارنے کے لئے بات کر رہا تھا۔ ورنہ ظاہر ہے
اس کا براہ راست اس معاملے سے کوئی تعلق نہ تھا۔
" جو معلوم ہوا ہے جناب۔ اس کے مطابق یہ کام ٹائیگر کا
ہے"...... فرینک نے جواب دیا۔
" ٹائیگر کون ہے اور اس نے کیوں ہلاک کیا ہے ریوڈو کو"۔

چارلی نے کہا۔
" جہاں تک ہم لوگوں تک بات پہنچی ہے جناب اس کے مطابق
ریوڈو نے کسی بڑی غیر ملکی تنظیم کے کہنے پر ٹائیگر کے استاد عمران کو
ہسپتال میں ہلاک کر دیا تھا اور ٹائیگر اپنے استاد کا انتقام لینے کے لئے
ریوڈو تک پہنچ گیا۔ اس وقت ریوڈو بلیک ڈاگ کلب میں تھا۔ ٹائیگر
اسے وہاں سے اپنے ساتھ لے گیا اور پھر ریوڈو کی لاش ایک ویران
مقبرے میں پڑی ملی ہے۔ اس کی کھوپڑی میں گولی ماری گئی
تھی"...... فرینک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
" تم نے کیا نام لیا عمران۔ کیا واقعی تم نے یہی نام لیا ہے"۔
چارلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے خواب و خیال میں بھی
نہ تھا کہ اس چکر میں عمران کا نام آجائے گا۔
" یس سر۔ سنا ہے کہ وہ بہت بڑا سیکرٹ ایجنٹ ہے اور ٹائیگر
اس کا شاگرد ہے"...... فرینک نے جواب دیا اور چارلی کے ذہن میں
چیف جیکسن کی بتائی ہوئی تفصیل آگئی کہ تھامس کو اس نے ریوڈو
کا پتہ بتایا تھا اور تھامس اپنے طور پر مشن مکمل کر کے کافرستان چلا
گیا لیکن بعد میں پتہ چلا کہ اس عمران نے یہ سارا ڈرامہ کیا تھا اور
اس عمران کے خاتمے کے لئے اب چارلی یہاں آیا ہوا تھا۔
" یہ ٹائیگر کوئی بہت بڑا بدمعاش ہے"...... چارلی نے کہا۔
" وہ بڑے بڑے کام لیتا ہے۔ ویسے انڈر ورلڈ میں بھی گھومتا رہتا
ہے۔ بڑا ماہر قسم کا فائٹر ہے جناب۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بلیک

ڈاگ کلب میں مائی کا جو پاکیشیا کا نمبرون فائٹر سمجھا جاتا ہے اس سے جھگڑا ہو گیا اور ٹائیگر نے اس مائی کے دونوں بازو اور ٹانگیں توڑ دیں"...... فرینک نے جواب دیا۔

"تو اب یہ میٹنگ اس ٹائیگر کے خلاف ہو رہی ہو گی"۔ چارلی نے کہا۔

"یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے جناب"...... فرینک نے جواب دیا اور چارلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے سیٹ کی پشت سے کمر لگائی اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔ یہ اس کا خاص انداز تھا۔ جب بھی اسے کسی معاملے میں سوچنا ہوتا تو وہ اسی انداز میں سوچا کرتا تھا اور وہ اب سوچ رہا تھا کہ پہلے اس ٹائیگر کا خاتمہ کرے یا عمران کے خلاف کارروائی کرے کیونکہ اب اسے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں اس ٹائیگر نے جس نے انڈر ورلڈ کے اتنے بڑے آدمی کا خاتمہ کر دیا ہے ان کا سراغ نہ لگا لے اور پھر چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ اس نتیجے پر پہنچ چکا تھا کہ اسے ادھر ادھر الجھنے کی بجائے اپنے مشن پر توجہ کرنی چاہئے اور اگر کسی بھی صورت میں یہ ٹائیگر سامنے آیا تو پھر اس سے بھی نمٹ لیا جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد کار وائٹ برڈ کلب پہنچ گئی۔ ڈرائیور فرینک نے اسے ولسن کے آفس تک پہنچایا۔ ولسن لمبے قد اور ورزشی جسم کا گریٹ لینڈ نژاد آدمی تھا۔ وہ اپنے چہرے مہرے سے ہی جرائم کی دنیا کا آدمی دکھائی دیتا تھا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں ایک مخصوص قسم کی سختی نمایاں تھی۔

"یس سر۔ آپ فرمائیں میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... ولسن نے رسمی ہیلو ہائے کرنے کے بعد شراب کا جام بنا کر چارلی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ چارلی جانتا تھا کہ ولسن فارما کی وجہ سے اس کی اس قدر عزت کر رہا ہے ورنہ شاید یہ اس سے ملنے سے ہی انکار کر دیتا۔

"میں نے کچھ خصوصی ساخت کا اسلحہ لینا ہے اور میں یہاں کی مارکیٹ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا"...... چارلی نے شراب کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو جاننے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ مجھے لسٹ دیں۔ اسلحہ آپ تک پہنچ جائے گا۔ چیف نے مجھے آپ کی خدمت کا حکم دیا ہے اور میں حاضر ہوں"...... ولسن نے جواب دیا۔

"کاغذ اور قلم مجھے دیں۔ میں لسٹ بنا دیتا ہوں"...... چارلی نے کہا تو ولسن نے میز پر موجود پیڈ اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیا اور پھر قلمدان میں سے ایک بال پوائنٹ نکال کر وہ بھی اس کے سامنے رکھ دیا۔

"تھینک یو۔ آپ واقعی بھرپور تعاون کر رہے ہیں۔ میں چیف سے آپ کی خصوصی تعریف کروں گا"...... چارلی نے بال پوائنٹ اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تھینک یو"...... ولسن نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور چارلی کاغذ پر لسٹ بنانے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے کاغذ پر پانچ آئٹم لکھے اور پھر کاغذ ولسن کی طرف بڑھا دیا۔ ولسن نے ایک نظر کاغذ

پر ڈالی اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

" راس کو بھیجو میرے پاس "...... ولسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

" راس۔ یہ لسٹ لو اور اعلیٰ کوالٹی کا یہ اسلحہ لے کر آؤ۔ میں اگر یہاں موجود نہ ہوں تو فرینک ڈرائیور سے کہنا کہ وہ یہ اسلحہ جناب چارلی کی رہائش گاہ پر پہنچا دے "...... ولسن نے کہا۔

" یس سر "...... راس نے کاغذ لے کر ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سر ہلاتا ہوا مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

" اسلحہ پہنچ جائے گا سر۔ اور کوئی خدمت "...... ولسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ ٹائیگر کون ہے "...... اچانک چارلی نے کہا تو ولسن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" آپ ٹائیگر کو کیسے جانتے ہیں اور آپ نے اس کا نام کیوں لیا ہے۔ کوئی خاص بات "...... ولسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھ تک اطلاعات پہنچی ہیں کہ پہلے فارما ایجنٹ تھامس کی مدد یہاں ایک آدمی ریوڈو نے کی تھی جو یہاں گولڈن کراس کلب کا مالک تھا اور تھامس اپنے طور پر اس عمران کو ہلاک کر کے کافرستان چلا گیا تھا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ سب ڈرامہ تھا۔ عمران زندہ ہے اور ہم بھی اسی مشن پر آئے ہیں لیکن اس ریوڈو کے خلاف اس

عمران کے شاگرد ٹائیگر نے کام کیا ہے اور اسے ہلاک کر دیا اور تم نے خود ہی بتایا تھا کہ اس سلسلے میں تمہاری میٹنگ ہے "۔ چارلی نے کہا۔

" حیرت ہے کہ آپ تک یہ اطلاع پہنچ گئی۔ بہرحال آپ فارما کے سپر ایجنٹ ہیں اس لئے آپ سب کچھ معلوم کر سکتے ہیں۔ ویسے ٹائیگر واقعی انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ عمران کا شاگرد ہے اور وہ نجانے کس طرح ریوڈو کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے اسے ہلاک کر دیا لیکن ہماری میٹنگ ریوڈو کے کلب اور اس کے بزنس کے سلسلے میں ہے۔ ٹائیگر کے خلاف نہیں ہے کیونکہ انڈر ورلڈ میں یہ سب کچھ تو چلتا رہتا ہے "...... ولسن نے کہا۔

" تم اس ٹائیگر کا خاتمہ کر سکتے ہو "...... چارلی نے کہا۔

" ٹائیگر کا خاتمہ۔ مگر کیوں۔ اس نے ہمارے خلاف تو کوئی کام نہیں کیا "...... ولسن نے کہا۔

" ہمارے مشن مکمل کر لینے کے بعد ظاہر ہے اس نے جس طرح ریوڈو کا سراغ لگا لیا اسی طرح وہ تمہارا سراغ بھی لگا سکتا ہے۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ تم پہلے ہی اس کا خاتمہ کر دو "...... چارلی نے کہا۔

" ایسی بات نہیں ہے جناب۔ ریوڈو نے یقیناً کوئی حماقت کی ہو گی جس کی وجہ سے وہ نظروں میں آ گیا۔ ویسے اگر بعد میں ٹائیگر نے ہمارے خلاف کوئی ایکشن لیا تو ہم بھی اس کے خلاف ایکشن لیں گے

اس لئے ہمیں اس کی کوئی فکر نہیں ہے لیکن ہم اس کے خلاف خود بخود حرکت میں نہیں آسکتے ہیں کیونکہ انڈر ورلڈ میں اس کا خاصا اثر ہے اور ہم آ بیل مجھے مار والی کارروائی نہیں کرنا چاہتے "....... ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے ۔ ٹھیک ہے ۔ اب تم مجھے واپس رہائش گاہ پر پہنچا دو"....... چارلی نے کہا تو ولسن نے انٹرکام کے ذریعے کال کر کے فرینک کو بلایا اور پھر اسے چارلی کو رہائش گاہ پر پہنچانے کا حکم دے دیا۔ تھوڑی دیر بعد چارلی ایک بار پھر فرینک کے ساتھ کار میں بیٹھا واپس جا رہا تھا۔

" تم نے ٹائیگر کو دیکھا ہوا ہے فرینک"....... اچانک چارلی نے پوچھا۔

" یس سر۔ کئی بار"....... فرینک نے جواب دیا۔

" اس کا حلیہ کیا ہے ۔ قدوقامت کی تفصیل کیا ہے "....... چارلی نے پوچھا تو فرینک چونک پڑا۔

" آپ کیوں پوچھ رہے ہیں جناب"....... فرینک نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" تم بتاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ میں کوئی خاص کام اسے دینا پسند کروں"....... چارلی نے کہا تو فرینک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹائیگر کا حلیہ اور قدوقامت کے بارے میں بتا دیا۔

" تمہیں معلوم ہے کہ ٹائیگر کہاں زیادہ اٹھتا بیٹھتا ہے "۔ چارلی

نے پوچھا۔

" نہیں جناب۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے "....... فرینک نے جواب دیا۔

" اوکے ۔ ٹھیک ہے "....... چارلی نے جواب دیا اور پھر رہائش گاہ پر پہنچ کر اس نے فرینک کو کار سمیت واپس بھجوا دیا اور پھر تقریباً دو گھنٹے بعد اس کا مطلوبہ اسلحہ بھی پہنچ گیا لیکن مچلی ابھی تک واپس نہ آئی تھی اور وہ اس کا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ پھر مچلی کی واپسی تقریباً مزید دو گھنٹوں بعد ہوئی۔

" کیا رہا مچلی۔ کوئی پلاننگ کر لی ہے تم نے یا نہیں"....... چارلی نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

" اطمینان سے بیٹھو۔ پہلے مجھے ایک جام پی لینے دو"....... مچلی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے الماری سے بوتل نکال کر ایک جام بھرا اور پھر اطمینان سے چسکیاں لے لے کر شراب پینے لگی۔

" چلو یہ تو بتا دو کہ مسئلہ حل بھی ہوا ہے یا نہیں"....... چارلی نے کہا تو مچلی بے اختیار ہنس پڑی۔

" تو تمہارا کیا خیال تھا کہ مچلی کچھ نہیں کر سکتی۔ سمجھو میں کامیاب لوٹی ہوں"....... مچلی نے ہنستے ہوئے کہا تو چارلی کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

" تم بتاؤ اسلحہ آگیا ہے "....... مچلی نے جام میں موجود شراب کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ پہنچ گیا ہے"...... چارلی نے جواب دیا۔

"کیسی رہی ولسن سے ملاقات"...... مچلی نے پوچھا۔

"وہ بہت اچھا اور تعاون کرنے والا آدمی ہے۔ میں چیف سے اس کی تعریف ضرور کروں گا"...... چارلی نے جواب دیا اور مچلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب میں تمہیں بتاؤں کہ میں کیا کر آئی ہوں"...... مچلی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی جیب سے ایک تہہ شدہ کاغذ نکالا اور اسے کھول کر میز پر رکھ دیا۔

"یہ کیا ہے"...... چارلی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"ہسپتال کا اندرونی نقشہ"...... مچلی نے کہا تو چارلی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"نقشہ۔ یہ تمہیں کہاں سے مل گیا ہے اور وہ بھی اتنی جلدی"...... چارلی نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ ملا نہیں بلکہ بنایا گیا ہے۔ میں نے خود بنایا ہے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ میں سروے ڈیپارٹمنٹ میں بھی کافی عرصہ کام کر چکی ہوں۔ اس لئے نقشہ بنانا میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے"۔ مچلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اندر گئی تھی"...... چارلی نے کہا۔

"نہیں۔ یہ نقشہ اس ہسپتال کی ایک نرس نے بنوایا ہے"۔ مچلی نے جواب دیا۔

"نرس۔ کون نرس۔ کہاں مل گئی تھی تمہیں"...... چارلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں وہاں گئی اور میں نے کار ایک پارکنگ میں روک دی اور ابھی میں کار سے اتر کر اس ہسپتال والی کوٹھی کی طرف بڑھنا ہی چاہتی تھی کہ ایک آنانی نژاد عورت جس نے نرسوں کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی پارکنگ کے سامنے سے گزرنے لگی۔ میں نے اسے ہائے کہا تو وہ رک گئی۔ اس کا نام راسوگی تھا اور وہ ہسپتال میں ہیڈ نرس ہے اور گذشتہ دس سالوں سے وہاں کام کر رہی ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ میں سیاح ہوں تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ یہاں قریب ہی ایک کوٹھی میں رہنے والے ایک مریض کو انجکشن لگانے جاتی ہے۔ اس نے بتایا کہ اس کی واپسی نصف گھنٹے بعد ہو جائے گی۔ پھر وہ میرے ساتھ کسی قریب کیفے میں بیٹھ کر بات چیت کرے گی۔ میں نے اسے وہاں پارکنگ میں موجود اپنی کار دکھائی اور بتایا کہ میں اس کار میں بیٹھ کر اس کا انتظار کروں گی۔ چنانچہ وہ آگے چلی گئی اور میں وہاں کار میں ہی بیٹھ گئی۔ پھر تقریباً چالیس منٹ بعد وہ واپس آئی اور اس نے بتایا کہ اس کی ڈیوٹی کا ٹائم ختم ہونے والا ہے۔ اس لئے اگر میں تھوڑی دیر مزید انتظار کروں تو وہ یونیفارم اتار کر اور لباس تبدیل کر کے آجائے گی پھر کہیں اطمینان سے بیٹھ کر بات چیت کی جا سکتی ہے اور میرے ہاں کرنے پر وہ چلی گئی اور پھر تقریباً چالیس منٹ بعد وہ واپس آئی تو وہ عام لباس میں تھی۔ میں اسے کار میں بٹھا

کر اس کے بتائے ہوئے ایک ہوٹل میں لے گئی اور پھر ہم نے وہاں بیٹھ کر شراب پی اور ایک دوسرے سے باتیں کیں جو دو عورتیں ہی آپس میں کر سکتی ہیں۔ جب میں نے اسے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے اس ہسپتال میں ایسا شعبہ بھی ہے جسے بم پروف بنایا گیا ہے تو وہ نہ صرف چونک پڑی بلکہ اس کے چہرے کے تاثرات بھی بدل گئے۔ میں بڑی پریشان ہوئی کہ شاید میں نے غلطی کر دی ہے لیکن اس نے اچانک ایک ایسی بات کر دی کہ میرا ذہن بے اختیار دھماکوں کی زد میں آگیا"...... مچلی نے کہا۔

" کیا بات"...... چارلی نے بے چین ہو کر پوچھا۔

" میں اس مریض عمران کو ہلاک کرانا چاہتی ہوں جس پر پہلے بھی حملہ ہوا تھا اور اسے ہلاک شدہ ظاہر کیا گیا تھا"...... اس نے کہا۔

" اوہ۔ پھر"...... چارلی نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" اب ظاہر ہے یہ انتہائی نازک موڑ تھا۔ اس لئے میں نے اسے کہا کہ اگر میں ہاں کہوں تو اس کا کیا جواب ہو گا"...... مچلی نے کہا۔

" تو پھر اس نے کیا کہا"...... چارلی نے کہا۔

" اس نے کہا کہ وہ اس بارے میں تعاون کر سکتی ہے کہ اسے بھاری معاوضہ دیا جائے اور دوسرا اسے کوئی ثبوت دیا جائے کہ واقعی ہمارا تعلق کسی یہودی تنظیم سے ہے جس پر میں نے اسے اس کی مرضی کا معاوضہ دینے کا وعدہ کر لیا اور ساتھ ہی اپنی جیب سے وہ کارڈ نکال کر دکھا دیا جو اسرائیل کے صدر کی طرف سے جاری کردہ

ہے۔ یہ کارڈ دیکھ کر وہ پوری طرح مطمئن ہو گئی۔ پھر اس نے کہا کہ یہ باتیں یہاں ہوٹل میں نہیں کی جا سکتیں۔ اس لئے وہ مجھے ساتھ لے کر دوبارہ اسی کالونی میں آ گئی اور ایک کوٹھی میں لے گئی۔ یہ کوٹھی ہماری اس کوٹھی سے بھی چھوٹی تھی۔ اس میں اس کا کوئی دوست رہتا تھا جو ملک سے باہر گیا ہوا تھا اور کوٹھی کی چابی اس کے پاس تھی۔ یہاں ہم نے کھل کر بات چیت کی اور پھر ایک لاکھ ڈالر پر معاوضہ طے ہو گیا تو میں نے اسے گارنٹیڈ چیک بک سے ایک لاکھ ڈالر کا گارنٹیڈ چیک کاٹ کر دے دیا تو اس نے مجھے ہسپتال کا اندرونی نقشہ بھی بتانا شروع کر دیا۔ میں نے اسے بتایا کہ میں سروے ڈیپارٹمنٹ میں بھی کام کر چکی ہوں۔ اس لئے اگر وہ میری مدد کرے تو میں ہسپتال کا اندرونی نقشہ بنا سکتی ہوں۔ اس طرح ہمیں زیادہ فائدہ ہو گا۔ چنانچہ اس نے میری مدد شروع کر دی اور پھر اس کی مدد سے میں نے یہ نقشہ بنا لیا"...... مچلی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ۔ تم نے تو سارا مسئلہ ہی حل کر دیا۔ ویری گڈ"۔ چارلی نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو مچلی کا چہرہ اپنی تعریف پر بے اختیار کھل اٹھا۔

" تھینک یو۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ میں کیسے کام کرتی ہوں"۔ مچلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اچھا اب مزید کیا پلاننگ کی ہے تم نے"...... چارلی نے کہا۔

" ارے ہاں۔ مجھے یہ تو بتانا یاد ہی نہیں رہا کہ راسوگی نے بتایا ہے کہ اس سے پہلے جو حملہ ہوا تھا جو یقیناً تھامس نے کیا تھا اس کے بعد پاکیشیا میں آنان کے سفیر جو خفیہ طور پر یہاں اسرائیل کے مفادات کو بھی دیکھتے ہیں، نے اس سے رابطہ کیا۔ راسوگی کو اس ہسپتال میں آنانی سفارت خانے نے ہی لگوایا تھا کیونکہ اس ہسپتال میں پاکیشیا کے وی آئی پی شخصیات آتی ہیں۔ اس لئے راسوگی ان کے بارے میں اور وہ جو گفتگو کرتے ہیں اس کی بریفنگ سفیر کو پہنچاتی رہتی ہے۔ سفیر نے اس سے عمران کی ہلاکت کے بارے میں پوچھا تو اس نے اصل بات بتا دی۔ اس طرح اسرائیل کے صدر کو تھامس کی ناکامی کا علم ہوا اور پھر اسرائیل کے صدر نے چیف فارما کو اطلاع دے دی اور اس کے نتیجے میں ہم یہاں موجود ہیں۔ دوسرے لفظوں میں راسوگی کی مخبری کی وجہ سے ہمیں اس مشن پر بھیجا گیا ہے"۔ مچلی نے بتایا۔

" حیرت ہے۔ بعض اوقات عجیب اتفاقات ہوتے ہیں۔ اب دیکھو یہ کیسا اتفاق ہے کہ جس وقت تم وہاں پہنچی۔ اسی وقت راسوگی کسی کو انجکشن لگانے کے لئے وہاں سے گزری اور غیر ملکی ہونے کی وجہ سے تم نے اسے ہیلو ہائے کہہ دیا ورنہ شاید اتنی آسانی سے یہ سب کچھ نہ ہو پاتا"...... چارلی نے کہا۔

" ہاں۔ تمہاری بات درست ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس مشن میں یقیناً کامیاب رہیں گے "...... مچلی نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

" اچھا اب بتاؤ کہ اس عمران تک پہنچنے کے لئے کون سا راستہ ہے اور کیا انتظامات ہونے چاہئیں"...... چارلی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

" یہ دیکھو۔ یہ نرسنگ ہوسٹل ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہاں راسوگی کا باقاعدہ بڑا کوارٹر ہے اور اس بلڈنگ کے نیچے تہہ خانے میں عمران موجود ہے "...... مچلی نے انگلی رکھ کر جگہوں کی باقاعدہ نشاندہی کرتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ۔ ٹھیک ہے لیکن ہم اندر کدھر سے داخل ہوں گے"...... چارلی نے پوچھا۔

" ہسپتال کے عقب میں موجود دیوار پر باقاعدہ خاردار تاریں نصب ہیں جن میں کرنٹ بھی دوڑتا رہتا ہے اور الارم بھی لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے دیوار کو کسی بھی صورت میں اوپر سے کراس نہیں کیا جا سکتا۔ فرنٹ یا سائیڈوں سے ہم اندر جا ہی نہیں سکتے لیکن راسوگی نے ایک اور راستہ بتایا ہے۔ عقبی دیوار میں ایک خفیہ دروازہ ہے جو خصوصی حالات میں کھولنے کے لئے بنایا گیا ہے لیکن یہ دروازہ میکانکی انداز میں بند ہوتا اور کھلتا ہے اور اس کے لئے جو مکینیکل سسٹم وہاں نصب ہے اس میں چار لفظ رکھے گئے ہیں ان میں سے دو لفظ اسے کھولنے کے لئے اور دو اسے بند کرنے کے لئے۔ نرسیں اپنے دوستوں کو اندر لے آنے کے لئے یا خفیہ طور پر راتیں باہر گزارنے

کے لئے اس دروازے کو استعمال کرتی ہیں اور تقریباً تمام نرسوں کو
ان الفاظ کا علم ہے۔ گو بڑے ڈاکٹرز سے یہ سب کچھ خفیہ رکھا جاتا
ہے۔ لیکن بہرحال اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ راسوگی نے یہ الفاظ
مجھے لکھوا دیئے ہیں۔ یہ دیکھو۔ یہ نقشے کے نیچے میں نے انہیں لکھ لیا
ہے۔ یہ دو الفاظ کراس زیرو دروازہ کھولنے کے لئے اور یہ دو الفاظ سپر
ٹو دروازہ بند کرنے کے لئے ہیں۔ اس طرح ہم خاموشی سے ہسپتال
کے اندر داخل ہو کر آگے بڑھیں گے۔ راسوگی کھڑکی کھلی رکھے گی
اور ہم اس کوٹھی کے ذریعے اندر داخل ہو جائیں گے"...... مچلی نے
کہا۔

"اصل مسئلہ اس تہہ خانے میں داخل ہونے کا ہے۔ اس کا کیا
سوچا ہے"...... چارلی نے کہا۔

"اس تہہ خانے کا جو مین راستہ ہے وہ تو سخت حفاظتی انتظامات
میں ہے۔ اس لئے ادھر سے کوئی مکھی بھی اجازت کے بغیر اندر نہیں
جا سکتی۔ اس راستے سے جو ڈاکٹرز، نرسیں اور دوسرے ملازمین اندر
جاتے ہیں انہیں بھی ایک چھوٹی سی راہداری سے گزرنا پڑتا ہے۔ اگر
ان کے پاس کوئی اسلحہ وغیرہ ہو تو اس تہہ خانے کا راستہ ہی نہیں
کھلتا اور اس کے ساتھ ہی الارم بھی بج اٹھتے ہیں۔ اس لئے ادھر سے
تو اندر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"...... مچلی نے کہا۔

"وہاں موجود افراد کو گولی مار دی جائے اور اس دروازے کو اگر
بم سے اڑا دیا جائے۔ تب"...... چارلی نے کہا۔

"یہی تمہاری سب سے بڑی خامی ہے کہ تم صرف ناک کی سیدھ
میں دوڑنے کے عادی ہو۔ جیسے ہی پہلی گولی چلے گی اطلاع اس
عمران تک پہنچ جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو
چھپانے کا کوئی خصوصی بندوبست کر رکھا ہو۔ ایک بات۔ دوسری
بات یہ کہ وہاں بہت سے مسلح افراد گیٹ کے قریب ہیں وہ سب آ
جائیں گے۔ اس لئے ان حالات میں ایسا سوچنا حماقت کے علاوہ اور
کچھ نہیں ہے"...... مچلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم نے کیا سوچا ہے"...... چارلی نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

"ایسے تہہ خانوں میں لازماً ایمرجنسی کے لئے راستے رکھے جاتے
یں تاکہ کسی بھی آفت پڑنے پر اس راستے سے باہر نکلا جا سکے۔ اس
ہہ خانے میں بھی ایک ایمرجنسی راستہ موجود ہے جسے خفیہ رکھا گیا
ہے۔ لیکن راسوگی کو اس لئے معلوم ہے کہ یہ تہہ خانہ دو سال پہلے
تمیر کیا گیا تھا اور راسوگی کو چونکہ فن تعمیر سے فطری طور پر دلچسپی
ہے۔ اس لئے اس تہہ خانے کی تعمیر میں بھی اس نے پوری پوری
چپی لی اور انجینئرز اور معماروں سے معلومات بھی شیئر کرتی رہی
ں لئے اسے اس خفیہ راستے کا بخوبی علم ہے"...... مچلی نے جواب
یا۔

"حیرت ہے یہ راسوگی تو سارے مسئلوں کا اکیلی ہی حل ہے"۔
رلی نے کہا تو مچلی بے اختیار ہنس پڑی۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے" .... مچلی نے کہا۔

"تو اب اس راستے کی کیا تفصیل ہے" .... چارلی نے کہا۔

"اس راستے کا آخری سرا عقبی طرف بنائے گئے ایک کمرے میں جا نکلتا ہے اور اس کمرے کے باہر مستقل دو مسلح گارڈز موجود رہتے ہیں۔ یہ کام ہمیں خود کرنا ہو گا کہ ان مسلح گارڈز کا خاتمہ اس انداز میں کریں کہ معمولی سی آواز بھی پیدا نہ ہو۔ اس کے بعد اس کمرے کی بائیں طرف کی دیوار میں ایک چوکھٹا سا بنا ہوا ہے اس چوکھٹے کے عین درمیان میں ایک ہینڈل لگا ہوا ہے اس ہینڈل کو نیچے کرنے سے دروازہ کھل جائے گا اور سرنگ نما راستہ اس تہہ خانے تک پہنچے گا لیکن تہہ خانے کے اندر پہنچنے کے لئے ہمیں ایک بار پھر اس ہینڈل کو اوپر کرنا ہو گا اور تہہ خانے کا دروازہ کھل جائے گا اور ہم تہہ خانے کے اندر داخل ہو جائیں گے" .... مچلی نے کہا تو چارلی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"یہ ہسپتال ہے کہ کوئی لیبارٹری۔ بلکہ اس قدر سخت حفاظتی انتظامات تو لیبارٹریوں میں بھی نہیں ہوتے" .... چارلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی انتظامات کے بارے میں معلوم ہونے پر حیرت ہو رہی تھی۔

"راسوگی نے بتایا تھا کہ یہاں وی آئی پی مریض آتے ہیں۔ اس لئے یہاں ایسے انتظامات کئے گئے ہیں" .... مچلی نے جواب دیا۔

"عمران کے بارے میں راسوگی نے بتایا ہے کہ اس تہہ خانے

میں اس کا بیڈ کہاں ہے" .... چارلی نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس کا بیڈ سب سے آخری حصے میں ہے اور راسوگی نے ایک اور کام بھی کرنے کو کہا ہے" .... مچلی نے کہا۔

"وہ کون سا" .... چارلی نے چونک کر کہا۔

"راسوگی نے کہا ہے کہ وہ رات کو دس بجے جب راؤنڈ پر جائے گی تو وہ باقی ادویات کے ساتھ ساتھ عمران کو ایک ایسی گولی بھی کھلا دے گی جس سے اس کو گہری نیند آ جائے گی۔ ایسی نیند کہ بے ہوشی ہی سمجھ لو اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک کارروائی بھی کرے گی کہ عمران کو نیا کمبل اوڑھا دے گی جبکہ باقی مریضوں کے کمبل نئے نہیں ہوں گے" .... مچلی نے کہا۔

"گڈ۔ یہ راسوگی واقعی بڑے کام کی عورت ہے۔ کتنی عمر ہے اس کی" .... چارلی نے کہا تو مچلی بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم سے عمر میں بڑی ہے"۔ مچلی نے کہا تو چارلی نے اس طرح منہ بنا لیا جیسے اسے مچلی کی بات سن کر افسوس ہوا ہو اور مچلی اس کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات دیکھ کر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی اور اس کے ساتھ ہی چارلی بھی شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔

"تو آج رات بہرحال یہ مشن مکمل ہو جائے گا" .... چارلی نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

"ہاں۔ آسانی سے" .... مچلی نے جواب دیا۔

"ایک اور اہم بات معلوم ہوئی ہے" .... چارلی نے کہا تو مچلی

بے اختیار چونک پڑی۔

" کون سی بات"...... مچلی نے پوچھا تو چارلی نے اسے ریوڈو کی موت اور اس میں ٹائیگر کے ملوث ہونے کی ساری تفصیل بتادی۔

" اس کا مطلب ہے کہ ہمیں بھی تھامس کی طرح واردات کرنے کے بعد فوراً ہی کافرستان روانہ ہو جانا چاہئے ورنہ یہ ٹائیگر ہمارا بھی کھوج لگا سکتا ہے"...... مچلی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" ہم فوری نہیں نکل سکتے کیونکہ ہمیں اس عمران کا سر کاٹ کر اپنے ساتھ لے جانا ہو گا"...... چارلی نے کہا۔

" سر کاٹ کر۔ کیوں"...... مچلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تاکہ اسرائیل کے صدر کو یقین دلایا جاسکے کہ واقعی عمران کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ تم نے چیف کی ہدایت نہیں سنی تھی"۔ چارلی نے کہا۔

" کیا احمقانہ باتیں کر رہے ہو۔ انسانی سر اٹھا کر ہم کیسے سفر کر سکتے ہیں۔ تم اس کی لاش کی وڈیو بنا لینا اور پھر یہ وڈیو دیکھ کر انہیں یقین آجائے گا"...... مچلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" چلو ایسے ہی سہی۔ ورنہ میں تو واقعی سر کاٹ کر لے جاتا۔ بعد میں جو ہوتا دیکھا جاتا"...... چارلی نے کہا۔

" وڈیو کیمرہ بھی ساتھ لے جانا ہو گا"...... مچلی نے کہا۔

" ہاں۔ ظاہر ہے اس کے بغیر تو فلم نہیں بن سکتی"...... چار نے کہا تو مچلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹائیگر جہاز میں سوار کافرستان کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ اس نے ریوڈو سے معلومات حاصل کرنے کے بعد اسے ہلاک کر کے وہیں پرانے سے مقبرے کے اندر ہی چھوڑ دیا تھا اور پھر وہ رپورٹ دینے کے لئے ہسپتال عمران کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے جب تمام صورتحال عمران کو بتائی تو پہلے تو عمران نے اسے تھامس کے پیچھے جانے سے یہ کہہ کر روک دیا کہ اس کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے تاکہ یہ تاثر تو قائم رہے کہ تھامس نے عمران کو ہلاک کر دیا ہے اور اگر اس نے تھامس کے خلاف کوئی کارروائی کی تو اس سے انہیں شبہ ہو جائے گا کہ عمران ہلاک نہیں ہوا لیکن ٹائیگر نے ضد کرتے ہوئے عمران سے جب یہ کہا کہ اگر تھامس کے خلاف کوئی کارروائی پاکیشیا میں کی جاتی تو پھر تو تاثر لیا جا سکتا تھا کہ وہ اپنا مشن مکمل نہیں کر سکا لیکن کافرستان جانے کے بعد اس ملک میں ایسا تاثر نہیں

ابھرے گا تو عمران نے اس کی ضد پر اسے اجازت دے دی لیکن ساتھ
ہی یہ بھی اسے کہہ دیا کہ وہ تھامس سے پہلے مکمل معلومات ضرور
حاصل کرے۔ چنانچہ عمران سے اجازت ملنے کے بعد ٹائیگر اس وقت
کافرستان کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ جہاز کی نشست پر وہ بڑے
اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان لڑکی
بیٹھی ہوئی تھی لیکن جب سے جہاز نے پاکیشیا سے فلائی کیا تھا اب
تک وہ لڑکی ایک رسالہ پڑھنے میں مصروف تھی اور ٹائیگر نے بھی
اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی تھی۔ اس کی تمام تر توجہ تھامس پر ہی
مرکوز تھی اور اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ایک لمحے سے بھی کم
وقت میں تھامس کے سر پر پہنچ جائے اور اس کی گردن توڑ کر اسے
عمران صاحب پر حملہ کرنے کی سزا دے سکے۔

"آپ پاکیشیائی ہیں یا کافرستانی"...... اچانک اس کے کانوں میں
ساتھ بیٹھی ہوئی لڑکی کی آواز پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"آپ کو یہ پوچھنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی"...... ٹائیگر
نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اس لڑکی نے اس کے
خیالات میں مداخلت کر کے اسے ڈسٹرب کیا ہو۔

"اس لئے کہ اگر آپ پاکیشیائی ہیں تو میں آپ سے درخواست
کروں کہ پہلے آپ اپنا تعارف کرا دیں پھر میں اپنا تعارف کراؤں۔
کیونکہ پاکیشیا میں یہی اصول رائج ہے کہ مرد اپنا تعارف پہلے کراتا
ہے جبکہ کافرستان میں عورت پہلے اپنا تعارف کراتی ہے"...... لڑکی

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہ مجھے آپ سے تعارف چاہئے اور نہ ہی میں اپنا تعارف کرانے
کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ آپ پلیز مجھے ڈسٹرب نہ کیجئے"۔ ٹائیگر
نے انتہائی روکھے لہجے میں کہا اور کھڑکی سے باہر اس طرح دیکھنے لگا
جیسے وہ دانستہ اس لڑکی کو نظرانداز کر رہا ہو۔

"کیا آپ واقعی عام اخلاق بھی نہیں جانتے۔ ویسے میں نے آپ
سے زیادہ بداخلاق آدمی پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ کیا آپ کو خواتین سے
ات کرنا کسی نے نہیں سکھایا"...... لڑکی نے انتہائی غصیلے لہجے
ں کہا۔

"آپ کا کیا مسئلہ ہے۔ اگر میں اخلاق نہیں جانتا تو یہ میرا مسئلہ
ہے۔ آپ کا نہیں"...... ٹائیگر کا لہجہ اور زیادہ روکھا ہو گیا۔ وہ ایسی
کیوں سے ویسے بھی الرجک رہتا تھا جو خواہ مخواہ گلے کا ہار بننے کی
شش کرتی ہیں اور ویسے بھی ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اس نے
فرستان پہنچتے ہی شارنگ ہوٹل پہنچ کر اس تھامس کو تلاش کر کے
ں سے دو دو ہاتھ کرنے ہیں جبکہ یہ لڑکی لامحالہ اس کے ساتھ ٹیکسی
ں بیٹھنے اور پھر شاید ہوٹل تک جانے کی بھی کوشش کرے۔ اس
رح ٹائیگر الجھ کر رہ جاتا۔ اس لئے وہ گربہ کشتن روز اول کے
مداق لڑکی سے ابھی جان چھڑانا چاہتا تھا۔

"یہ صرف آپ کا مسئلہ نہیں ہے۔ بداخلاقی سب کا مسئلہ ہوتا
"...... لڑکی نے غصیلے لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ

بھینچے اور خاموش رہا۔ اس نے دانستہ کوئی جواب نہ دیا تھا تاکہ لڑکی خاموش ہو جائے۔

" میرا نام رافعہ ہے "...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد لڑکی نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور اس بار اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے ٹائیگر اور اس کے درمیان پہلی بار بات ہو رہی ہو۔

" اچھا نام ہے "...... ٹائیگر نے پہلے کی طرح روکھے لہجے میں جواب دیا۔

" اور آپ کا کیا نام ہے۔ ماں باپ نے نام بھی رکھا ہے یا آپ آج تک بغیر نام کے ہی زندہ چلے آ رہے ہیں "...... لڑکی نے کہا تو ٹائیگر اس کی ٹائپ سمجھ گیا۔ ایسی لڑکیاں زبردستی گلے کا ہار بننے کی کوشش کرتی ہیں۔ شاید یہ ان کا کوئی نفسیاتی پرابلم ہوتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ایسی لڑکیاں غلط خیالات کی حامل ہوں یا کمزور کردار کی مالک ہوں۔ اس لئے ٹائیگر کے ذہن میں لڑکی کے بارے میں ایسا کوئی خیال نہ آیا تھا لیکن وہ لڑکی کے زبردستی بات چیت کرنے پر الرجک ہو رہا تھا۔

" میرا نام رضوان ہے "...... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا کیونکہ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ لڑکی آسانی سے باز نہیں آئے گی۔

" واہ۔ یعنی جنت کا دربان۔ پھر تو آپ سے اجازت لے کر ہی جنت میں داخل ہوا جا سکے گا "...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں حوروں کو جنت سے باہر جانے سے روکنے کے لئے مقرر کیا جاؤں گا۔ حوروں کے جنت میں داخلے میں رکاوٹ ڈالنے پر نہیں "۔ ٹائیگر نے جواب دیا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

" حیرت ہے کہ آپ جیسے آدمی کو اتنی گہری بات کرنے کا ڈھنگ آتا ہے "...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرے خیال میں آپ کی نفسیاتی گرہ اب کھل چکی ہو گی۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ اب آپ خاموش ہو جائیں "...... ٹائیگر نے کہا تو لڑکی اس بار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" تو آپ کے نقطہ نظر سے میں پاگل ہوں۔ ابھی آپ نے مجھے حور کہا تھا۔ اب پاگل کہہ رہے ہو "...... لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ضروری نہیں کہ نفسیاتی کمپلیکس میں مبتلا لوگ پاگل ہوں۔ پاگلوں کی تعریف اور ہوتی ہے "...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" اچھا تو پاگلوں کی بھی تعریف کی جاتی ہے۔ حیرت ہے "۔ لڑکی نے ایک اور زاویئے سے بات کرتے ہوئے کہا اور اس کی اس گہری بات پر ٹائیگر نہ چاہنے کے باوجود ہنس پڑا۔

" تو آپ کو ہنسنا بھی آتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ نارمل آدمی ہیں۔ میں سمجھی تھی کہ شاید آپ کسی اور سیارے سے آئے ہیں "۔ رافعہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کاش کسی اور سیارے سے آیا ہوتا تو اس طرح آپ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھنے پر مجبور تو نہ ہوتا "...... ٹائیگر نے کہا تو اس بار

لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ واقعی ناراض ہو گئے ہیں۔ آئی ایم سوری۔ میں تو صرف یہ جاننا چاہتی تھی کہ آپ اتنے الجھے ہوئے کیوں ہیں"...... رافعہ نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"الجھے ہوئے۔ کیا مطلب۔ مجھے کیا الجھن ہو سکتی ہے"۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ بیٹھے بڑبڑا رہے تھے۔ آپ نے کئی بار شارنگ اور کئی بار تھامس کا نام لیا۔ آپ کی پیشانی پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے اور میں نے نفسیات میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے"...... رافعہ نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"بغیر کسی پریکٹیکل کے صرف تھیوری پڑھ کر آپ کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری دے دی گئی تھی"...... ٹائیگر نے کہا ویسے وہ دل ہی دل میں خود پر غصہ کھا رہا تھا کیونکہ اسے یاد تھا کہ وہ سیٹ سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے ہوئے شارنگ ہوٹل اور تھامس کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لاشعوری طور پر بڑبڑایا ہو اور اس کی بڑبڑاہٹ اتنی واضح ہو کہ رافعہ نے باقاعدہ الفاظ سن لئے۔ اس کے نقطہ نظر سے ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا کیونکہ یہ الفاظ اس کے لئے کسی بھی لمحے خطرناک بھی ثابت ہو سکتے تھے۔

"کیا مطلب"...... اس بار رافعہ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مطلب یہ کہ تھیوری پڑھنے کے بعد اب آپ پریکٹیکل کر رہی

ہیں اور پہلا تجربہ آپ نے مجھ پر کیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو رافعہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ ایسا ہی سمجھ لیں۔ ویسے اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں مزید تجزیہ کر کے آپ کو بتا سکتی ہوں کہ آپ شارنگ ہوٹل میں کسی تھامس سے ملنے جا رہے ہیں"...... رافعہ نے کہا تو ٹائیگر اس طرح اسے دیکھنے لگا جیسے اس کا خیال ہو کہ رافعہ دانستہ یہ باتیں کر رہی ہو۔

"اور مزید یہ بھی بتا سکتی ہوں کہ تھامس سے آپ کی ملاقات دوستانہ نہیں ہو گی"...... رافعہ اپنی ہی دھن میں بولے جا رہی تھی۔

"یہ سب آپ کیا کہہ رہی ہیں"...... ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے خشک لہجے میں کہا۔

"اور یہ بھی بتا سکتی ہوں کہ آپ کا تعلق پاکیشیائی انڈر ورلڈ سے ہے"...... رافعہ نے کہا تو اس بار ٹائیگر کے چہرے پر سختی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ ذہنی طور پر اس نتیجے پر پہنچ گیا تھا کہ رافعہ کا تعلق بھی اس کے دشمنوں سے ہے۔

"اب آپ خود ہی بتا دیں کہ آپ دراصل ہیں کون"...... ٹائیگر نے قدرے غراتے ہوئے کہا تو رافعہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"تو آپ سمجھ رہے ہیں کہ میں آپ کی دشمن ہوں۔ ایسی بات نہیں ہے میں نے جو کچھ آپ کو بتایا ہے یہ سب آپ کے چہرے، انداز اور آپ کی باتوں سے میں نے اخذ کیا ہے۔ اب میں آپ کو

تفصیل بتا دیتی ہوں کیونکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ کسی بھی لمحے
یا تو پسٹل نکال کر مجھے شوٹ کر دیں گے یا مجھے اٹھا کر جہاز سے نیچے
پھینک دیں گے۔ چاہے اس کے لئے آپ کو جہاز کی کھڑکی کیوں نہ
توڑنی پڑے "....... رافعہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے بے
اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کی سمجھ میں واقعی یہ لڑکی نہ آ رہی
تھی۔ پہلے وہ اسے زبردستی گلے کا ہار بننے والی لڑکی سمجھتا رہا تھا اور اب
یہ لڑکی اسے پراسرار محسوس ہو رہی تھی۔

" دیکھیں۔ میں کافرستان آتی جاتی رہتی ہوں اور مجھے معلوم ہے
کہ شارنگ کافرستانی دارالحکومت کا معروف ہوٹل ہے لیکن مجھے یہ
بھی معلوم ہے کہ شارنگ ہوٹل زیرزمین دنیا کا سب سے بڑا اڈہ ہے
اس کے مالک اور جنرل مینجر شارنگ کا تعلق بھی انڈر ورلڈ سے ہے
اور پاکیشیائی انڈر ورلڈ سے بھی اس کے گہرے تعلقات ہیں۔ اس
لئے اگر آپ شارنگ ہوٹل جا رہے ہیں اور بے حد الجھے ہوئے ہیں تو
لامحالہ آپ جو کچھ کرنے جا رہے ہیں اس کا تعلق انڈر ورلڈ سے ہی ہو
سکتا ہے اور انڈر ورلڈ میں ایسی موومنٹ وہی کر سکتا ہے جس کا خود
تعلق انڈر ورلڈ سے ہو۔ اب آیئے دوسری طرف۔ آپ نے جس انداز
میں ہونٹ بھینچ کر تھامس کا نام دو بار لیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ تھامس آپ کا دوست نہیں ہے بلکہ تھامس کا نام لیتے ہوئے آپ
کے چہرے پر سختی کے جو تاثرات نمودار ہوئے تھے اس سے واضح طور
پر معلوم ہوتا ہے کہ تھامس سے آپ کی ملاقات دوستانہ نہیں ہو

گی "....... رافعہ نے باقاعدہ تجزیہ کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے بے
اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" ویسے ایک بات اور بتا دوں کہ آپ مجھ پر اعتماد کریں تو میں
آپ کے کام بھی آ سکتی ہوں کیونکہ میرا تعلق ایک این جی او سے ہے
جو جرائم کی دنیا میں پھنسے ہوئے لوگوں کی مدد کرتی ہے "....... رافعہ
نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

" تو آپ کا خیال ہے کہ میں جرائم میں پھنسا ہوا ہوں "۔ ٹائیگر
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں بلکہ میرا تجزیہ ہے کہ آپ جرائم کی دنیا سے تعلق رکھنے کے
باوجود ذاتی طور پر مجرم ذہنیت کے نہیں ہیں بلکہ آپ جرائم کی دنیا
میں رہتے ہوئے جرائم کے خلاف جدوجہد کرتے رہتے ہیں اور ایسے
لوگ ہماری این جی او کے لئے بے حد قیمتی ہوتے ہیں۔ ہماری این
جی او کا نام گارنٹی ہے۔ مطلب ہے جرائم سے تحفظ کی گارنٹی اور میں
کافرستان بھی اسی سلسلے میں جا رہی ہوں "....... رافعہ نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" آپ کا آفس کہاں ہے "....... ٹائیگر نے پوچھا۔

" سٹار پلازہ میں۔ میں اس این جی او کی چیئرمین ہوں اور ہماری
این جی او میں اب تک پانچ سو رضاکار شامل ہو چکے ہیں۔ کافرستان
میں بھی ہماری این جی او کام کر رہی ہے۔ ان سے مکمل رابطے اور
ایک دوسرے کے ساتھ مل کر جرائم کے خلاف کام کرنے کا آئیڈیا

لے کر میں کافرستان جا رہی ہوں"...... رافعہ نے جواب دیا۔

"او کے ۔آپ کے آفس میں آپ سے تفصیلی ملاقات ہو گی اور اگر آپ واقعی بے لوث انداز میں جرائم کے خلاف کام کرنا چاہتی ہیں تو میں بھی آپ کی این جی او کی مدد کروں گا"...... ٹائیگر نے کہا تو رافعہ نے گود میں رکھا ہوا اپنا پرس اٹھا کر کھولا اور اس میں سے ایک کارڈ نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ ۔آپ تو واقعی ڈاکٹر رافعہ ہیں"...... ٹائیگر نے کارڈ کو پڑھتے ہوئے کہا تو رافعہ بے اختیار ہنس پڑی۔ تھوڑی دیر بعد جہاز کے کافرستان دارالحکومت کے ایئرپورٹ پر اترنے کا اعلان شروع ہو گیا اور پھر جہاز میں موجود افراد تیزی سے سیدھے ہو کر اور بیلٹس باندھنے میں مصروف ہو گئے ۔ جہاز کے لینڈ کرنے کے بعد رافعہ اور ٹائیگر دونوں اکٹھے ہی پسنجر لاؤنج میں پہنچے۔

"گڈ لک مسٹر رضوان"...... رافعہ نے کہا اور تیزی سے ایک طرف کو بڑھ گئی جہاں ایک آدمی ہاتھ میں کارڈ اٹھائے کھڑا تھا جس پر ڈاکٹر رافعہ کا نام لکھا ہوا تھا اور ٹائیگر ہاتھ ہلا کر اسے سی آف کرتا ہوا ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھ گیا۔ ویسے وہ اس لڑکی کی ذہانت اور اس کے انداز سے واقعی بے حد متاثر ہوا تھا لیکن اس نے یہ فیصلہ بھی کر لیا تھا کہ پاکیشیا واپس جا کر وہ اس این جی او کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرے گا کہ یہ این جی او صرف ایک پردے کے طور پر سامنے لائی گئی ہے یا واقعی یہ لوگ لوگوں کو جرائم کی

دلدل سے نکالنے کے لئے بے لوث انداز میں کام کر رہے ہیں۔ ٹیکسی میں بیٹھ کر اس نے ڈرائیور کو شارنگ ہوٹل جانے کا کہا تو ڈرائیور نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے گردن موڑی اور ٹیکسی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ ٹائیگر خاموش رہا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈرائیور نے کیوں اس انداز کا اظہار کیا ہے کیونکہ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ شارنگ ہوٹل انتہائی بدنام جرائم پیشہ افراد کا گڑھ سمجھا جاتا تھا اور جرائم سے ہٹ کر بہت کم افراد اس ہوٹل کا رخ کرتے ہیں لیکن ٹائیگر وہاں اکثر آتا جاتا رہتا تھا اس لئے اسے اس بات کی پرواہ نہ تھی۔ اسے صرف اتنی فکر تھی کہ تھامس وہاں سے ایکریمیا یا یورپ واپس نہ چلا گیا ہو۔ اس نے پاکیشیا سے روانگی سے پہلے فون پر تھامس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن اسے یہ بتایا گیا تھا کہ تھامس نام کا کوئی غیر ملکی ہوٹل میں رہائش پذیر نہیں ہے تو ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ تھامس نے وہاں اپنا نام تبدیل کر لیا ہو گا اور اسے وہاں تلاش کرنا پڑے گا۔ گو اس نے ریوڈو سے تھامس کا حلیہ اور قدوقامت کے بارے میں بھی معلوم کر لیا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ تھامس تربیت یافتہ ایجنٹ ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس نے میک اپ کر لیا ہو یا پہلے ہی میک اپ میں ہو اور اب پھر اس نے میک اپ تبدیل کر لیا ہو۔ لیکن اسے اپنے آپ پر اعتماد تھا کہ وہ اسے بہرحال ٹریس کر لے گا۔

آدھی رات سے زیادہ وقت گزر چکا تھا جب چارلی اور مچلی کی کار مخصوص پارکنگ میں پہنچ کر رک گئی۔ پارکنگ اس وقت تقریباً خالی تھی البتہ اکادکا کاریں کونوں میں کھڑی نظر آ رہی تھیں۔ ان کی پوزیشن اور حالت دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا تھا کہ یہ کاریں کافی دنوں سے وہاں موجود ہیں۔

"ہم راسوگی پر مکمل انحصار کر رہے ہیں مچلی۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ڈبل کراس کر جائے"...... چارلی نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ہمیں بہرحال محتاط تو رہنا پڑے گا لیکن اس کے علاوہ اور کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے"...... مچلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت کار لاک کر رہی تھی۔ وہ دونوں سیاہ لیدر جیکٹس اور جینز پہنے ہوئے تھے۔ پیروں میں لیدر سول جوتے تھے مچلی کی جیب میں مشین پسٹل تھا جبکہ چارلی کی جیبوں میں مشین

پسٹل کے ساتھ ساتھ انتہائی حساس اسلحہ بھی تھا۔ یہ اسلحہ اس نے کسی بھی امکانی رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے جیبوں میں رکھا ہوا تھا۔ یہ اس کی عادت تھی کہ جب بھی وہ کسی مشن پر کام کرتا تھا تو انتہائی حساس اسلحہ ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا اور ضرورت پڑنے پر اسے بے دریغ استعمال کرتا تھا۔ گو مچلی نے اسے جو کچھ بتایا تھا اس لحاظ سے انہیں عمران تک پہنچنے میں بظاہر کوئی رکاوٹ نظر نہیں آ رہی تھی لیکن پھر بھی اس نے حساس اسلحہ اپنی جیبوں میں رکھا ہوا تھا۔ پارکنگ سے نکل کر وہ اس کوٹھی کی طرف بڑھتے چلے گئے جس میں سپیشل ہسپتال قائم کیا گیا تھا اور جہاں ان کا ٹارگٹ عمران موجود تھا۔ ایک سائیڈ روڈ کراس کر کے تھوڑی دیر بعد وہ ہسپتال کے عقب میں آگئے۔ ہسپتال کی چار دیواری واقعی کسی قلعے کی فصیل کی طرح اونچی تھی اور اس پر انتہائی سخت اور جدید ترین انتظامات کئے گئے تھے لیکن وہ دونوں خاموشی سے آگے بڑھتے ہوئے اس عقبی دیوار کے سامنے پہنچ گئے۔ اس وقت وہاں ادھر ادھر کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

"اب وہ دروازہ کہاں ہو گا۔ اس قدر اندھیرے میں تو کچھ نظر ہی نہیں آ رہا"...... چارلی نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہاں ٹارچ نہ جلانا ورنہ ہم کسی بھی طرف سے مارک کئے جا سکتے ہیں"...... مچلی نے کہا۔

"تم مجھے احمق سمجھتی ہو"...... چارلی نے غراتے ہوئے کہا۔ اسے

شاید مجلی کی اس بات پر غصہ آگیا تھا۔

"احتیاطاً کہہ رہی ہوں"...... مجلی نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دیوار کو اپنی مڑی ہوئی انگلی سے اس طرح کھٹکھٹایا جیسے دیوار کی بجائے کسی دروازے پر دستک دے رہی ہو۔ پھر وہ اسی طرح مڑی ہوئی انگلی سے دیوار کو کھٹکھٹاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ پھر اچانک ایک جگہ وہ رک گئی۔ اس نے چارلی کی طرف دیکھتے ہوئے اس انداز میں سرہلایا جیسے کہہ رہی ہو کہ اس نے مقصد پا لیا ہے۔ چارلی جو پہلے والی جگہ پر کھڑا تھا۔ اس کی طرف بڑھ گیا۔ مجلی نے دیوار کے قریب منہ لے جا کر دو الفاظ کراس اور زیرو کہے تو ہلکی سی سرسراہٹ کے ساتھ دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈ پر غائب ہو گئی۔

"آؤ"...... مجلی نے کہا اور اس خلا سے اندر داخل ہو گئی۔ چارلی بھی اس کے پیچھے اندر آگیا تو مجلی نے مڑ کر اس بار دو نئے الفاظ سپر اور ٹو کہے تو پہلے کی طرح ہلکی سی سرسراہٹ کے ساتھ دیوار برابر ہو گئی۔ اندھیرے کے باوجود چونکہ ان کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو چکی تھیں۔ اس لئے انہیں اب خاصی حد تک ہر چیز واضح طور پر نظر آنے لگ گئی تھی۔ دیوار برابر ہونے کے بعد وہ دونوں مڑے۔ سامنے وہ بلڈنگ موجود تھی جسے نقشے میں نرسنگ ہوسٹل کے طور پر دکھایا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی کوٹھی نما عمارت تھی۔ یہ راسوگی کی رہائش گاہ تھی اور وہ دونوں اس کوٹھی کے عقبی حصے کی طرف احتیاط سے آگے بڑھنے لگے۔ عمارت کے عقبی حصے میں چار

کھڑکیاں تھیں اور ان میں سے ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی لیکن وہاں کوئی آدمی نظر نہ آرہا تھا۔

"چلو اندر"...... مجلی نے کہا اور پھر پہلے اس نے دونوں ہاتھوں سے کھڑکی کی سائیڈیں پکڑیں اور اچھل کر کھڑکی پر چڑھ کر اندر کی طرف اتر گئی۔ تھوڑی دیر بعد چارلی بھی اندر پہنچ گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جسے بیڈروم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ مجلی نے چارلی کے اندر آتے ہی کھڑکی بند کر دی تاکہ اگر کوئی عقب میں چیکنگ کے لئے آئے تو اسے کھڑکی کھلی ہوئی نظر نہ آئے۔ کمرے کا دروازہ کھول کر وہ دونوں راہداری میں آئے۔ راہداری بھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ مجلی چونکہ راسوگی سے پوری تفصیل معلوم کر کے آئی تھی اس لئے رہنمائی بھی وہی کر رہی تھی۔ راسوگی خود سامنے نہ آنا چاہتی تھی اس لئے وہ سرے سے سامنے ہی نہیں آئی تھی۔ راہداری کا اختتام ایک برآمدے میں ہوا جس کی دائیں سائیڈ پر سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ مجلی ان سیڑھیوں پر چڑھ کر اوپر جانے لگی تو چارلی نے بھی اس کی پیروی کی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس کوٹھی کی چھت پر پہنچ گئے۔ چھت کے تین طرف خاصی اونچی چاردیواری تھی جبکہ چوتھی طرف ایک طویل بلڈنگ کے ساتھ جڑی ہوئی تھی۔ وہ دونوں کوٹھی کی چھت سے اس بلڈنگ کی چھت پر پہنچ گئے اور پھر محتاط انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ بلڈنگ کے اختتام پر ایک اور بلڈنگ تھی جس کی چھت قدرے اونچی تھی۔ اس پر بھی انہیں پہنچنا پڑا۔

"یہاں سے ہم نے پانی کے پائپ کے ذریعے عقبی طرف نیچے اترنا ہے ۔ وہاں نیچے وہ کمرہ ہے"...... محلی نے کہا اور چارلی نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پانی کے پائپ کے ذریعے بڑے محتاط انداز میں نیچے پہنچ گئے ۔ کچھ فاصلے پر بلڈنگ کے ساتھ جڑا ہوا ایک کمرہ دکھائی دے رہا تھا جس کے باہر ایک چھوٹا سا برآمدہ تھا لیکن برآمدہ خالی تھا اور کمرے کا دروازہ بند تھا۔

"باہر کوئی گارڈ موجود نہیں ہے ۔ یقیناً وہ اندر پڑا سو رہا ہو گا کیونکہ انہیں کوئی خطرہ محسوس نہیں ہو رہا ہو گا"...... محلی نے چارلی کے کان کے قریب منہ کر کے کہا اور چارلی نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"یہاں گولی مت چلانا"...... محلی نے ایک اور ہدایت دیتے ہوئے کہا اور چارلی نے ایک بار پھر اثبات میں سرہلا دیا۔

چارلی نے آگے بڑھ کر دروازہ آہستہ سے دھکیلا تو دروازہ اندر سے بند نہ تھا۔ تھوڑا سا دروازہ کھلنے پر چارلی نے اسے مزید دبا کر کھولا تو کمرے کے درمیان میں ایک چارپائی پر ایک آدمی کمبل میں لپٹا ہوا گہری نیند سو رہا تھا۔ اس نے گن دیوار کے ساتھ ٹکا کر رکھی ہوئی تھی۔ چارلی آہستہ سے آگے بڑھا اور اس نے ایک ہاتھ اس آدمی کے کاندھے پر اور دوسرا ہاتھ اس کے سر پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو کمبل میں لپٹے ہوئے اس آدمی کا جسم ایک لمحے کے لئے پوری قوت سے تڑپا لیکن پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی گردن ایک ہی جھٹکے میں ٹوٹ چکی تھی اور وہ ختم ہو گیا تھا۔ محلی نے

ایسے انداز میں سرہلا دیا جیسے چارلی نے بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہو۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے بند کیا اور پھر وہ ایک دیوار کی طرف بڑھ گئی جس کے درمیان ایک سرخ رنگ کا ہینڈل نظر آ رہا تھا۔ کمرے میں چونکہ کم پاور کا ایک بلب جل رہا تھا اس لئے انہیں یہاں دیکھنے میں کوئی دشواری نہ ہو رہی تھی۔

"اس دروازے کو اندر سے لاک کر دو تاکہ کوئی ہماری عدم موجودگی میں آئے تو لاش دیکھ کر یا راستہ کھلا دیکھ کر معاملات کو بگاڑ نہ دے"...... اس بار چارلی نے کہا تو محلی سرہلاتی ہوئی واپس مڑی اور اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔ پھر واپس مڑ کر وہ ایک بار پھر آگے بڑھی اور اس نے ہینڈل کو ایک جھٹکے سے نیچے کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈ میں ہو گئی۔ اب وہاں ایک خاصا بڑا خلا نظر آ رہا تھا جس کے بعد ایک راہداری تھی۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے ۔ یہ بالکل ہی چھوٹی سی راہداری تھی جو گہرائی میں جاتی دکھائی دے رہی تھی اور آخر میں ایک دیوار تھی جس پر پہلے جیسا ہی سرخ رنگ کا ہینڈل نظر آ رہا تھا کیونکہ کمرے میں موجود بلب کی ہلکی سی روشنی اس راہداری میں بھی ہلکی سی روشنی بکھیر رہی تھی۔

"آؤ۔ اب اس دیوار کے بعد وہ تہہ خانہ ہو گا جہاں ہمارا ٹارگٹ موجود ہے"...... محلی نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور چارلی نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر وہ دونوں اس راہداری میں

داخل ہو کر اس دیوار کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔ مچلی نے ایک قدم آگے بڑھ کر دیوار میں نصب ہینڈل پر ہاتھ رکھا تو چارلی نے مشین پسٹل نکال لیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔

" تم نے کیمرہ نہیں لیا"...... چارلی نے آہستہ سے مچلی سے کہا۔

" مائیکرو کیمرہ میری جیب میں ہے ۔ میں ایسی باتیں نہیں بھولا کرتی"...... مچلی نے آہستہ سے کہا اور چارلی نے پسندیدگی کے انداز میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی مچلی نے ہینڈل کو دبا کر ایک جھٹکے سے نیچے کر دیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی سرسراہٹ کے ساتھ دیوار درمیان سے شق ہو گئی اور اب ایک ہال نما تہہ خانہ ان کی نظروں کے سامنے تھا جس میں چھ بیڈز موجود تھے جن میں سے تین خالی تھے جبکہ دو ایک طرف اور ایک ہال کے آخری کونے میں موجود تھا جس کے ساتھ ہی دیوار میں ایک بند دروازہ نظر آ رہا تھا۔ اس آخری کونے میں موجود بیڈ پر نیا کمبل تھا اور نئے کمبل کو دیکھتے ہی مچلی اور چارلی دونوں سمجھ گئے کہ اس کمبل کے نیچے ان کا ٹارگٹ موجود ہے اور راسوگی نے یقیناً ٹارگٹ سمیت سب مریضوں کو ایسی گولیاں کھلا دی تھیں کہ وہ بے ہوشی جیسی حالت میں گہری نیند سوئے پڑے تھے ۔ چھت پر درمیان میں ایک ہلکی طاقت کا بلب جل رہا تھا اور وہ دونوں اس دروازے سے گزر کر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے ۔ وہ بڑے چوکنا انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے لیکن ہر چیز ساکت تھی۔ ویسے بھی اس بلب کے علاوہ اس تہہ خانے میں اور

کوئی ڈیوائس نظر نہ آ رہی تھی۔ مچلی نے جیکٹ کی جیب سے ایک چھوٹا سا جدید ساخت کا کیمرہ نکال لیا۔ وہ دونوں اس آخری بیڈ کے قریب پہنچ کر رکے اور پھر چارلی کے اشارے پر مچلی نے آگے بڑھ کر ٹارگٹ کے منہ اور سر سے کمبل ہٹایا تو ان کا ٹارگٹ واقعی انتہائی پرسکون انداز میں گہری نیند سو رہا تھا۔ مچلی دو قدم پیچھے ہٹی اور اس نے کیمرہ اپنی آنکھوں سے لگایا جبکہ چارلی نے سانس روک کر ٹریگر دبا دیا۔

شارنگ ہوٹل چار منزلہ عمارت پر مشتمل تھا۔ سامنے وسیع و عریض کمپاؤنڈ تھا۔ شارنگ ہوٹل ٹائیگر کے لئے نیا نہیں تھا۔ وہ کئی بار یہاں آ چکا تھا۔ اس لئے ٹیکسی سے اتر کر وہ اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا ہال میں داخل ہوا۔ وسیع و عریض ہال عورتوں اور مردوں سے بھرا ہوا تھا۔ شراب اور منشیات کا وہاں بے دریغ استعمال ہو رہا تھا۔ ہال میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ تھی اور خاصی تعداد غیر ملکیوں کی بھی نظر آ رہی تھی ایک طرف وسیع و عریض کاؤنٹر تھا۔ ٹائیگر اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اسے یاد تھا کہ پچھلی بار جب وہ یہاں آیا تھا تو اس کی ملاقات رندھیر سنگھ سے ہوئی تھی جو یہاں چیف سپروائزر تھا اور ان کے درمیان خاصی دیر تک گپ شپ رہی تھی اور ٹائیگر نے رندھیر سنگھ کو پاکیشیا آنے کی بھی دعوت دی تھی۔ چنانچہ اس نے اب بھی رندھیر سنگھ سے ملنے کا سوچا تھا۔

"یس سر"...... کاؤنٹر پر بیٹھی ایک لڑکی نے ٹائیگر کے کاؤنٹر کے قریب پہنچنے پر مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے اور میں پاکیشیا سے آیا ہوں۔ میں نے چیف سپروائزر رندھیر سنگھ سے ملنا ہے۔ وہ میرا دوست ہے"...... ٹائیگر نے پوری وضاحت سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"وہ اپنے آفس میں ہیں۔ دائیں ہاتھ پر راہداری میں پہلا آفس ان کا ہے"...... لڑکی نے ہاتھ سے راہداری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو"...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر اس راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ آفس کے دروازے کے ساتھ ہی دیوار پر موجود پلیٹ پر رندھیر سنگھ کا نام اور نیچے چیف سپروائزر کا عہدہ بھی درج تھا۔ یہ خاصا بڑا آفس تھا جس میں بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک رندھیر سنگھ موجود تھا۔

"اوہ۔ ٹائیگر تم۔ آؤ۔ آؤ۔ خوش آمدید"...... رندھیر سنگھ نے ٹائیگر کو دیکھ کر مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر سائیڈ سے ہو کر ٹائیگر کی طرف بڑھا اور پھر بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کر کے وہ ٹائیگر کے سامنے ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کیا پیو گے"...... رندھیر سنگھ نے پوچھا۔

"میں شراب نہیں پیتا اس لئے کوئی جوس منگوا لو"...... ٹائیگر نے کہا اور رندھیر سنگھ اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھا اور اس نے انٹرکام

کار سیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے اور پھر کسی کو جوس کے دو ٹن لانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" تم پاکیشیا بھی نہیں آئے۔ اس لئے مجھے یہاں آنا پڑا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا اور رندھیر سنگھ بے اختیار ہنس پڑا۔

" کیا کروں۔ فرصت ہی نہیں ملی اور تم بس یہی معلوم کرنے آئے ہو کہ میں پاکیشیا کیوں نہیں آیا"...... رندھیر سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ پہلی بات یہی ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو رندھیر سنگھ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" اور دوسری بات"...... رندھیر سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اسے رندھیر سنگھ کی طرف اچھال دی۔

" یہ کیا ہے"...... رندھیر سنگھ نے بے اختیار گڈی کو کیچ کرتے ہوئے کہا۔

" اپنی جیب میں ڈال لو۔ یہ تمہارے لئے ہیں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مگر......" رندھیر سنگھ نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" میں کہہ رہا ہوں اسے جیب میں ڈالو"...... ٹائیگر نے زور دے کر کہا تو رندھیر سنگھ نے گڈی جیب میں ڈال لی اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ویٹر اندر داخل

ہوا۔ اس نے ایک ٹرے اٹھا رکھی تھی جس میں جوس کے دو ٹن رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ٹن ٹائیگر کے سامنے اور دوسرا رندھیر سنگھ کے سامنے رکھا اور پھر خالی ٹرے اٹھائے وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

" لو"...... رندھیر سنگھ نے اپنے سامنے رکھے ٹن کو اٹھاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سامنے پڑا ہوا جوس کا ٹن اٹھایا اور پھر اسے کھول کر اس نے اس میں سٹرا ڈالا اور سپ کرنے لگا۔

" ہاں۔ اب بتاؤ کہ کس بات کی رقم ہے"...... رندھیر سنگھ نے ٹن خالی کر کے ایک سائیڈ پر پڑی منی باسکٹ میں اچھالتے ہوئے کہا۔

" تمہیں معلوم ہے کہ میں مختلف بڑی پارٹیوں کے لئے ٹریسنگ کا کام بھی کرتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ہاں۔ تم نے بتایا تھا"...... رندھیر سنگھ نے جواب دیا۔

" ایک ایکریمین جس کا نام تھامس تھا یہاں شارنگ ہوٹل آکر ٹھہرا تھا۔ میں نے اسے ٹریس کر کے اپنی پارٹی کو رپورٹ دینی ہے۔ یہ رقم اس سلسلے میں ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" تھامس۔ ایکریمین۔ لیکن یہاں تو کئی ایکریمینز آتے رہتے ہیں اور تھامس بھی عام سا نام ہے۔ اس کا حلیہ وغیرہ یا کوئی خاص بات"۔ رندھیر سنگھ نے کہا۔

"وہ ایجنٹ ہے اس لئے میک اپ بھی کر سکتا ہے البتہ اس کا قدوقامت بتا دیتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ریوڈو سے اس نے قدوقامت کی جو تفصیل معلوم کی تھی وہ اس نے بتا دی۔

"ایک بات اور کہ وہ پاکیشیا سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کافرستان آیا تھا اور آیا بھی رات کو تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اور کچھ"...... رندھیر سنگھ نے کہا۔

"ہاں۔ ایک بات اور کہ اسے پاکیشیا سے یہاں ریوڈو نے بھجوایا تھا"...... ٹائیگر نے کہا تو رندھیر سنگھ چونک پڑا۔

"ہاں۔ اب بات بن گئی۔ اس تھامس کو ایئرپورٹ سے لینے کے لئے میں نے ہی کار بھجوائی تھی۔ وہ دو روز یہاں رہا۔ اس کے بعد وہ ایک پرائیویٹ رہائش گاہ پر شفٹ ہو گیا اور ابھی تک وہاں موجود ہے"...... رندھیر سنگھ نے کہا۔

"کہاں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میں معلوم کرتا ہوں"...... رندھیر سنگھ نے کہا اور اس نے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے اور شاید آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا کہ دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

"کرشن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد رسیور اٹھائے جانے کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"رندھیر سنگھ بول رہا ہوں کرشن"...... رندھیر سنگھ نے کہا۔

"یس باس۔ کوئی حکم"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"تم نے ریوڈو کے مہمان ایکریمین کو پرائیویٹ رہائش گاہ مہیا کروائی تھی۔ کیا تفصیل ہے اس کی"...... رندھیر سنگھ نے کہا۔

"بارٹی کالونی۔ کوٹھی نمبر بارہ اے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... رندھیر سنگھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا فون نمبر بھی معلوم کر لینا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کرشن سے پوچھتا تو وہ خواہ مخواہ مشکوک ہو جاتا"...... رندھیر سنگھ نے کہا اور اس بار فون کا رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"بارٹی کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے میں نصب فون نمبر بتا دیجئے"...... رندھیر سنگھ نے کہا۔

"کس کے نام کوٹھی ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"یہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ صرف کوٹھی کا نمبر اور کالونی کا نام معلوم ہے"...... رندھیر سنگھ نے کہا۔

"اوکے۔ ہولڈ کریں۔ میں کمپیوٹر سے معلوم کر کے بتاتی

ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ چونکہ اس بار بھی رندھیر سنگھ
نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا۔ اس لئے دوسری طرف سے
آنے والی آواز ٹائیگر بخوبی سن رہا تھا۔

" ہیلو سر"...... چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز دوبارہ سنائی
دی۔

" یس"...... رندھیر سنگھ نے کہا۔

" نمبر نوٹ کر لیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے
ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا گیا۔ رندھیر سنگھ نے تھینک یو کہہ کر رسیور
رکھ دیا۔

" بات کرنی ہے"...... رندھیر سنگھ نے واپس آتے ہوئے کہا۔

" صرف اتنا معلوم کرنا ہے کہ وہ رہائش گاہ پر موجود ہے یا
نہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" وہاں اسے ہوٹل کی طرف سے ایک آدمی مہیا کیا گیا ہے۔ اس
کا نام وشنو ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں اس سے۔ لیکن کیا تمہارے
بارے میں بھی کچھ کہنا ہے"...... رندھیر سنگھ نے کہا۔

" نہیں۔ صرف یہ معلوم کرو کہ وہ موجود ہے یا نہیں"۔
ٹائیگر نے کہا تو رندھیر سنگھ نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور
تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر جیسے ہی اس نے
لاؤڈر کا بٹن پریس کیا تو دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی
دی۔

" یس"...... رسیور اٹھتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" شارنگ ہوٹل سے رندھیر سنگھ بول رہا ہوں"...... رندھیر
سنگھ نے کہا۔

" اوہ باس آپ۔ میں وشنو بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے
اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" کیسا کام جا رہا ہے۔ وہاں خوش تو ہو۔ کوئی پرابلم تو
نہیں"...... رندھیر سنگھ نے کہا۔

" اوہ نہیں باس۔ تھامس صاحب بڑے اچھے آدمی ہیں۔ ویسے بھی
وہ زیادہ تر وقت باہر ہی گزارتے ہیں"...... وشنو نے جواب دیا۔

" اس وقت بھی موجود ہیں یا باہر گئے ہوئے ہیں"...... رندھیر
سنگھ نے پوچھا۔

" نہیں باس۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ شام کو ہی واپس آئیں گے۔
پھر کھانا کھا کر دوبارہ چلے جائیں گے اور پھر رات گئے واپس آئیں
گے"...... وشنو نے جواب دیا۔

" اوکے۔ میں نے تو تمہارے بارے میں معلوم کرنے کے لئے
ن کیا تھا"...... رندھیر سنگھ نے کہا۔

" شکریہ باس"...... دوسری طرف سے وشنو نے مسرت بھرے
جے میں کہا۔

" اوکے۔ کوئی بھی پرابلم ہو تو مجھے فون کر دینا"...... رندھیر
گھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" اور کچھ"...... رندھیر سنگھ نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ بس شکریہ۔ اب مجھے اجازت"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ یہ کیا۔ بیٹھو۔ مل کر کھانا کھائیں گے"۔ رندھیر سنگھ نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ ایک کام تو تمہاری مدد سے ہو گیا ہے۔ اس کی تو رپورٹ دے کر فارغ ہو جاؤں گا لیکن اور بھی بہت سے کام کرنے ہیں۔ اس لئے تھینک یو"...... ٹائیگر نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

" تمہارا شکریہ کہ تم نے معمولی سے کام کے لئے اتنی بڑی رقم دے دی ہے"...... رندھیر سنگھ نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

" میں بانٹ کر کھانے کا عادی ہوں اس لئے کامیابی بھی ہوتی ہے اور برکت بھی۔ گڈ بائی"...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ گو اسے معلوم ہو گیا تھا کہ تھامس اس وقت رہائش گاہ پر موجود نہیں ہے لیکن وہ فوری وہاں پہنچنا چاہتا تھا تاکہ جیسے ہی تھامس واپس آئے وہ اس سے معلومات حاصل کر کے فوری واپس جا سکے۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی اسے لئے ہوئے بارٹی کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کالونی کے آغاز میں اس نے ٹیکسی چھوڑ دی اور پھر جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ ٹہلنے کے انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی نمبر بارہ اے کے

سامنے پہنچ چکا تھا۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔

" تمہارا نام وشنو ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" جی ہاں۔ آپ کون ہیں"...... اس آدمی نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میرا نام رضوان ہے اور مجھے شارنگ ہوٹل کے چیف سپروائزر رندھیر سنگھ نے بھیجا ہے۔ ابھی انہوں نے تمہیں فون کیا تھا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" اوہ اچھا۔ فرمایئے"...... وشنو نے اس بار قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" میں نے مسٹر تھامس سے ملنا ہے۔ میں ان کا انتظار کر لوں گا۔ اگر تم اجازت دو تو"...... ٹائیگر نے کہا۔

" لیکن وہ نجانے کس وقت آئیں۔ ان کی آمد کا کوئی ٹائم مقرر نہیں ہے"...... وشنو نے کہا۔

" کوئی بات نہیں۔ میں انتظار کر لوں گا۔ اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو۔ ویسے مجھے رندھیر سنگھ نے کہا تھا کہ تم میرے ساتھ تعاون کرو گے۔ اگر تم چاہو تو انہیں فون کر کے میرے بارے میں پوچھ سکتے ہو"...... ٹائیگر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آیئے"...... وشنو نے واپس مڑتے ہوئے کہا اور

پھر اس کے پیچھے ٹائیگر بھی کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ یہ درمیانے
درجے کی کوٹھی تھی۔ وشنو نے مڑ کر پھاٹک بند کیا ہی تھا کہ ٹائیگر کا
بازو گھوما اور وشنو چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ ٹائیگر نے اس
کی گردن پر پیر رکھ کر موڑ دیا۔ اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے وشنو کا
جسم جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا۔
"کس پر گیا ہے تھامس۔ کار پر یا......" ٹائیگر نے غراتے ہوئے
پوچھا۔
"کار پر۔ کار پر"...... وشنو کے منہ سے رک رک کر نکلا تو ٹائیگر
نے پیر کو جھٹکے سے موڑ دیا اور وشنو کا جسم ایک بار تڑپا اور پھر ساکت
ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔ ٹائیگر نے پیر ہٹایا اور پھر
جھک کر اس نے وشنو کو اٹھایا اور اسے ایک طرف بنے ہوئے
چوکیدار کے کمرے کے عقب میں ڈال دیا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا
اندرونی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بیڈ روم کی الماری سے اسے
ایک بریف کیس مل گیا۔ اس نے اسے کھولا تو وہ بے اختیار چونک
پڑا۔ اس بریف کیس کے ایک خانے میں ایک مشین پسٹل کے
ساتھ ساتھ ایک تیز دھار خنجر بھی موجود تھا۔
"واہ۔ یہ تو پورا اسلحہ خانہ ساتھ اٹھائے پھر رہا ہے"...... ٹائیگر
نے کہا اور پھر اس نے دونوں چیزیں نکال کر اپنے کوٹ کی جیبوں
میں ڈالیں اور پھر بریف کیس کی مزید تلاشی لینے لگا۔ چند لمحوں بعد
ایک ڈائری اس کے ہاتھ لگ گئی۔ اس نے اسے کھولا تو یہ تھامس

کی ذاتی ڈائری تھی۔ اس میں اس کے ضروری نوٹس موجود تھے۔ اس
نے ڈائری اٹھائی اور ایک طرف موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور
ڈائری پڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس نے ڈائری بند کی تو اسے
کسی حد تک اپنی مطلوبہ معلومات مل چکی تھیں۔ تھامس کا تعلق
یہودیوں کی ایک خفیہ تنظیم فارما سے تھا اور اس میں فارما کے چیف
کا نام جیکسن اور فارما دونوں لکھے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اس کا
پتہ اور فون نمبر بھی درج تھا۔ اس نے ڈائری بند کر کے اسے بھی
جیب میں ڈال لیا اور پھر واقعی اسے انتظار کرتے ہوئے رات پڑ گئی
لیکن تھامس نہ آیا تو وہ بے چین ہو گیا۔ اس کے ذہن میں یہی خیال آ
رہا تھا کہ کہیں تھامس خطرے کی بو سونگھ کر ایکریمیا نہ چلا گیا ہو
لیکن اس کا سامان چونکہ یہاں موجود تھا اس لئے ٹائیگر اپنا خیال بدل
دیتا تھا اور پھر ہارن کی تیز آواز سن کر وہ چونک پڑا۔ وہ تیزی سے اٹھا
اور بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ ہارن دو بار مزید بجایا گیا تھا۔
ٹائیگر نے پھاٹک کا بڑا کنڈا ہٹایا اور پھر ایک جھٹکے سے بڑا پھاٹک
کھول دیا۔ چند لمحوں بعد سرخ رنگ کی کار اندر داخل ہوئی اور سیدھی
گیراج میں جا کر رک گئی۔ کار میں ایک آدمی تھا۔ ٹائیگر نے بجلی کی
سی تیزی سے پھاٹک بند کر دیا اور جب تک کار رکتی وہ پھاٹک بند کر
چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ چوکیدار کے لئے بنے ہوئے کمرے کی
دیوار کے ساتھ لگ گیا تاکہ کار کے عقبی آئینے سے تھامس اسے دیکھ
نہ سکے۔ پھر جیسے ہی اسے کار کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی وہ تیزی

سے آگے بڑھا۔ اسے معلوم تھا کہ کار سے باہر نکلتے ہوئے تھامس کا رخ آگے کی طرف ہو گا اور پیچھے چلنے کی آواز سن کر وہ یہی سمجھے گا کہ آنے والا وشنو ہے اور وہی ہوا۔ تھامس اطمینان بھرے انداز میں کار سے نکلا اور پھر اس نے جیسے ہی مڑ کر کار کا دروازہ بند کرنا چاہا اس وقت تک ٹائیگر اس کے قریب پہنچ چکا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ تھامس کچھ بولتا یا حرکت کرتا ٹائیگر کا بازو بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا اور تھامس کھڑی ہتھیلی کا پر قوت وار گردن پر سہہ کر چیختا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ ٹائیگر کی لات تیزی سے حرکت میں آئی اور پہلو پر پڑنے والی لات کھا کر تھامس کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی۔ اس نے ایک جھٹکے سے مڑ کر اٹھنا چاہا لیکن دوسری لات اس کی کنپٹی پر پڑی اور اس بار اس کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ وہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ اس لئے اگر اسے تھوڑا سا موقع بھی مل گیا تو وہ پھر شاید آسانی سے قابو میں نہ آئے اور یہاں کھلی جگہ پر مسلسل چیخوں کی آوازیں ہمسایوں کو چوکنا کر سکتی تھیں۔ اس لئے ٹائیگر نے یہ سب کچھ پلک جھپکنے کے سے انداز میں تیزی سے کیا اور پھر تھامس کے بے ہوش ہو جانے پر اس نے جھک کر اسے اٹھایا اور اندرونی کمرے میں لا کر ایک کرسی پر ڈال دیا۔ سٹور سے رسی کا بنڈل تلاش کر کے وہ پہلے ہی اس کرسی کے ساتھ رکھ چکا تھا۔ اس نے رسی کا بنڈل اٹھایا اور پھر رسی کی مدد سے اس نے تھامس کو کرسی سے جکڑ دیا۔ اس نے گانٹھ اس انداز میں لگائی تھی

کہ تھامس باوجود تربیت یافتہ ہونے کے کسی بھی طرح اسے کھول نہ سکے۔ پھر اس نے تھامس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے اور چوتھے یا پانچویں تھپڑ پر تھامس چیختا ہوا ہوش میں آ گیا تو ٹائیگر نے ساتھ پڑی ہوئی ایک اور کرسی گھسیٹی اور اسے سامنے رکھ کر اس پر بیٹھ گیا۔

"یہ۔ یہ کیا مطلب۔ تم کون ہو۔ وشنو کہاں ہے۔ کیا مطلب"۔ تھامس نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وشنو کی لاش باہر پڑی ہوئی ہے اور میرا نام ٹائیگر ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور پاکیشیا کا نام سن کر تھامس بے اختیار چونک پڑا۔

"پاکیشیا۔ مگر میں تو۔ میرا کیا تعلق ہے پاکیشیا سے"۔ تھامس نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں خود ہی تفصیل بتا دیتا ہوں تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔ نو۔ میرا نام ٹائیگر ہے اور میں عمران صاحب کا شاگرد ہوں۔ تم پنے طور پر ہسپتال میں جا کر عمران صاحب کو ہلاک کر آئے تھے ن عمران صاحب نے صرف دو ہفتے ہسپتال گزارنے کے لئے مارے ساتھ ڈرامہ کیا تھا۔ اوہ۔ تو تمہیں یہ سب کچھ معلوم ہو گیا ہے۔ تمہارے چہرے کے تاثرات بتا رہے ہیں کہ تم یہ سب کچھ پہلے ے جانتے ہو۔ بہرحال تم نے نک، ڈاکٹر افضل اور ریوڈو کی مدد سے کھیل کھیلا تھا۔ میں نے انتقامی طور پر ریوڈو، نک اور ڈاکٹر افضل

تینوں کو ہلاک کر دیا ہے اور اب تمہاری باری ہے ۔ اس لئے میں پاکیشیا سے یہاں آیا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" تمہیں یہاں کے بارے میں کس نے بتایا ہے "...... اس بار تھامس نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

" پہلی بات تو یہ ہے کہ تم رسیاں نہیں کھول سکتے ۔ اس لئے اپنی انگلیوں کو حرکت میں لانے کی تکلیف مت کرو۔ دوسری بات یہ کہ تم شارنگ ہوٹل سے یہاں شفٹ ہوئے ہو اور ریوڈو نے ہی تمہیں فلائٹ چارٹرڈ کرا کے دی تھی اور اس کے کہنے پر ہی تم شارنگ ہوٹل میں ٹھہرے تھے اور ریوڈو سے میں نے تمام معلومات حاصل کر لی تھی اور پھر شارنگ ہوٹل سے معلوم کرنا کہ تم یہاں موجود ہو کوئی مشکل کام نہیں تھا اور یہ بھی سن لو کہ مجھے یہاں آئے ہوئے چار گھنٹے گزر چکے ہیں۔ میں نے تمہارے بریف کیس کی تلاشی لی ہے وہاں سے مجھے تمہاری ذاتی ڈائری ملی ہے ۔ اس ڈائری سے تمہاری تنظیم فارما، اس کے چیف جیکسن فارما، اس کے آفس کا پتہ اور اس کا فون نمبر سب معلوم ہو گیا ہے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" تو پھر تم کیا چاہتے ہو۔ سب کچھ تو تمہیں معلوم ہو چکا ہے "۔ تھامس نے کہا۔

" تم نے عمران صاحب کے خلاف کارروائی کر کے اپنی موت کو دعوت دی ہے ۔ اس لئے میں تمہاری موت کو عبرتناک بنانے کے لئے یہاں آیا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" یہ بچوں والی بات ہے مسٹر ٹائیگر۔ عمران بھی ایجنٹ ہے اور میں بھی ایجنٹ ہوں ۔ ہم دونوں مشن پر کام کرتے ہیں۔ اس میں انتقام والی کوئی بات نہیں ہوتی اور یہ بھی بتا دوں کہ میری بجائے تم اپنے استاد کی زندگی کی فکر کرو۔ وہ میرے ہاتھوں سے تو بچ گیا ہے لیکن شاید اب تک وہ موت کے گھاٹ اتر بھی چکا ہو۔ میں بھی یہاں اس لئے رک گیا تھا کہ شاید میری ضرورت پڑ جائے ورنہ میں کب کا واپس جا چکا ہوتا"...... تھامس جب بولنے پر آیا تو بولتا چلا گیا۔

" تم فکر مت کرو۔ عمران صاحب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ہے ۔ تم اپنی بات کرو"...... ٹائیگر نے کہا۔

" تم مسلمان احمق لوگ ہو۔ ہر کام کو گاڈ پر چھوڑ دیتے ہو۔ بہرحال تمہاری مرضی جو جی چاہے کرو۔ مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے غفلت کی اور کسی ایجنٹ سے غفلت کا ہونا اس کے لئے یقینی موت ہوتی ہے ۔ زیادہ سے زیادہ مار دو گے مجھے ۔ مار دو۔ لیکن مجھے مارنے سے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ اگر بچا سکتے ہو تو اپنے استاد کو بچا لو "۔ تھامس نے کہا۔

" تم بار بار یہ بات کیوں کر رہے ہو۔ کیا تمہاری تنظیم نے کوئی اور منصوبہ بنایا ہے عمران صاحب کی ہلاکت کے لئے "...... ٹائیگر نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سنو۔ اگر تم اپنے گاڈ کی قسم کھا کر حلف دو تو میں تمہیں ایک راز بتا سکتا ہوں ۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارے استاد کی جان بچ جائے اور

بھی سرخرو ہو جاؤں"...... تھامس نے کہا۔

"کیسا حلف"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہی کہ تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے اور میرا بھی وعدہ کہ میں آئندہ پاکیشیا کے خلاف کوئی مشن نہیں لوں گا"...... تھامس نے کہا۔

"تم وہ راز بتاؤ۔ اس کے بعد ہی فیصلہ کیا جا سکتا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تو سنو۔ اسرائیل کے صدر نے اپنی خصوصی ذرائع سے یہ معلوم کر لیا تھا کہ میرے حملے سے عمران ہلاک نہیں ہوا بلکہ میرے ساتھ ڈرامہ کیا گیا ہے تو انہوں نے یہ بات فارما کے چیف کو بتائی تو فارما کے چیف نے مجھ پر دوبارہ بھروسہ نہیں کیا بلکہ دوسرے ایجنٹ پاکیشیا بھجوا دیئے اور مجھے صرف اتنا کہا کہ میں کافرستان میں اس وقت تک رہوں جب تک دوسرے ایجنٹ یہ مشن مکمل نہیں کر لیتے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان ایجنٹوں کو کسی بھی لمحے میری ضرورت پڑ جائے۔ اس سے میں بے حد مایوس ہوا اور اب اگر وہ ایجنٹ کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر میں خود اپنی نظروں سے گر جاؤں گا لیکن اگر وہ بھی میری طرح ناکام رہتے ہیں تو پھر میری شرمندگی ختم ہو جائے گی"۔ تھامس نے کہا۔

"لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم درست کہہ رہے ہو"۔ ٹائیگر نے کہا۔ اسے تھامس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے لیکن ظاہر ہے صرف اس بات پر وہ تھامس جیسے ایجنٹ کو تو نہیں چھوڑ

سکتا تھا۔

"میں فون پر تمہارے سامنے چیف سے بات کر کے کنفرم کرا دیتا ہوں"...... تھامس نے کہا۔ وہ واقعی ذہین آدمی تھا۔ اس لئے اس نے ایک ایسی بات کر دی تھی جو ٹائیگر کے ذہن میں بھی نہ آئی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم کنفرم کرا دو تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا"۔ ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے ایک طرف رکھا ہوا فون اٹھایا اور اسے ساتھ رکھ کر اس نے جیب سے تھامس کی ذاتی ڈائری نکالی اور اسے کھول کر اس نے وہ صفحہ نکالا جس پر چیف جیکسن فارما کے فون نمبر درج تھے۔ اس نے ایک نظر انہیں دیکھا اور پھر ڈائری بند کر کے اس نے اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔

"ہاں بولو نمبر"...... ٹائیگر نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تم نے دیکھ تو لئے ہیں ڈائری میں۔ وہی پریس کر دو"۔ تھامس نے کہا۔

"تم بتاؤ"...... ٹائیگر نے کہا تو تھامس نے وہی نمبر بتا دیئے جو ڈائری میں درج تھے۔ ٹائیگر نے اسی لئے اس کے سامنے ڈائری کھولی تھی اور نمبر چیک کئے تھے تاکہ وہ کوئی غلط بیانی کر کے اسے دھوکہ نہ دے۔ ٹائیگر نے پہلے انکوائری کے نمبر پریس کئے اور انکوائری آپریٹر سے کافرستان سے ایکریمیا کا رابطہ نمبر معلوم کر کے اس نے پہلے وہ رابطہ نمبر پریس کئے اور پھر وہ نمبر پریس کر دیئے جو تھامس نے

بنائے تھے اور آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے اٹھ کر رسیور تھامس کے کان سے لگا دیا۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" کافرستان سے تھامس بول رہا ہوں باس"...... تھامس نے کہا۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"کیوں کال کی ہے "...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ابھی تک پاکیشیا سے میرے ساتھ رابطہ نہیں کیا گیا چیف۔ کیا میں واپس نہ آجاؤں۔ میں یہاں اب بہت بور ہو چکا ہوں یا اگر آپ حکم دیں تو میں پاکیشیا جا کر ان کی مدد کروں"...... تھامس نے کہا۔

" نہیں۔ تمہارا وہاں جانا ٹھیک نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عمران کا شاگرد ٹائیگر جس نے ریوڈو کو ہلاک کیا ہے وہ تمہاری بھی تلاش میں ہو۔ البتہ تم واپس آسکتے ہو۔ اگر اب تک انہوں نے تم سے رابطہ نہیں کیا۔ تو میرا خیال ہے کہ انہوں نے اپنے طور پر سارے کام کر لئے ہوں گے "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے باس۔ ٹھیک ہے۔ گڈ بائی "...... تھامس نے کہا اور سر ہلایا تو ٹائیگر نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

" اب تمہیں یقین آگیا ہے "...... تھامس نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم نے کوئی نام ہی نہیں لئے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" پہلے تم حلف دو کہ مجھے زندہ اور صحیح سلامت چھوڑ دو گے تو میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا اور میرا وعدہ بھی قائم ہے کہ آئندہ تمہارے استاد یا پاکیشیا کے خلاف کوئی مشن مکمل نہیں کروں گا"۔ تھامس نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں تمہیں حلف دیتا ہوں کہ میں تمہیں زندہ اور صحیح سلامت چھوڑ کر چلا جاؤں گا"...... ٹائیگر نے باقاعدہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قسم کھاتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ اب میں مطمئن ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ مسلمان چاہے وہ کتنے ہی بڑے مجرم ہی کیوں نہ ہوں جب گاڈ کی قسم کھاتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں تو سنو۔ تمہارے استاد عمران کو ہلاک کرنے کے لئے فارما کے دو سپر ایجنٹس بھیجے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک مرد ہے اور ایک عورت۔ یہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ مرد کا نام چارلی ہے اور عورت کا مجلی۔ یہ دونوں انتہائی تیز، ذہین اور فعال ایجنٹ ہیں اور آج تک وہ کبھی اپنے مشن میں ناکام نہیں رہے"۔ تھامس نے کہا۔

" صرف ناموں سے بات نہیں بنے گی۔ ان کے حلیے اور قدوقامت کے بارے میں بھی تفصیل بتاؤ اور کوئی ایسی ٹپ دو جس کی مدد سے انہیں فوری طور پر ٹریس کیا جا سکے "...... ٹائیگر نے کہا تو تھامس نے دونوں کے حلیے اور قدوقامت کے بارے میں تمام تفصیلات بتا دیں۔

"کوئی اور ٹپ"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ میں تو یہی کچھ بتا سکتا تھا۔ جو کچھ میں جانتا تھا وہ میں نے بتا دیا ہے"...... تھامس نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ میں اب جا رہا ہوں تمہیں زندہ اور صحیح سلامت چھوڑ کر"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ اس طرح تو میں یہاں بھوکا پیاسا ہی مرجاؤں گا۔ میری رسیاں کھولو"...... تھامس نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے یہی حلف دیا تھا۔ ہاں کوئی ایسی ٹپ دو جس سے انہیں فوری طور پر پکڑا جا سکے تو پھر رسیاں بھی کھولی جا سکتی ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"سوری۔ میں اور کیا بتا سکتا ہوں۔ مجھے کیا معلوم کہ وہ کہاں ٹھہریں گے۔ کس سے مدد حاصل کریں گے وہ مجھ سے علیحدہ لوگ ہیں"...... تھامس نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ میں پہلے ایک کال کر لوں"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر صدیقی نے ایک خصوصی فون عمران کے حوالے کیا ہوا ہے اور اس کا نمبر اسے معلوم تھا اور کافرستان سے پاکیشیا کا رابطہ نمبر بھی اسے یاد تھا۔ اس لئے وہ نمبر پریس کرتا چلا گیا۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس

کر دیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) حال مریض خصوصی ہسپتال بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے عمران کی شگفتہ آواز سنائی دی تو تھامس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں کافرستان سے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا ہوا۔ تھامس مل گیا"...... دوسری طرف سے عمران نے کہا تو ٹائیگر نے تھامس کی رہائش گاہ میں داخل ہونے سے لے کر اب تک کی ساری صورتحال بتا دی اور ساتھ ہی اس نے عمران پر دوسرے حملے کے لئے آنے والے ایجنٹوں کے نام، حلیے اور قدوقامت بھی بتا دیئے۔

"کیسے کنفرم ہوئی ہے یہ بات"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں پوچھا تو ٹائیگر نے فارما کے چیف جیکسن سے تھامس کی ہونے والی بات چیت دوہرا دی۔

"اس جوڑے کے نام میں نے سنے ہوئے ہیں۔ یہ خاصے تیز، فعال اور ذہین لوگ ہیں۔ اس لئے مجھے ان سے بچنے کے لئے خصوصی انتظامات کرنے پڑیں گے۔ ویسے کیا نمبر ہے فارما کے چیف جیکسن کا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے نمبر بتا دیئے۔

"اب اس تھامس کا کیا کرنا ہے باس"...... ٹائیگر نے نمبر بتاتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے اس کو حلف دیا ہے تو اسے پورا کرو"...... عمران نے

کہا۔

" لیکن باس۔ میں نے اسے کہا ہے کہ میں اسے زندہ اور صحیح سلامت چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ میں نے اسے یہ نہیں کہا کہ میں اسے رسیوں سے آزاد کر دوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

" صرف لفظوں سے کھیل کر کسی کو چکر دینا مناسب نہیں ہے۔ ویسے بھی تھامس ناکام رہا ہے۔ اس کے لئے اس کی ناکامی ہی بطور سزا کافی ہے اور جن لوگوں نے پاکیشیا میں اس کا ساتھ دیا تھا انہیں تم پہلے ہی ختم کر چکے ہو"...... عمران نے کہا۔

" یس باس۔ اللہ حافظ "...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" تمہارا باس واقعی عظیم آدمی ہے۔ دنیا میں ایسے لوگ واقعی نایاب ہوتے ہیں۔ اب مجھے اپنی ناکامی پر کوئی شرمندگی نہیں ہے بلکہ مجھے خوشی ہے کہ میرے ہاتھوں ایسا عظیم ایجنٹ ہلاک نہیں ہوا"...... تھامس نے کہا تو ٹائیگر نے اس کے عقب میں جا کر رسی کی گانٹھ کھول دی۔

" اب باقی رسیاں تم خود کھول لینا۔ میں جا رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب وہ جلد از جلد پاکیشیا پہنچ کر چارلی اور مچلی سے دو دو ہاتھ کرنا چاہتا تھا۔

عمران بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ وہ گہری نیند سو رہا تھا کہ اس کے ذہن نے جیسے اسے ایک جھٹکے سے جگا دیا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا لیکن سب کچھ اوکے تھا۔ اس کے ساتھی مریض بھی گہری نیند سو رہے تھے۔ سامنے دیوار پر لگے ہوئے کلاک میں رات کا یک بج چکا تھا۔ لیکن اسے یہ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ وہ جاگا کیوں ہے۔ ں کے ذہن پر البتہ غنودگی دھوئیں کے سے انداز میں چھائی ہوئی ی لیکن اس کے باوجود وہ جاگ اٹھا تھا۔ اچانک اس کے ذہن میں یک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے بیڈ کے ساتھ جود ٹرالی کا خانہ کھولا۔ اس میں ایک سرخ رنگ کی گولی موجود ا۔ ہیڈ نرس جو یہاں آ کر رات کے وقت اسے دوا دے جاتی تھی ا نے دوسری ادویات کے ساتھ یہ سرخ رنگ کی گولی بھی شامل ی تھی۔ عمران اس گولی کو دیکھ کر چونک پڑا تھا کیونکہ اسے

معلوم تھا کہ اس کی دوا تو ڈاکٹر صدیقی خود تجویز کرتا تھا اور باقاعدہ عمران کو اس بارے میں آگاہ بھی کر دیا کرتا تھا لیکن نرس نے آج روزانہ کی خوراک کے ساتھ یہ سرخ رنگ کی گولی بھی شامل کر دی تھی۔

"یہ گولی کیا ڈاکٹر صدیقی نے تجویز کی ہے"...... عمران نے ہاتھ میں موجود دوا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ اس سے آپ کو زیادہ ریلیف ملے گا"...... نرس نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اس کے سامنے گولیاں منہ میں ڈال لیں لیکن اس نے ہاتھ کی انگلیوں میں موجود رکھنے میں سے سرخ رنگ کی گولی نیچے سرخ کمبل پر گرا دی تھی۔ یہ نیا کمبل بھی یہ نرس ازخود لے آئی تھی اور اس نے اس کا پہلے والا کمبل ازخود تبدیل کر دیا تھا حالانکہ یہ کمبل ہر دوسرے روز تبدیل کیا جاتا تھا۔ بہرحال عمران نے اس کا تو زیادہ خیال نہ کیا تھا لیکن گولی وہ بغیر ڈاکٹر صدیقی سے بات کئے کسی صورت نہ کھا سکتا تھا۔ اس لئے اس نے نرس کو یہی تاثر دیا تھا کہ اس نے دوسری دوا کے ساتھ سرخ گولی بھی کھا لی ہے پھر نرس کے واپس جانے کے بعد اس نے گولی اٹھا کر اسے ٹرالی کے خانے میں رکھ دیا تھا تاکہ صبح جب ڈاکٹر صدیقی راؤنڈ پر آئے گا تو وہ اس سے اس سلسلے میں بات کرے گا۔ اب اسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ اگر وہ یہ گولی کھا لیتا تو اس کا ذہن اسے جھٹکا دے کر جگا نہ سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ٹائیگر کی فون کال آ گئی

اور اس خیال کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر چھائی ہوئی غنودگی بھی اسی طرح غائب ہو گئی جیسے سورج نکل آنے پر شبنم کے قطرے غائب ہو جاتے ہیں۔ وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔ گو یہ تہہ خانہ خصوصی طور بنایا گیا تھا اور یہ بم پروف تھا اور اس میں داخلے کے لئے بھی انتہائی سخت انتظامات کئے گئے تھے اور عمران کو یقین تھا کہ اب یہاں تک کوئی غیر متعلق آدمی نہ پہنچ سکے گا لیکن جب ٹائیگر نے کافرستان سے اسے فون کر کے بتایا کہ فارما کی طرف سے چارلی اور مچلی کو عمران کے خاتمے کے لئے بھیجا گیا ہے تو عمران نے بلیک زیرو کو فون کر کے اسے کہہ دیا کہ وہ فوری طور پر صفدر کے ذریعے چند خاص آلات بھجوا دے اور پھر یہ آلات یہاں پہنچ بھی گئے اور عمران نے انہیں ایسی جگہوں پر نصب کر دیا جہاں عام طور پر انہیں دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ اس طرح عمران زیادہ مطمئن ہو گیا تھا۔ اس نے ڈاکٹر صدیقی سے بھی اچھی خاصی بحث کی تھی کہ وہ اسے کیوں مزید ڈیڑھ ہفتے تک یہاں روکنے پر مصر ہیں لیکن ڈاکٹر صدیقی نے جب اسے بتایا کہ اس کے اعصابی مرکز پر زہریلے اثرات پوری طرح آپریشن نہ ہونے کی وجہ سے حاوی ہو گئے تھے اور ابھی تک وہ اثرات موجود ہیں۔ جب تک یہ اثرات مکمل طور پر ختم نہیں ہو جاتے تب تک ہر لمحے یہ خطرہ موجود رہے گا کہ کسی بھی وقت عمران کے اعصاب اس کا ساتھ چھوڑ جائیں۔ اس لئے ابھی عمران کو یہاں آئندہ ڈیڑھ ہفتے تک رہنا ہو گا۔ ویسے عمران خود بھی محسوس کرتا تھا کہ اس کے

اعصاب ابھی پہلے کی طرح بحال نہیں ہو سکے ۔ وہ آسانی سے چل پھر تو سکتا تھا لیکن جیسے ہی وہ تیزی سے کوئی کام کرنے لگتا تو نہ کر سکتا تھا۔ وہ پھرتی اور تیزی جو اس کے کام کے لئے ضروری تھی وہ ابھی تک اس میں پیدا نہ ہو سکی تھی۔ اس لئے اس نے خود بھی مزید ڈیڑھ ہفتے تک یہاں رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چارلی اور مچلی کے بارے میں اس نے کئی بار مختلف لوگوں سے سنا ہوا تھا کہ یہ لوگ خاصے ذہین، تیز اور فعال ایجنٹ ہیں۔ لیکن چونکہ ان کا دائرہ کار ایکریمیا اور یورپ تک ہی محدود تھا اس لئے اس کا کبھی ان سے واسطہ نہ پڑا تھا۔ لیکن چارلی کے اچھے لڑاکا ہونے کے بارے میں اس نے سن رکھا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا یہ سب کچھ سوچ رہا تھا کہ اچانک وہ چونک پڑا۔ اسے عقبی دیوار سے ایسی آہٹ سنائی دی تھی جیسے کسی نے دیوار کو تھپتھپایا ہو اور پھر اسے واضح طور پر آواز سنائی دی تو وہ واپس لیٹ گیا اور اس نے کمبل کو اپنے سر کے اوپر تک کھینچ لیا لیکن سائیڈ جھری سے وہ دیوار کی طرف دیکھ رہا تھا اور پھر بے اختیار اس نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ دیوار درمیان سے شق ہو کر سائیڈوں میں ہو گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی دیوار کی سائیڈ سے عمران کو ایک غیر ملکی عورت اور غیر ملکی آدمی اس خلا میں کھڑے نظر آنے لگے اور وہ سمجھ گیا کہ اس کی حتی الوسع کوشش کے باوجود چارلی اور مچلی اس کو ہلاک کرنے کے لئے یہاں تک پہنچ گئے ہیں اور جہاں سے دیوار میں خلا پیدا ہوا ہے یہ اس تہہ خانے کا کوئی خفیہ راستہ ہے جس کے

بارے میں عمران کو نہ ہی بتایا گیا تھا اور نہ ہی اسے اس بارے میں علم تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دل ہی دل میں شکر ادا کر رہا تھا کہ اس نے وہ سرخ رنگ کی گولی نہیں کھائی تھی ورنہ وہ بھی باقی دونوں مریضوں کی طرح اس وقت گہری نیند یا بے ہوشی کے عالم میں ہوتا۔ اس کے بعد ظاہر ہے چارلی اور مچلی دونوں کو روکنے والا کوئی بھی نہ تھا۔ وہ اب حتمی طور پر اس نتیجے پر پہنچ گیا تھا کہ غیر ملکی نرس اس سازش میں پوری طرح شامل تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ چارلی اور مچلی کو محتاط انداز میں سیدھے اپنے بیڈ کی طرف آتے دیکھ رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی اسے خیال آگیا کہ اسے جو نیا کمبل روٹین سے ہٹ کر دیا گیا ہے یہ بھی اس سازش کا حصہ تھا تاکہ چارلی اور مچلی اسے یہاں آسانی سے پہچان لیں ورنہ ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ وہ اس کی جگہ کسی دوسرے مریض کو ہلاک کر کے واپس چلے جاتے ۔ اس وقت تک چارلی اور مچلی دونوں اس کے بیڈ کی سائیڈ میں آکر کھڑے ہو گئے تھے اور اس کے ساتھ ہی مچلی نے آگے بڑھ کر عمران کے سر اور منہ سے کمبل ہٹا دیا۔ عمران آنکھیں بند کئے ہوئے ساکت پڑا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ تیزی سے نہیں لڑ سکتا اور چارلی اچھا اور تیز فائٹر ہے ۔ اس لئے وہ کوئی ایسا طریقہ سوچ رہا تھا جس سے وہ ان کو قابو کر سکے ۔ اس کی آنکھیں تو بند تھیں لیکن آنکھوں کے درمیان معمولی سی جھری سے وہ سائیڈ پر کھڑے ہوئے چارلی اور مچلی دونوں کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔ پھر مچلی نے جیب سے ایک چھوٹا سا مائیکرو کیمرہ

نکال کر اسے آنکھوں سے لگالیا اور دو قدم پیچھے ہٹ گئی جبکہ چارلی کے ہاتھ میں پہلے سے ہی مشین پسٹل موجود تھا۔ اس نے مشین پسٹل سیدھا کیا اور اس کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔ عمران سانس روکے پڑا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ چارلی اور مچلی دونوں انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اور اس کی معمولی سی غلط حرکت الٹا اس کے خلاف جائے گی اور پھر چارلی نے ٹریگر دبا دیا لیکن دوسرے لمحے نہ صرف چارلی بلکہ مچلی بھی بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ ٹریگر دبنے کے باوجود گولی نہ چلی تھی اور عمران اس لئے مطمئن پڑا ہوا تھا کہ اسے معلوم تھا کہ ایسا ہی ہو گا۔ اس نے ٹائیگر کی کال سننے کے بعد جو آلات منگوائے تھے ان میں ایک آلہ ایسا بھی تھا جس کی موجودگی میں بارودی ہتھیار کام نہیں کر سکتے تھے اور وہ اسی لمحے کے انتظار میں تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چاہے ایک لمحے کے لئے ہی سہی لیکن چارلی اور مچلی دونوں کی توجہ اس سے ہٹ کر مشین پسٹل کی طرف ہو جائے گی اور وہ لمحہ آ گیا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی ٹریگر دبنے کے باوجود گولی نہ چلی تو وہ دونوں اچھل پڑے اور ان کی توجہ عمران سے ہٹی تو عمران کے دونوں ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے اور اس کے جسم پر موجود سرخ رنگ کا کمبل اڑتا ہوا ان دونوں پر اس طرح گرا کہ وہ دونوں ہی اس میں لپٹ سے گئے۔ اس کے ساتھ ہی عمران اچھل کر بیڈ سے نیچے اترا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ان پر حملہ کرتا ان دونوں نے کمبل سائیڈ پر کر دیا تھا اور اب وہ اس کے سامنے موجود تھے۔

عمران کو اس طرح بیڈ سے نیچے کھڑے دیکھ کر چارلی نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی جبکہ مچلی بے اختیار کئی قدم پیچھے ہٹتی چلی گئی لیکن اس سے پہلے کہ چارلی کا ہاتھ جیب سے باہر آتا عمران نے اس پر حملہ کر دیا۔ چارلی بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ پر ہٹا اور اس کے ساتھ ہی اس کی لات مخصوص انداز میں گھومی لیکن یہ لات عمران کو نہ لگ سکی۔ اس لئے چارلی کسی لٹو کی طرح گھوم کر رہ گیا کیونکہ عمران نے اسے بڑے خوبصورت انداز میں ڈاج دیا تھا۔ اس نے چارلی پر حملہ کرنے کا صرف شو کیا تھا جبکہ اس نے حملہ اصل میں چارلی سے دو قدم پیچھے کھڑی مچلی پر کیا تھا اور مچلی بھی چارلی کی طرح عمران کے ڈاج میں آ گئی تھی۔ اس لئے اس نے اپنے بچاؤ کے لئے کوئی اقدام نہ کیا تھا۔ اس کا بس یہی خیال تھا کہ عمران نے حملہ چارلی پر کیا ہے اور عمران نے کسی بھوکے عقاب کی طرح اچھل کر مچلی پر حملہ کیا تھا۔ مچلی کے قریب قدم رکھتے ہی وہ تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے مچلی چیختی ہوئی عمران کی پشت پر لات مارنے کے لئے لٹو کی طرح گھومتے ہوئے چارلی کے ساتھ پوری قوت سے ٹکرائی اور اپنے ہی زور پر گھومتے ہوئے چارلی کے قدم اکھڑ گئے اور وہ بھی چیختا ہوا مچلی سمیت نیچے جا گرا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بیڈ کو تیزی سے اپنی طرف گھسیٹا اور چارلی اور مچلی جو نیچے گر کر تیزی سے اٹھ رہے تھے بیڈ کے اوپر آجانے کی وجہ سے ایک بار پھر نیچے گر گئے اور عمران نے یکلخت بیڈ کو واپس دھکیل دیا کیونکہ اسے معلوم

تھا کہ چارلی اپنی طاقت کے زور پر بیڈ کو اچھال دے گا اور اس کے اس طرح بیڈ کو واپس دھکیلنے سے چارلی ایک بار پھر ڈاج کھا گیا۔ وہ بیڈ اچھالنے کے لئے نہ صرف تیزی سے اوپر کو اٹھا تھا بلکہ اس کے دونوں ہاتھ بھی اونچے ہوئے تھے لیکن اس سے پہلے کہ وہ بیڈ تک پہنچتے بیڈ ہٹ گیا اور چارلی کے دونوں ہاتھ فضا میں اٹھتے چلے گئے جبکہ مچلی گھوم کر اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ چارلی سنبھلتا عمران کی لات گھومی اور چارلی چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا جبکہ اسی لمحے مچلی نے کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح عمران پر حملہ کر دیا اور عمران جو چارلی کی پشت پر لات مار کر ابھی سنبھل ہی رہا تھا مچلی کے اس اچانک حملے کی وجہ سے نیچے گرا لیکن دوسرے لمحے مچلی بھی چیختی ہوئی اچھل کر اٹھتے ہوئے چارلی سے کسی توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح ٹکرائی لیکن چارلی نے بھی تیزی سے ہاتھ مار کر اسے بھی ایک طرف اچھال دیا اور مچلی چیختی ہوئی سائیڈ دیوار سے جا ٹکرائی۔

" بیوی پر ہاتھ اٹھانے والے بزدل کہلاتے ہیں"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا"...... چارلی نے یکلخت جمپ لگا کر عمران پر حملہ کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اس کے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے تھے اور یوں لگتا تھا کہ وہ دونوں سائیڈوں سے کھڑی ہتھیلیوں کے وار کر کے عمران کا سر پچکا کر رکھ دے گا لیکن جیسے ہی اس کے

دونوں بازو آپس میں جڑنے کے لئے حرکت میں آئے عمران یکلخت نیچے فرش پر گر گیا اور تہہ خانہ تالی کی سی آواز سے گونج اٹھا کیونکہ چارلی کے دونوں ہاتھ پوری قوت سے ایک دوسرے سے ٹکرا گئے تھے۔

" ارے۔ ارے۔ ابھی سے تالیاں بجانا شروع کر دی ہیں"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ یکلخت گھوم گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مچلی جو سائیڈ دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرنے کے بعد ایک بار پھر عمران پر حملہ آور ہو گئی تھی۔ عمران کے یکلخت گھوم جانے کی وجہ سے وہ پوری قوت سے چارلی سے جا ٹکرائی اور چارلی کے منہ سے بے اختیار گالی نکلی ہی تھی کہ مچلی نے گالی کے رد عمل میں غصے کی شدت سے پوری قوت سے چارلی کی ناک پر مکا جڑ دیا۔

" واہ۔ یہ تو میاں بیوی کی باقاعدہ لڑائی شروع ہو گئی"۔ عمران نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ چارلی نے یکلخت مچلی کا بازو پکڑا اور اس کے ساتھ ہی وہ کسی روڈ رولر کی طرح دوڑتا ہوا عقبی دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔ مچلی اس کے ساتھ گھسٹتی رہی۔ عمران سمجھ گیا کہ چارلی فرار ہو رہا ہے تو عمران نے بھی اب اس معاملے کو فائنل کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے وہ ہینگر اٹھا لیا جس کے ساتھ گلوکلوز یا خون کی بوتل کو لٹکایا جاتا ہے۔ یہ ہینگر بھی بیڈ کے ساتھ ہی موجود تھا۔ عمران ہینگر اٹھا کر تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے ہینگر کی سائیڈ میں بڑھے

ہوئے پائپ کو عقبی دیوار کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے چارلی کی گردن میں ڈال کر اپنی طرف ایک زوردار جھٹکا دیا تو تیزی سے آگے کی طرف بھاگتا ہوا چارلی اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا جبکہ مچلی اس کی گرفت سے نکل گئی تھی لیکن گھسٹنے کی وجہ سے وہ نیچے گر گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اس وقت چارلی اور مچلی دونوں نیچے گرنے کے بعد اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھے کہ عمران یکلخت ہوا میں اچھلا اور اس کے ساتھ ہی اس کی ایک لات پوری قوت سے چارلی کی پسلیوں پر اور دوسری لات اٹھتی ہوئی مچلی کی کنپٹی پر پوری قوت سے پڑی اور وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے جبکہ عمران ایک بار پھر ہوا میں اچھلا اور اس بار اس کے دونوں پیر پوری قوت سے چارلی کے سینے پر پڑے اور چارلی کے حلق سے گھٹی گھٹی سی ایک چیخ نکلی جبکہ مچلی کنپٹی پر عمران کے پیر کی ضرب کھا کر پہلو کے بل نیچے گری تھی اور پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر ساکت ہو گئی تھی۔ عمران ایک بار پھر ہوا میں اچھلا اور دوسری بار بھی اس کے جڑے ہوئے پیر پوری قوت سے چارلی کے سینے پر پڑے اور اس بار چارلی کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں اور جسم ایک زوردار جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ چارلی کے منہ کے کونے سے خون کی لکیر بہنے لگ گئی تھی۔ عمران پیچھے ہٹا اور پھر واپس بیڈ کی طرف آیا۔ اس نے بیڈ کی سائیڈ میں پڑے ہوئے چپل پہن لئے کیونکہ ننگے پیر ہونے کی وجہ سے اسے الجھن سی ہو رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ بیرونی

دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں دروازے کے ساتھ ہی دیوار پر سوئچ بورڈ موجود تھا جس کے نچلے حصے میں ایک سرخ رنگ کا بڑا سا بٹن موجود تھا۔ یہ الارم بٹن تھا۔ اس نے اسے پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور چار مشین گن بردار محافظ اندر داخل ہوئے۔

"کیا ہوا صاحب۔ کیا ہوا"...... سب سے آگے والے نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا لیکن پھر عمران کے جواب دینے سے پہلے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی نظریں سامنے ہی فرش پر پڑے چارلی اور مچلی پر پڑ گئیں۔

"اوہ۔ اوہ یہ۔ یہ کون ہیں"...... اس پہلے آنے والے نے کہا اور تیزی سے ان کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران واپس بیڈ پر پیر لٹکا کر بیٹھ گیا۔ وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔ اس کا چہرہ پسینے سے تر نظر آ رہا تھا۔

فارما کا چیف جیکسن اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے فائل سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے سرد لہجے میں کہا۔

" چیف۔ تھامس حاضری چاہتا ہے "...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" بھیج دو"...... جیکسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور پھر دروازہ کھلا اور تھامس اندر داخل ہوا۔ اس نے سلام کیا۔

"آؤ بیٹھو تھامس۔ کب پہنچے ہو"...... جیکسن نے فائل بند کر کے اسے ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے کہا۔

" ایک گھنٹہ پہلے پہنچا ہوں چیف۔ بیگ اپنی رہائش گاہ پر چھوڑ کر

سیدھا یہاں آیا ہوں"...... تھامس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ بات تو تم بھی تسلیم کرو گے کہ تم ناکام رہے ہو"۔ چیف کے لہجے میں سرد مہری موجود تھی۔

" یس چیف۔ میں واقعی ناکام ہوا ہوں۔ بلکہ درست لفظوں میں بری طرح ناکام رہا ہوں۔ لیکن باس اس میں میرا ذاتی طور پر کوئی قصور نہیں ہے "...... تھامس نے کہا۔

" کیوں "...... جیکسن نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" چیف۔ یہ عمران دنیا کا سب سے بڑا فراڈ ہے۔ ایسا دھوکے باز آدمی ہے کہ بظاہر ہم آخر تک اس کے خلاف کامیاب نظر آتے ہیں لیکن آخری لمحے میں انکشاف ہوتا ہے کہ کامیاب وہ ہوا اور اس کا مخالف بری طرح ناکام۔ اب آپ سوچیں چیف کہ کسی کو معلوم نہیں کہ میں ڈاکٹر افضل کی کار میں چھپ کر اندر گیا اور پھر چھت سے سیڑھیاں اتر کر راہداری میں پہنچا۔ جہاں نرس نے کھڑکی کھول رکھی تھی وہاں کمرے میں ایک ہی بیڈ تھا جس پر ایک آدمی بڑے پرسکون انداز میں لیٹا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ جو کمبل سے باہر تھا دیکھ کر کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ مردہ ہو سکتا ہے۔ مجھے کام کرتے ہوئے عمر گزر گئی ہے چیف۔ کیا میں مردہ اور زندہ چہروں کے درمیان فرق بھی نہیں کر سکتا۔ وہ ہر لحاظ سے زندہ آدمی کا چہرہ تھا اور عمران کا ہی تھا۔ میں نے اس کے سینے میں گولیاں اتاریں اور پھر میں

کامیابی سے ہسپتال سے باہر آگیا۔ اس کے بعد میں نے ہسپتال سے کنفرم کیا تو مجھے بتایا گیا کہ عمران ہلاک ہو چکا ہے۔ پھر میں کافرستان چلا گیا۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ یہ سب کچھ ڈرامہ تھا، دھوکہ تھا۔ اب آپ بتائیں کہ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میری جگہ کوئی بھی ہوتا اسی طرح ناکام رہتا"...... تھامس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ تمہارا قصور نہیں ہے لیکن فارما کی ساکھ پر تو اثر پڑا ہے۔ اسرائیل کے صدر نے مجھے اپنے ذرائع سے معلوم کر کے بتایا ہے کہ ایسا ہوا ہے جبکہ میں نے اسے تمہاری رپورٹ اور کامیابی کی رپورٹ دے دی تھی۔ بہرحال اب چارلی اور مچلی ناکام نہیں ہوں گے۔ چاہے وہ عمران کتنا ہی بڑا ڈرامہ باز اور دھوکے باز کیوں نہ ہو۔ چارلی اور مچلی کبھی ناکام نہیں رہ سکتے"...... جیکسن نے کہا اور تھامس ایک طویل سانس لیتے ہوئے خاموش رہا۔ اس نے جیکسن کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جیکسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جیکسن نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" اسرائیل کے صدر سے بات کیجئے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جیکسن بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے سامنے بیٹھے ہوئے تھامس کی طرف دیکھا اور پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ اسے یقین تھا کہ اسرائیل کے صدر نے پہلے کی طرح اپنے ذرائع سے معلوم کر لیا ہو

گا کہ چارلی اور مچلی دونوں اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے ہیں اور وہ اسے مبارک باد دینے کے لئے فون کر رہے ہیں۔ اس لئے اس نے تھامس کو خصوصی طور پر سنوانے کے لئے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اور تھامس بھی شاید یہ بات سمجھ گیا تھا۔ اس لئے اس نے بھی ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

" ہیلو۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" یس۔ چیف آف فارما جیکسن بول رہا ہوں"...... جیکسن نے کہا۔

" جناب پریذیڈنٹ سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور جیکسن اور تھامس دونوں پہچان گئے کہ اسرائیل کے صدر بول رہے ہیں۔

" یس سر۔ میں جیکسن بول رہا ہوں سر۔ چیف آف فارما سر"۔ جیکسن نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" مسٹر جیکسن۔ کیا آپ نے اپنے ایجنٹوں کو پاکیشیا میں ہماری خصوصی ایجنٹ آنان نژاد راسوگی کے بارے میں بھی بتایا تھا"۔ صدر کے لہجے میں غصے کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

" نو سر۔ میں نے تو ان سے کوئی بات نہیں کی کیونکہ آپ نے جو

کچھ بتایا تھا اس کا ان سے کوئی تعلق نہیں بنتا تھا۔ کیا ہوا ہے سر"۔ جیکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی آپ پوچھ رہے ہیں کہ کیا ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو بھی سزا دی جائے اور آپ کی ایجنسی کا بھی خاتمہ کر دیا جائے۔ ہمارا خیال تھا کہ فارما ایسی ایجنسی ہے جس کے ایجنٹ کامیاب رہیں گے لیکن مسلسل اور پے در پے ناکامی کو شاید آپ نے اپنا ماٹو بنا لیا ہے۔ پہلے آپ کے ایجنٹ نے آپ کو کامیابی کی رپورٹ دی لیکن یہ رپورٹ غلط تھی اور اب ہمارے ذرائع کے خلاف کارروائی ہوئی ہے سپیشل ہسپتال میں جہاں وہ عمران موجود ہے وہاں کی نرس راسوگی کو سازش کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے اور پاکیشیا میں آنان کے سفیر کو بھی وزارت خارجہ نے چوبیس گھنٹوں کے اندر ملک سے نکل جانے کا حکم دے دیا ہے اور اس راسوگی کے خلاف شکایت بھی عمران نے کرائی ہے کہ راسوگی نے فارما کے ایجنٹوں چارلی اور مچلی سے مل کر اسے قتل کرنے کی سازش کی ہے اور پھر راسوگی سے انہوں نے ساری بات معلوم کر لی ہے اور اس طرح پاکیشیا میں آنانی سفیر کا معاملہ بھی سامنے آگیا ہے اور یہ سب کچھ آپ کی تنظیم فارما اور اس کے نااہل ایجنٹوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ ہم جلد ہی اس سلسلے میں حتمی فیصلہ کریں گے"...... دوسری طرف سے صدر نے انتہائی برہم لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر بغیر کوئی بات سنے رابطہ ختم ہو گیا تو جیکسن نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ کر میز

پر موجود ٹشو پیپر کے ڈبے سے ٹشو نکال کر اس نے پیشانی پر آنے والا پسینہ صاف کیا۔

"یہ۔ یہ چارلی اور مچلی نے کیا کیا۔ یہ بہت برا ہوا۔ صرف اسرائیل ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے یہودیوں کے مفادات کے خلاف ہوا ہے یہ سب کچھ۔ وری بیڈ"...... جیکسن نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

"چیف۔ چارلی اور مچلی بے حد ہوشیار ایجنٹ ہیں۔ وہ لازماً اس عمران کا خاتمہ کر دیں گے اور اگر اس عمران کا خاتمہ ہو جائے تو نہ صرف صدر اسرائیل بلکہ پوری دنیا کے یہودی فارما کی تعریف کریں گے"...... تھامس نے کہا تو جیکسن چونک کر اس طرح تھامس کو دیکھنے لگا جیسے اسے پہلی بار احساس ہوا ہو کہ اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اور اسرائیل کے صدر نے جس برہم انداز میں جیکسن کو ڈانٹا تھا وہ سب کچھ تھامس بھی سن رہا تھا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ چارلی اور مچلی لازماً کامیاب لوٹیں گے۔ وہ آج تک کبھی ناکام نہیں رہے۔ مچلی کی ذہانت یکتا ہے تو چارلی فائٹ اور طاقت میں یکتا ہے"...... جیکسن نے ایک بار پھر خود کلامی کے سے انداز میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"اوہ۔ شاید چارلی اور مچلی کا فون ہو گا"...... جیکسن نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی جھپٹ کر رسیور اٹھا

لیا۔

"یس"...... جیکسن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف۔ پاکیشیا سے کوئی علی عمران آپ سے بات کرنا چاہتا ہے اس کا کہنا ہے کہ اگر اس سے بات نہ کی گئی تو پھر وہ براہ راست اسرائیل کے صدر سے بات کرے گا اور پھر فارما کا وجود ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو جیکسن کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھا ہوا تھامس بھی بے اختیار اچھل پڑا۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ آف نہیں کیا گیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز وہ بھی بخوبی سن رہا تھا۔

"ہیلو۔ جیکسن بول رہا ہوں۔ چیف آف فارما"...... جیکسن نے لہجے کو رعب دار بناتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہو مسٹر جیکسن۔ تم اور تمہاری تنظیم اچھی بھلی یورپ اور ایکریمیا میں کام کر رہی تھی۔ پھر تمہیں کس پاگل کتے نے کاٹا تھا کہ تم نے اپنے ایجنٹ پاکیشیا بھجوانے شروع کر دیئے۔ معروف قول ہے کہ جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے اور سنو۔ میں اپنی ذات پر ہونے والے حملوں کا انتقام نہیں لیا کرتا۔ اس لئے تمہارے ایجنٹ تھامس کو زندہ سلامت واپس جانے دیا گیا ہے ورنہ تھامس اس طرح زندہ سلامت کافرستان سے واپس نہ پہنچ سکتا تھا اور جہاں تک تمہارے سپر ایجنٹ چارلی اور مچلی کا تعلق ہے تو ان کا مشن بھی

میرے خلاف تھا اس لئے میں انہیں بھی زندہ واپس بھجوا دیتا لیکن چارلی نے ہسپتال کے ایک گارڈ کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کر دیا اور پاکیشیا کا ایک آدمی بھی تم اور تمہاری فارما سے زیادہ قیمتی ہے اس لئے اس کے جواب میں چارلی بھی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ مجھ مریض سے فائٹ کے دوران ہلاک ہوا ہے۔ بہرحال اس گارڈ کی موت کا انتقام قدرت نے اس سے خود ہی لے لیا ہے اور مچلی زندہ ہے۔ اس سے میں نے فارما کا پورا سیٹ اپ معلوم کر لیا ہے۔ مچلی کو میں اس لئے زندہ واپس بھجوا رہا ہوں کہ ایک تو وہ عورت ہے اور دوسرا اس نے سوائے مجھ پر حملہ کرنے کی سازش کے اپنے شوہر چارلی کی طرح کسی پاکیشیائی کو ہلاک نہیں کیا اور یہ بھی سن لو کہ یہ تمہارے اور تمہاری تنظیم کے خلاف ایک وارننگ ہے۔ آئندہ اگر تمہارے کسی ایجنٹ نے کسی بھی مقصد کے لئے پاکیشیا کا رخ کیا تو پھر نہ تم رہو گے اور نہ تمہاری تنظیم"...... دوسری طرف سے مسلسل بولتے ہوئے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جیکسن نے اس طرح رسیور رکھ دیا جیسے وہ اپنی زندگی کی آخری بازی بھی ہار گیا ہو۔

"کاش۔ ہم عمران کو ٹارگٹ کرنے کا مشن نہ لیتے"...... جیکسن نے انتہائی پژمردہ سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم کرسی پر ہی ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ وہ شاید شدید ترین ذہنی دباؤ یا دھچکے کی وجہ سے اپنے آپ کو سنبھال نہ پا رہا تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

" عمران صاحب۔ کامل صحت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بے حد کرم کر دیا ہے کہ آپ پر ہونے والے دونوں انتہائی خطرناک اور جان لیوا حملے بھی ناکام رہے ہیں لیکن آپ ڈاکٹر صدیقی کے اندازے سے بھی پہلے مکمل طور پر صحت یاب ہو گئے ہیں"...... رسمی سلام دعا کے بعد کرسی پر بیٹھتے ہی بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ یہ واقعی اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ اس نے مجھے اپنی رحمتوں سے نوازا ہے۔ ویسے میری جلد صحت یابی میں اس دوسرے حملے کا بھی بڑا حصہ ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

" جب چارلی اور مچلی نے مجھ پر حملہ کیا تو اس وقت وہ آلہ کام کر رہا تھا جس کی وجہ سے ان کا کوئی بارودی ہتھیار کام نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے ان کا مشین پسٹل کام نہ کر سکا۔ بہرحال وہ دونوں صرف مشین پسٹل کے کام نہ کرنے کی وجہ سے تو واپس نہ جا سکتے تھے۔ مچلی تو چلو عورت تھی لیکن چارلی بے حد طاقتور اور اچھا فائٹر تھا۔ اس لئے وہ مجھ پر بغیر ہتھیار کے بھی حملہ کر کے مجھے ختم کر سکتا تھا اور اگر اس نرس راسوگی کی دی ہوئی سرخ گولی میں کھا لیتا تو یقیناً یہی ہوتا کہ چارلی نے جس طرح کمرے میں سوئے ہوئے گارڈ کی گردن اپنے ہاتھوں سے توڑ دی تھی اس طرح وہ میری گردن بھی آسانی سے توڑ سکتا تھا اور دوسری طرف میری بیماری تھی۔ اصل مسئلہ یہ تھا کہ میں تیزی سے حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ میرے اعصاب پر ابھی ہلکا سا جمود طاری تھا۔ اس لئے ڈاکٹر صدیقی مجھے دو ہفتے مزید روکنے پر مصر تھے اور ہو سکتا تھا کہ دو ہفتے کے بعد بھی مجھے وہاں رکنا پڑتا لیکن اپنی جان بچانے کے لئے مجھے بہرحال حرکت میں آنا پڑا اور شاید قدرت مجھے اس انداز میں ٹھیک کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے مجھے ٹارگٹ بنایا گیا تھا۔ بہرحال جب چارلی ہلاک ہوا اور مچلی بے ہوش ہوئی تو گو میں بری طرح تھک گیا تھا لیکن مجھے جلد ہی محسوس ہو گیا کہ میرے اعصاب پر موجود جمود اس لڑائی کی وجہ سے ختم ہو گیا ہے اور میں پہلے کی طرح چاق وچوبند ہو گیا ہوں۔ پھر ڈاکٹر صدیقی نے آکر جب میڈیکل

چیکنگ کی تو وہ بھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ میں اللہ تعالیٰ کے
فضل و کرم سے سو فیصد تندرست ہو چکا تھا۔ دوسرے لفظوں میں
مجھے ٹارگٹ بنا کر فارما اور اس کے ایجنٹوں نے مجھے مکمل طور پر
صحت یاب ہونے میں میری مدد کی ہے"...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں۔ واقعی قدرت کے کام نرالے ہوتے ہیں۔ انسان سوچتا کچھ
ہے لیکن نتائج کچھ نکل آتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے یاد ہے۔ ڈیڈی بتایا کرتے ہیں کہ ان کے ایک بزرگ یہی
دعا کرتے تھے کہ اگر ان کے خلاف کوئی شر بھی پیدا ہو تو اس میں
سے بھی ان کے لئے خیر نکل آئے اور اب میرے ساتھ بھی یہی ہوا
ہے کہ میرے خلاف شر پیدا کیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و
کرم سے اس شر میں سے بھی میرے لئے خیر بہم پہنچا دی"...... عمران
نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس مچلی کا آپ نے کیا کیا ہے۔ کیا اسے
حکومت کے حوالے کیا جائے گا"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"حکومت کے حوالے کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ یا تو
اسے ہلاک کر دیا جاتا یا پھر فرار کرا دیا جاتا اور پھر مچلی نے میری ذات
پر حملہ کیا ہے۔ کسی اور کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ اس کے ساتھ
ساتھ مچلی کے ذریعے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سپیشل ہسپتال میں
آنانی نژاد ہیڈ نرس راسوگی پاکیشیا میں یہودیوں کی مخبر ہے اور پاکیشیا

میں آنان کا سفیر اس کا سرپرست ہے اور یہاں یہودیوں کا ایجنٹ ہے
یہ انتہائی اہم معلومات تھیں۔ گو راسوگی اور مچلی کے درمیان اتفاقاً
ملاقات ہوئی اور راسوگی نے یہ کام دولت کے لالچ میں کیا لیکن
بہرحال اس سے پاکیشیا کے مفادات کو بے حد فائدہ پہنچا ہے۔ اس
لئے مچلی کو میں نے کافرستان بھجوا دیا ہے۔ وہاں سے وہ جہاں چاہے
خود ہی چلی جائے گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور چارلی کی لاش کا کیا ہوا۔ مچلی اسے ساتھ لے گئی ہے"۔
بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں۔ لاش کا اس کے ساتھ جانا خاصا مشکل کام ہو جاتا۔ اس
لئے لاش کو برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ بنا دیا گیا اور یہی اس کا انجام
بھی ہونا چاہئے تھا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب آپ کا مزید کیا پروگرام ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ اس ٹائیگر کو کال کر کے کہہ دو کہ وہ اب یہاں چارلی
اور مچلی کو تلاش نہ کرتا پھرے۔ پھر آئندہ کی بات بھی کر لیتے ہیں"۔
عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے
سامنے رکھا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے
بٹن آن کر دیا

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار
کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد

ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کہاں ہو تم اس وقت۔اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"اپنے کمرے میں ہوں باس۔پچھلی رات میں کافرستان سے واپس یہاں پہنچا تھا۔اب تیار ہو کر نکل رہا تھا کہ آپ کی کال آ گئی باس۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تھامس کا کیا کیا تم نے۔اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"آپ کے حکم کے مطابق میں نے اسے زندہ چھوڑ دیا تھا اور اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیوں کی گانٹھ کھول دی تھی تاکہ میرے جانے کے بعد وہ خود ہی رسیوں سے آزاد ہو کر واپس جا سکے۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔اوور"...... عمران نے سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اس چارلی اور مچلی کو تلاش کرنا ہے۔میں نے تھامس سے ان کے حلیے اور قدوقامت کے بارے میں معلومات حاصل کر لی تھیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ میں جلد ہی انہیں تلاش کر لوں گا۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اگر تم اسی رفتار سے کام کرو گے تو پھر ہو گیا کام۔اوور"۔ عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔یہ ٹھیک ہے کہ دیر ہو چکی ہے لیکن میں تو اس وقت ہی کام پر نکلتا ہوں کیونکہ انڈر ورلڈ میں دوپہر کے بعد ہی کام کا آغاز ہوتا

ہے۔دن کے پہلے ٹائم تو سب سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔اوور"۔ ٹائیگر نے جواب دیا لیکن اس کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"جس چارلی اور مچلی کو تم اب تلاش کرنے کے لئے نکل رہے ہو۔وہ دونوں ہسپتال میں مجھ پر حملہ کر بھی چکے ہیں۔اب تمہارے تلاش کرنے کا کیا فائدہ ہو گا۔اوور"...... عمران نے کہا۔

"حملہ کر چکے ہیں۔کیا رات کو۔اوہ۔ویری بیڈ۔پھر باس۔ اوور"۔ٹائیگر نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"پھر کیا۔اللہ تعالیٰ نے خصوصی کرم سے مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس سے میری خیر کا بھی پہلو نکل آیا کہ میں فوری طور پر مکمل صحت یاب ہو گیا ہوں۔اوور"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ اس حملے سے بھی بچ گئے۔کیا ہوا اس چارلی اور مچلی کا باس۔اوور"...... ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو، ٹائیگر کے خلوص اور عمران سے اس کی محبت کو دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا اور عمران نے اسے حملے کی تفصیل بتانے کے بعد چارلی اور مچلی کے بارے میں بھی بتا دیا۔

"باس۔آپ نے پہلے تھامس کو بھی زندہ واپس جانے دیا اور اب مچلی کو بھی زندہ واپس بھجوا دیا۔یہ ایسے لوگ ہیں جو کسی کا احسان

نہیں سمجھتے۔یہ پھر حملہ کریں گے۔اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔
" میں اپنی ذات پر ہونے والے حملوں کا انتقام نہیں لیا کرتا۔ بس اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیتا ہوں۔ویسے یہ دونوں ہلاک بھی ہو جاتے تو کیا فارما کے پاس اور ایجنٹ نہیں ہوں گے یا فارما ہی کیا اسرائیل اور پوری دنیا میں پھیلی ہوئی یہودیوں کی بے شمار تنظیموں کے پاس اور ایجنٹ نہیں ہو سکتے۔ویسے بھی کہا جاتا ہے کہ یار زندہ صحبت باقی۔ بہرحال میں نے تمہیں اس لئے کال کیا تھا کہ اب تمہیں ان کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔
" عمران صاحب۔ اب آپ اس فارما کا خاتمہ ضرور کریں۔ اس نے آپ کو ٹارگٹ بنا کر ایسا اقدام کیا ہے جس کے لئے اسے عبرتناک انداز میں بھگتنا چاہئے"...... بلیک زیرو نے کہا۔
" نہیں۔ اس سے پاکیشیا کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ فارما جیسی بے شمار تنظیمیں یورپ اور ایکریمیا میں کام کر رہی ہیں اور فارما کو براہ راست مجھ سے کوئی دشمنی نہیں ہو گی۔اسے یقیناً اسرائیل نے یہ مشن سونپا ہو گا لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے مجھے ان کے پے در پے حملوں سے بچا لیا۔ میں نے فارما کے چیف جیکسن کو فون کر کے بتا دیا ہے کہ اب اگر فارما کے کسی ایجنٹ نے پاکیشیا کا رخ کیا تو پھر نہ فارما رہے گی اور نہ ہی اس کا کوئی ایجنٹ اور مجھے یقین ہے کہ آئندہ فارما پاکیشیا کا رخ نہیں کرے گی۔ باقی یورپ اور

ایکریمیا میں وہ جو چاہے کرتی پھرے اس لئے اب اس کے پیچھے جانے کا کوئی فائدہ نہیں"۔ عمران نے کہا۔
" تو پھر آپ مجھے اجازت دے دیں۔ میں جا کر اس کا خاتمہ کر دیتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔
" تم کیا کرو گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" میں جا کر فارما کے چیف کا خاتمہ کر دوں گا اور اس کے ہیڈ کوارٹر کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا"...... بلیک زیرو نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
" اور اس کے بعد کیا تم یہ گارنٹی دے سکتے ہو کہ فارما کا نیا ہیڈ کوارٹر نہیں بن سکے گا اور نیا باس نہیں رکھا جا سکتا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار اس طرح طویل سانس لیا جیسے اسے عمران کے جواب سے خاصی مایوسی ہوئی ہو۔
" آپ تو کسی کو کام نہیں کرنے دیتے۔بہرحال اب کیا پروگرام ہے آپ کا"...... بلیک زیرو نے قدرے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔
" پروگرام وہی جس سے روکنے کے لئے مجھ پر دو جان لیوا حملے کئے گئے ہیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔
" اوہ۔اوہ اسے تو میں واقعی بھول ہی گیا تھا۔آپ کا مطلب بلیک ہیڈ سے ہے"...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔
" ہاں۔ بلیک ہیڈ لیبارٹری۔وہ نہ صرف پاکیشیا بلکہ پورے عالم اسلام کے خلاف یہودیوں کی انتہائی خوفناک سازش ہے۔ اس کا

خاتمہ فوری طور پر ضروری ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو کب جا رہے ہیں آپ"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"پہلے ایک ادھار چکاؤ تو دوسرے کا اعتبار کیا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔

"ادھار۔ کیا مطلب۔ کیسا ادھار"...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس مشن کا ایک بڑا سا چیک دو گے تو دوسرے مشن کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کس مشن کا چیک مانگ رہے ہیں آپ"...... بلیک زیرو نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"مشن ٹو ٹارگٹ عمران"...... عمران نے جواب دیا۔

"اس مشن کی وجہ سے آپ فوری صحت مند ہو گئے ہیں اس لئے چیک مانگنے کی بجائے پوری ٹیم کو اپنی صحت یابی کی خوشی میں دعوت کھلائیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"پہلے سلیمان کو تو دعوت کھلا لوں۔ وہ میرے سر ہے کہ اس کی وجہ سے تھامس ناکام ہوا ہے۔ پھر باقی ممبروں کا نمبر آئے گا اور دعوت پر بھی خرچ آتا ہے اور میں تو ٹھہرا بیمار، اور تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا میں بیمار کی معاشی حالت کیا ہوتی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد